سفر ولادت باسعادت سفر وصال تک

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر مبارک

محمد الیاس عادل

Marfat.com

Marfat.com

سفرِ ولادت باسعادت سفرِ آخر تک

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفرِ مبارک

DATA ENTERED

محمد الیاس عادل

مُشتاق بُک کارنر
الکریم مارکیٹ۔ اُردو بازار، لاہور

Marfat.com

2017-9921
15 ٤
۱۲۵٦۵۳

ہماری کتابیں · معیاری کتابیں
خوبصورت اور کم قیمت کتابیں

ناشر: مشتاق احمد
اہتمام: سلمان منیر

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	☆	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفر مُبارک
مرتبہ	☆	محمد الیاس عادل
پروف ریڈنگ	☆	محمد شبیر قمر
مطبع	☆	اسد نیئر پرنٹرز لاہور
کمپوزنگ	☆	گُل گرافکس
ٹائٹل	☆	عاطف بٹ
اشاعت	☆	2008
قیمت	☆	170 روپے

استدعا

پروردگار عالم کے فضل، کرم اور مہربانی سے، انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کمپوزنگ، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔
بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہ کرم مطلع فرمادیں۔ ان شاءاللہ ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لیے ہم آپ کے بے حد مشکور ہوں گے۔ (ناشر)

Marfat.com

حُسنِ ترتیب

☆ ابتدائیہ---------- 5
☆ پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف---------- 7
☆ اصلاب کریمہ سے ارحام طاہرہ کی طرف---------- 13
☆ حضرت اسماعیل علیہ السلام سے قیدار تک---------- 16
☆ جناب قیدار سے جناب قصی تک---------- 20
☆ جناب قصی سے جناب عبدالمطلب تک---------- 25
☆ جناب عبدالمطلب سے حضرت عبداللہؓ تک---------- 31
☆ پہلا سفر مبارک---------- 34
☆ دو سال کی عمر مبارک میں---------- 42
☆ قبیلہ بنی سعد سے مکہ مکرمہ تک---------- 46
☆ والدہ ماجدہ کے ہمراہ سفر مبارک---------- 49
☆ شام کا پہلا سفر مبارک---------- 51
☆ یمن کا سفر---------- 57
☆ شام کا تجارتی سفر---------- 57
☆ طائف کا تبلیغی سفر---------- 62

Marfat.com

☆ معراج کا سفر مبارک ---------- 71

☆ معراج شریف سے واپسی کا سفر ---------- 75

☆ ہجرت کا سفر مبارک ---------- 82

☆ غار ثور سے مدینہ طیبہ تک ---------- 93

☆ مدینہ طیبہ سے بدر تک ---------- 107

☆ نجد کا سفر مبارک ---------- 112

☆ مدینہ طیبہ سے اُحد تک ---------- 114

☆ مدینہ طیبہ سے دومتہ الجندل تک ---------- 117

☆ مریسع سے مدینہ طیبہ تک ---------- 119

☆ عمرے کے لیے سفر مبارک ---------- 126

☆ خیبر کی طرف سفر مبارک ---------- 134

☆ فتح مکہ کے لیے سفر مبارک ---------- 141

☆ تبوک کا سفر مبارک ---------- 151

☆ تبوک سے مدینہ طیبہ تک ---------- 156

☆ سفرِ حج ---------- 159

☆ سفر کے آداب ---------- 173

☆ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواریاں ---------- 179

☆ سفرِ آخرت ---------- 182

......☆......

Marfat.com

ابتدائیہ

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے انسانوں کی بھلائی اور ہدایت کے لیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معبوث فرمایا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل کیا۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دور مبارک تاریخ عالم کا ایک ایسا روشن وتاباں اور درخشاں ومنور دور ہے کہ جس کی تابنا کیوں سے تا قیامت انسانیت مستنیر ہوتی رہے گی۔زیر نظر کتاب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے ایک گوشے حوالے سے ترتیب دی گئی ہے۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام اہم اسفارِ مبارک کتاب ھذا کی زینت بنائے گئے ہیں۔سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ کے پاکیزہ زمانہ میں بہت سے سفر مبارک کیے ہیں ان میں کئی ایسے سفر مبارکہ بھی پیش آئے جن کے دوران بڑے عجیب وغریب اور دلچسپ واقعات پیش آئے۔قارئین کی دلچسپی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے میں نے اس بات کی پوری کوشش کی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سفر مبارک کے عنوان سے کتاب ھذا کو ایسے جامع انداز میں پیش کیا جائے کہ اِن اسفار مبارکہ کے دوران پیش آنے والے تمام اہم واقعات کا مختصر اور مربوط طور پر تذکرہ کر دیا جائے۔کتاب ھذا اپنے عنوان کے اعتبار سے اپنے اندر بھر پور دلچسپی لیے ہوئے اور معلومات کا عظیم خزینہ رکھتی ہے۔اس کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے آپ کو بخوبی طور پر محسوس ہوگا کہ اس میں سفر مبارک بیان کرنے کے ساتھ ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں معلومات کا پیش بہا خزانہ بھی جمع

Marfat.com

کر دیا ہے اور اس کے مطالعے کے دوران منطقی ترتیب کے پیش نظر آپ کو کسی قسم کی تشنگی محسوس نہیں ہوگی۔

کتاب ھذا میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے قبل کے واقعات کا مختصر طور پر بیان کرتے ہوئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے انسابِ کریم کے نفوسِ قدسیہ کی پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہونا اور پھر ولادت باسعادت کے چند دنوں کے بعد سے لے کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے دوران پیش آنے والے تمام اہم اسفارِ مبارکہ کے بیان سے لے کر آپ کے سفرِ آخرت تک کا احاطہ کرنے کی سعی کی گئی ہے، کوشش یہی کی گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام اہم اسفارِ مبارکہ کو بیان کر دیا جائے۔

زیرِ نظر کتاب میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُن سواریوں کا بھی مختصر طور پر بیان کیا گیا ہے جو دورانِ سفر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے استعمال میں رہتی تھیں۔ موضوع کی مناسبت سے کتاب ھذا نہایت شائستہ وشُستہ علمی انداز میں پیش کی گئی ہے اور اس کا مطالعہ کرتے ہوئے قاری کی دلچسپی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور اسے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے بھی بخوبی آگاہی حاصل ہوتی چلی جاتی ہے۔ دورانِ سفر پیش آنے والے واقعات، سیرت سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سنہرا باب ہیں، اس میں اپنوں کی محبت اور چاہت، وفا شعاری، اطاعت گزاری اور جانثاری کے قصے بھی ہیں۔ دشمنوں کی طرف سے پہنچائی جانے والی تکالیف، ایذاؤں اور ان کی مخالفتوں کے واقعات بھی ہیں سفر کے خوش کن واقعات کے ساتھ ساتھ سفر کی صعوبتوں اور تکالیف کا بیان بھی ہے۔ دینِ اسلام کی تبلیغ کے ضمن میں پیش آنے والی رکاوٹوں کا تذکرہ بھی ہے اور سفر حج کے دوران آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مناسک حج ادا کرتے ہوئے اُمت کو تعلیم دینے، وعظ ونصائح کرنے اور آخری خطبہ کا بھی ذکر ہے بلاشبہ اِس کتاب کا مطالعہ ہر مسلمان مرد اور عورت کے لیے ایمان میں اضافے، تقویت اور مضبوطی کا باعث ہوگا۔

محمد الیاس عادل

Marfat.com

پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حسب و نسب کی فضیلت اور پاکیزگی کا ذکر کرتے ہوئے خود اللہ تعالیٰ قرآن پاک کی سورۃ الشعراء میں ارشاد فرماتا ہے:

وتوکل علی العزیز الرحیم الذی یرٰك حین تقوم و تقلبك فی الساجدین ○

"اور آپ اسی ذات پر توکل کریں جو غالب و رحیم ہے۔ وہ (اللہ تعالیٰ) آپ کو دیکھتا ہے جب آپ قیام کرتے ہیں اور آپ کا ساجدین میں گردش کرنا بھی دیکھتا ہے۔"

محدثین کرام اس آیت کی تفسیر کے تحت فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جملہ آباء و امہات مومن اور اشرف تھے اور قرآن حکیم میں جو یہ مذکورہ بالا آیت مبارکہ ہے اس میں ساجدین سے مراد مومنین ہیں اور اس سے یہ معنی اخذ ہوتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک مومنین کے اصلاب و ارحام میں آپ کے دورے کو اللہ تعالیٰ ملاحظہ فرماتا ہے۔ اِس سے ثابت ہوا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آباؤ اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب کے سب مومن ہیں۔ اسی آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

"اراد "تقلبك" فی اصلاب الانبیاء من نبی الی نبی حتی اخرجتك فی هذه الامته"۔(الخازن)

"یہاں پر گردش سے مراد انبیاء کرام کی مبارک پشتوں میں یکے بعد دیگرے منتقل ہونا ہے حتیٰ کہ آپ اس امت میں مبعوث ہوئے"۔

اسی آیت مبارکہ کے تحت صاوی علی الجلالین میں ہے:

"یہاں ساجدین سے مراد اہل ایمان ہیں اور آیت مبارکہ کے معنی یہ ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جن مومنین کے اصلاب وارحام میں گردش کی اللہ تعالیٰ نے اسے ملاحظہ فرمایا، پس اس آیت مبارکہ کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جملہ آباء مومن تھے۔"

اس آیت مبارکہ کے تحت تفسیر جمل میں ہے:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حضرت آدم علیہ السلام وحضرت حوا سلام اللہ علیہا سے لے کر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک جن جن مومن مردوں اور عورتوں کے اصلاب وارحام میں آپ منتقل ہوئے ان کو آپ کا پروردگار ملاحظہ فرما رہا ہے۔پس (ثابت ہوا کہ) آپ کے تمام اباء واجداد خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں تمام اہل ایمان سے ہیں۔"

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی آیت کے تحت تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ کا فرمان: الذی یراك حین تقوم و تقلبك فی الساجدین۔ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے آباء اللہ تعالیٰ کے منکر نہیں ہو سکتے۔"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ایک حدیث پاک میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اپنے حسب ونسب کی پاکیزگی کا اظہار فرمایا ہے۔چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

Marfat.com

''میں حسب ونسب میں تم سے زیادہ پاکیزہ ہوں۔ میرے آباؤ اجداد میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک کسی نے بدکاری کا ارتکاب نہیں کیا۔''

تفسیر در منثور میں سورۃ الشعراء کی آیت مبارکہ:

الذی یراك حین تقوم ہ و تقلبك فی الساجدین

کی تفسیر کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت میں تھے تو اس وقت آپ کہاں تھے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میری بات سن کر خوب ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہونے لگے پھر آپ نے ارشاد فرمایا:

میں اس وقت ان کی پشت مبارک میں تھا پھر جب وہ زمین پر تشریف لائے تب بھی میں ان کی پشت مبارک میں تھا اور میں اپنے باپ حضرت نوح علیہ السلام کی مبارک پشت میں ہوتے ہوئے کشتی میں سوار ہوا، اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی پشت مبارک میں ہوتے ہوئے آگ میں پھینکا گیا۔ میرے ماں باپ کبھی بھی حرام کاری میں نہیں پڑے، اللہ تعالیٰ نے مجھے پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل فرمایا اور وہ تمام مرد اور عورتیں صاحبان صفا اور تہذیب تھے جب کسی سے دو شاخیں بنتیں تو ان میں سے مجھے بہترین شاخ اور قبیلہ ملتا۔''

تفسیر روح المعانی میں اسی آیت مبارکہ کے تحت ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ''تقلب'' کی تفسیر یہ کی ہے کہ:

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے آباء اجداد کی پاک پشتوں میں منتقل ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو جنا اور تقلب کے اس معنی سے ''الساجدین'' سے مراد مومنین لینا پڑے گی۔ اس آیت مبارکہ سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماں باپ کے ایماندار ہونے پر استدلال کیا گیا ہے۔''

Marfat.com

تفسیر مظہری میں اس آیت مبارکہ کی یہ تفسیر بیان ہوئی ہے:

''اس سے مراد یہ ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پاکیزہ اور اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے والے مردوں کی پشت مبارک سے ان عورتوں کے رحم پاک کی طرف منتقل ہوئے جو طاہر اور سجدہ کرنے والی تھیں اور پھر ان طاہرات وساجدات کے رحم پاک سے ایسے پاکیزہ افراد کی طرف منتقل ہوئے جو تمام اللہ تعالیٰ کی توحید پر قائم تھے۔ یہ آیت مبارکہ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام آباؤ اجداد صاحب ایمان اور توحید پر تھے۔''

بخاری شریف میں عمرو بن ابی عمرو عن سعید المقبری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''میں اولاد آدم میں ہر دور کے بہترین قرن (زمانہ) میں معبوث ہوا۔ یہاں تک کہ میں اس قرن میں آیا جس میں تم مجھے پاتے ہو۔''

مسالک الافہام میں حضور نبی کرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نسب پاک کی پاکیزگی کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد کے بارے میں لکھا ہے کہ:

''حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیان فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ربیعہ اور مضر کو گالی نہ دو وہ دونوں مسلمان تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمیم اور ضبتہ کو گالی دینے سے منع فرمایا کیونکہ وہ مسلمان تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیس (مضر) کو گالی دینے سے منع فرمایا کیونکہ وہ مسلمان تھے۔ سہیلی نے کہا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ بھی مذکور ہے کہ جناب الیاس کو گالی نہ دو وہ مومن اور مسلمان تھے اور جناب الیاس حج کے دوران اپنی پشت مبارک سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تلبیہ حج سنا کرتے تھے۔''

تفسیر کبیر اور تفسیر غرائب القرآن میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آباؤ

Marfat.com

اجداد کی فضیلت و مرتبہ کا ذکر اس طرح ہوتا ہے کہ:

''حضرت ابراہیم علیہ والسلام و حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں ہر دور میں کچھ افراد ایسے موجود رہے جو صرف ایک اللہ ہی کی عبادت کرتے تھے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہر دور کے اندر کوئی نہ کوئی اس کے احکام پہنچانے والا موجود رہا ہے۔ دور جاہلیت میں زید بن عمرو بن نفیل، قیس بن عبادہ اور بعض کے بقول حضرت عبدالمطلب بن ہاشم جو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جدامجد ہیں اور عامر بن الظرب یہ لوگ دین اسلام پر تھے، دوبارہ زندہ ہونے اور پیدا ہونے پر ان کا ایمان تھا۔ ثواب و عذاب کا یقین رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کو تسلیم کرتے تھے نہ مردار کھاتے اور نہ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔''

قرآن پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جو یہ دعا منقول ہوئی ہے کہ رب اجعلنی مقیم الصلوة و من ذریتی۔ الخ اس کے بارے میں تفسیر در منثور میں لکھا ہے:

''رب اجعلنی مقیم الصلوة و من ذریتی کے متعلق حضرت ابن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے کچھ لوگ ہر دور میں ایسے ہوں گے جو دین فطرت پر رہیں گے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوں گے اور یہ سلسلہ تا قیامت چلے گا۔''

سیرت حلبیہ میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نسب مبارک کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے جناب کنانہ کا تذکرہ اس طرح کیا گیا ہے کہ:

''جناب کنانہ کو اس نام سے اس لیے پکارا جاتا رہا کہ وہ اپنی قوم کے محافظ تھے اور ان کے امراء کے نگہبان تھے۔ آپ حسین و جمیل شخصیت کے مالک تھے۔ عزت و مرتبہ میں بلند تھے اور تمام عرب آپ کے علم و فضل کی وجہ سے آپ کے پاس آتے جاتے تھے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ اب وقت آ پہنچا ہے کہ مکہ مکرمہ سے ایک پیغمبر ظاہر ہوگا جس کا اسم مبارک احمد ہوگا اور وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے گا اور نیکی اور احسان کی دعوت دے گا اور اچھے اخلاق پیش کرے گا لہٰذا تم اس کی اتباع کرو گے تو عزت و وقار میں اضافہ پاؤ

Marfat.com

گے اوران کو جھٹلانا نہیں کیونکہ وہ جو کچھ لے کر آئیں گے وہی حق ہوگا۔"

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نسب پاک کی فضیلت کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے زرقانی کی جلداول میں جناب خذیمہ کا تذکرہ اس طرح بیان ہوا ہے کہ:

"جناب خذیمہ کو اس لیے اس نام سے پکارا جاتا تھا کہ ان میں ان کے آباؤ اجداد کا نور جمع تھا اوران میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور بھی تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب خذیمہ کا انتقال ملت ابراہیمی پر ہوا۔"

مسالک الحنفاء میں اس طرح ذکر ہوتا ہے کہ:

"حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آباؤ اجداد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور مبارک سے جناب کعب بن لوی تک سب دین ابراہیم علیہ السلام پر تھے۔"

حضرت شیخ عبدالحق دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب اشعتہ اللمعات میں رقم طراز ہیں کہ:

"حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والنلام کے آباؤ اجداد حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک تمام طاہرہ ومطہر تھے نہ کفر کی گندگی اور شرک کی نجاست سے وہ آلودہ ہوئے جیسا کہ خود حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"میں پاک مردوں سے پاک عورتوں کی طرف منتقل ہوتا ہوا پیدا ہوا۔"

اور وہ دلائل کہ جو متاخرین علمائے حدیث نے اس موضوع پر تحریر وتقریر فرمائے ہیں مجھے اپنی عمر کی قسم! کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آباؤ اجداد کے ایمان دار ہونے کا علم وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ متاخرین حضرات کے لیے مخصوص فرمایا ہے۔"

"انوار محمدیہ" میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نسب پاک کی فضیلت و پاکیزگی کا ذکر اس طرح سے کیا گیا ہے کہ:

"جب بی بی حوا سلام اللہ علیہا نے حضرت آدم علیہ السلام کے چالیس بیٹوں کو بیس یکے بعد دیگرے حمل کے ذریعہ پیدا کیا اور پھر حضرت شیث اکیلے جنے۔ اس کی وجہ ہمارے سردار حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کرامت تھی کیونکہ آپ کا نور حضرت آدم

Marfat.com

علیہ السلام سے حضرت شیث کی طرف منتقل ہوا اور حضرت آدم علیہ السلام نے وصال سے قبل انہیں اس بارے میں وصیت کی۔ پھر حضرت شیث نے اپنے صاحبزادے کو آدم علیہ السلام کی وصیت کی۔ وہ یہ کہ اس نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صرف پاکیزہ عورتوں کے رحم کے سپرد کرنا۔ یہ وصیت لگاتار جاری رہی حتی کہ یہ نور اللہ تعالیٰ نے عبدالمطلب اور پھر ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نسب پاک کو جاہلیت کے سفاح سے بچائے رکھا جیسا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود احادیث مبارکہ میں بیان فرمایا ہے۔“

(تفسیر روح المعانی، تفسیر کبیر، تفسیر مظہری، تفسیر غرائب القرآن، تفسیر در منثور، انوار محمدیہ، اشعۃ اللمعات، سیرت حلبیہ)

......☆......

اصلاب کریمہ سے ارحام طاہرہ کی طرف

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”بے شک یہ قریشی نبی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نور تھا۔ یہ نور اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا تو فرشتے بھی اس کی تسبیح کے ساتھ تسبیح بیان کرتے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو یہ نور ان کے صلب میں رکھا۔

پھر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صلب آدم میں رکھ کر زمین پر اتارا پھر صلب نوح علیہ السلام میں، حتی کہ صلب ابراہیم علیہ السلام میں ڈالا پھر اللہ تعالیٰ اصلاب کریمہ اور ارحام طاہرہ میں منتقل فرماتا رہا حتیٰ کہ مجھے میرے والدین

Marfat.com

کریمین سے پیدا فرمایا جو کبھی بدکاری کے نزدیک بھی نہیں پھٹکے تھے۔"

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"ایک مرتبہ میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! موجودات سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا فرمایا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اے جابر! وہ تمہارے نبی کا نور تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے پیدا کیا۔"

روایات میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلا کو پیدا فرمانا چاہا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ تمام فرشتوں کو لے کر زمین پر اتریں اور اب جس مقام پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روضہ مبارک ہے وہاں سے ایک مٹھی بھر مٹی اٹھائی گئی اس مٹی کو گوندھا گیا اللہ تعالیٰ کے حکم سے جنت کی نہروں کے پانی سے تر کیا گیا۔ آسمان کی بلندیوں اور زمین کی وسعتوں میں گھمایا گیا اس طرح اس دن تمام فرشتوں کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلند مرتبہ کا علم ہوا۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی مبارک میں کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہوئی سنائی دی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا، یا اللہ! یہ کیا چیز ہے؟ ارشاد باری تعالیٰ ہوا، یہ تمہاری اولاد میں بہترین اور بلند مرتبہ فرزند ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

پھر رب تعالیٰ کا ارشار ہوا، اے آدم (علیہ السلام)! میرے سامنے آج اس بات کا عہد کرو کہ:

"یہ تمہاری اولاد کے ان اصلاب سے گزریں گے جو طاہر ہوں گی اور پاک ہوں گی۔"

پھر کچھ مدت کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی اطہر پر نور کا ایک ہالا سا ظاہر ہونے لگا یہ ہالا سورج کی مانند چمکتا اور کبھی چودھویں کے چاند کی طرح دمکتا۔ پھر ایک وقت آیا کہ یہ نور مصطفیٰ حضرت حوا کے رحم پاک میں داخل ہوا اور حضرت حوا علیہا السلام کو

Marfat.com

حضرت شیث علیہ السلام کی بشارتیں ملنے لگیں۔روایات میں آتا ہے کہ جب کہ نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام سے حوا کو منتقل ہوا تو حضرت حوا کے حسن و جمال میں بہت اضافہ ہوگیا۔

جب حضرت شیث علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی تو نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت شیث علیہ السلام کی پیشانی اطہر میں منتقل ہوگیا ان سے یہ نور پاک حضرت ادریس علیہ السلام تک پہنچا پھر ان سے حضرت نوح علیہ السلام تک پہنچا۔حضرت نوح علیہ السلام سے سام تک آیا ان سے حضرت ہود علیہ السلام تک پہنچا ان سے ہوتا ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام تک پہنچا، اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خوشخبری سنائی کہ میں تمہاری اولاد میں ایک ایسا پیغمبر پیدا کروں گا جس کا نام مبارک محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہوگا وہ ہمارا حبیب ہوگا وہ میری تمام مخلوق سے بلند مرتبہ ہوگا میں نے پیدائش سے قبل ہی اسے تمام ملائکہ کے سامنے جلوہ گر کر رکھا تھا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس صورت حال سے حضرت بی بی سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آگاہ کیا انہیں امید تھی کہ نور مصطفیٰ انہیں ملے گا مگر انہی دنوں حضرت حاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حمل سے ہوگئیں اور یہ نور پاک ان کو منتقل ہوگیا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔یہ دیکھ کر حضرت بی بی سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بڑا رشک آیا اور طبیعت میں کچھ ملال سا بھی پیدا ہوا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تسلی کے لیے حضرت اسحاق علیہ السلام کی بشارت دی اور یہ بشارت بھی حضرت ابراہیم کی زبان مبارک سے دی گئی۔

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تو نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو منتقل ہوا آپ اس قدر حسین وجمیل تھے کہ جو کوئی آپ کو دیکھتا، دیکھتا ہی رہ جاتا اور ان کی محبت اس دیکھنے والے کے دل میں جاگزیں ہوجاتی، خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کی محبت کا یہ عالم تھا کہ ذرا سی دیر کے لیے بھی اپنے سے جدا نہ کرتے تھے۔اپنی گود یا کاندھوں پر لیے رہتے، اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معلوم تھا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہوں گے چنانچہ ایک مرتبہ حضرت

Marfat.com

ابراہیم علیہ السلام کو اس کی بشارت دی اور فرمایا کہ:

''میں تم سے یہ وعدہ لیتا ہوں اور یہی وعدہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے تمام بیٹوں سے لیا تھا اور تم نے نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت کی ذمہ داری لینی ہے اور عہد کرنا ہے۔'' (زرقانی جلد اول، معارج النبوۃ، انوار محمدیہ، سیرت حلبیہ)

......☆......

حضرت اسماعیل علیہ السلام سے قیدار تک

پھر جب حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ہالہ بنت حارج سے نکاح کرلیا تو نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو منتقل ہوگیا۔ ایک روایت میں سلمیٰ بنت حارث کا نام لیا گیا۔ بہر حال وہ نور پاک ان سے منتقل ہو کر صلب قیدار میں آیا۔ قیدار کی پیدائش حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نیک طینت زوجہ مطہرہ بنت حارث کے بطن پاک سے ہوئی۔ پیدائش کے وقت نور پاک جناب قیدار کی پیشانی میں چمک رہا تھا۔ جناب قیدار حسن و جمال میں اپنے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیکر تھے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں جب قیدار کو جب نور پاک منتقل ہوا تو ان کو معلوم ہوگیا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان ہی کی نسل پاک سے ہوں گے۔ قیدار کے والد بزرگوار حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بیٹے سے یہ عہد لیا تھا کہ یہ نور صرف ارحام طیبہ کو تفویض کیا جائے۔ لہٰذا قیدار نے یہ خیال کیا کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں پاکیزہ عورتیں میسر آتی ہیں اور اولاد اسحاق علیہ السلام اس وقت تمام نسلوں میں بزرگ تر ہے چنانچہ جناب قیدار نے حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل سے اسی عورتوں سے شادی کی اور بائیس سال کی مدت ان کے ساتھ گزاری مگر کوئی بھی عورت حاملہ نہ ہوسکی بعض روایات میں آتا ہے کہ جناب قیدار نے حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل سے سو عورتوں کے ساتھ شادی کی مگر ان میں سے کسی کو بھی حمل نہ ہوا۔ حضرت قیدار اپنے والد بزرگوار حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرح شکار کھیلنے

Marfat.com

کے بہت شوقین تھے جب وہ جنگل میں شکار کی غرض سے جاتے تو جنات کی عورتیں انسانی شکل میں ان کے پاس آتیں اور شاہانہ تحائف پیش کر کے کہتیں کہ ہم انسان بادشاہوں کی نسل سے ہیں ہمیں اپنی زوجیت میں لے لیں۔ جب آپ ان سے گفتگو کرنا چاہتے تو ہر جن آپ سے مخاطب ہو جاتا اور کہتا، اے قیدار! آپ تو نور نبی آخر الزمان کے حامل ہو لہٰذا ان کو حلال ذریعہ کے علاوہ منتقل نہ ہونے دینا۔ اس پر آپ محتاط ہو جاتے اور ان سے اعراض فرماتے۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک دن جناب قیدار شکار کے لیے جنگل میں گئے تو جنگل کے جانور اور پرندے آپ کے اردگرد اکٹھے ہو گئے۔ آپ کو ایک آواز سنائی دی۔

"اے قیدار! کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کس امانت کے امین ہیں اگر یہ آپ کو معلوم ہو جائے تو آپ میں خشیت وخوف الٰہی کی زیادتی ہو جائے۔ آپ کی عمر ختم ہونے والی ہے۔ کیا اب وقت نہیں آیا کہ نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کوئی قدم اٹھاؤ۔ اب اس امانت کے منتقل ہونے کا وقت قریب آ گیا ہے۔"

جناب قیدار یہ گفتگو سننے کے بعد اپنے گھر واپس آئے اور سخت فکر مند تھے اپنے آپ سے عہد کیا کہ جب تک اس بھید سے آگاہی حاصل نہ ہو جائے اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں گا اور نہ کچھ پیوں گا۔ اسی فکر میں مبتلا بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک فرشتہ انسانی شکل میں آپ کے سامنے آیا۔ فرشتے نے آتے ہی سلام کیا اور کہا:

"اے قیدار! تم اس وقت خطہ زمین کے حاکم ہو اور وہ نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے پاس اصلاب طیبہ اور ارحام طاہرہ کے ذریعہ آیا ہے، یہ شرف وعزت اسی نور کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک فرزند عطا فرمائے گا مگر وہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے نہ ہو گا۔ لہٰذا اگر آپ نذر مانیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی پیش کریں تو میں آپ کو بتاؤں گا کہ آپ کس عورت سے نکاح کریں۔"

اس کے بعد جناب قیدار گھر آئے اور سات ریوڑ جانور قربانی کے لیے تیار کیے اور قربان گاہ میں جا کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیے اور دعا فرمائی کہ اے باری تعالیٰ! اگر میری قسمت میں اولاد نرینہ ہے تو میری قربانی قبول فرما۔ جناب قیدار قربانی کرتے

Marfat.com

جاتے سرخ آگ کا ایک شعلہ آتا اور قربانی کے جانور کو آسمان کی طرف اٹھا لے جاتا حتیٰ کہ آسمان سے ایک ندا آئی۔

''تمہاری دعا اللہ تعالیٰ نے قبول کر لی ہے اور تمہاری قربانی بھی قبول ہو گئی ہے اب یہاں سے اٹھو اور فلاں درخت کے سایہ میں جا کر سو جاؤ اور خواب میں جو کچھ نظر آئے اس پر عمل کرو۔''

''خواب میں جناب قیدار نے دیکھا کہ ایک ندا کرنے والا کہہ رہا ہے کہ یہ نور پاک ہے جو تمہاری پیشانی میں چمک رہا ہے وہ نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے جن کی وجہ سے ساری کائنات پیدا کی گئی ہے۔ اور اس نور کی حامل کوئی غیر عورت نہ ہو گی اور عرب کی ایک عورت جس کا نام غافرہ ہو اس سے نکاح کرو تا کہ یہ امانت اس کو منتقل کی ہو جائے۔

جناب قیدار نیند سے بیدار ہوئے تو بڑے خوش تھے گھر واپس آ کر اطراف و اکناف میں آدمی روانہ کیے تا کہ غافرہ نامی عورت کو تلاش کیا جائے چنانچہ ایک ایسی لڑکی ملی جو بنو زہیر عامر میں سے تھی یہ قبیلہ قحطان کی اولاد میں سے تھا۔ لہٰذا آپ نے نکاح کا پیام دے کر شادی کر لی۔ زفاف کے نتیجہ میں وہ نور پاک ان کی صلب سے حضرت غافرہ کے رحم پاک میں منتقل ہو گیا۔ جب حضرت غافرہ حاملہ ہوئیں تو جناب قیدار بہت خوش ہوئے۔

حضرت آدم علیہ السلام کا وہ تابوت جو جناب قیدار کے قبضہ میں تھا اس کے بارے میں حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد ان سے بار بار تقاضہ کرتی تھی اور یہ دلیل دیتی تھی کہ نبوت کا سلسلہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں مقرر ہے اور آپ کی اولاد میں صرف ایک نبی آئے گا اور نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کو مل چکا ہے اس لیے اب تابوت پر ہمارا حق ہے لیکن جناب قیدار کا کہنا یہ تھا کہ اس کی حفاظت میرے سپرد کی گئی ہے اور یہ میرے پاس میرے والد اسماعیل علیہ السلام کی طرف سے عطیہ ہے لہٰذا اس پر میرا حق ہے۔

ایک دن قیدار نے تابوت کھولنا چاہا مگر کھول نہ سکے۔ غیب سے ایک آواز آئی کہ اس کا کھولنا صرف انبیاء کرام کے ساتھ مخصوص ہے اور پیغمبر کے بغیر اسے کوئی نہیں کھول سکتا چونکہ آپ نبی نہیں ہیں اس لیے آپ سے یہ نہیں کھلے گا البتہ اس تابوت کو اگر حضرت یعقوب

Marfat.com

علیہ السلام کے حوالے کر دیں کیونکہ موجودہ دور میں ان کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں کھول سکتا۔ جناب قیدار نے اس کے بعد اپنی زوجہ مطہرہ حضرت غافرہ کو نصیحت کی کہ آپ حمل سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک اور سعادت مند بیٹا عطا فرمائے گا۔ بیٹے کا نام جمیل رکھنا۔ (ایک روایت میں آتا ہے کہ بیٹے کا نام حمل رکھنا)۔

اس کے بعد جناب قیدار تابوت لے کر کنعان کی طرف چل پڑے کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام وہاں پر تھے جب کنعان کے نزدیک پہنچے تو تابوت سے آواز آئی جسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے سنا اور اپنے بیٹوں سے فرمایا کہ معلوم ہو رہا ہے کہ جناب قیدار حضرت اسماعیل علیہ السلام کا تابوت لے کر تشریف لا رہے ہیں اٹھو اور آگے بڑھ کر ان کا استقبال کرو۔ چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹے استقبال کے لیے آگے بڑھے۔ جناب قیدار دور سے آتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ جب نزدیک آئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کا استقبال کیا اور خیر و عافیت دریافت کی ان کے چہرے کی طرف دیکھا اور فرمایا، کیا بات ہے کہ تمہارے چہرے پر رنج و غم کے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔ بہت کمزور دکھائی دے رہے ہو کیا تم بیمار ہو؟ جناب قیدار نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی یہ بات سنی تو کہا، ایسی کوئی بات نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ جو نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس تھا وہ مجھ سے میری بیوی کو منتقل ہو گیا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے دریافت فرمایا، کیا یہ نور پاک حضرت اسحاق علیہ السلام کی آل میں منتقل ہوا ہے؟ جناب قیدار نے کہا نہیں یہ نور غافرہ نامی عرب النسل لڑکی کے ہاں منتقل ہوا ہے۔ یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا، کہ تمہیں مبارک ہو کہ غافرہ کے ہاں آج رات ایک بیٹا پیدا ہوگا اور نور محمدی کے ثمرات تمام عرب میں جاری و ساری ہوں گے۔ میں نے دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے اور ان سے فرشتے انسانی لباس میں ملبوس زمین کی طرف اترے ہیں اور میں جانتا ہوں کہ یہ سب کچھ نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے۔ غرض یہ کہ جناب قیدار نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کو ان تمام حالات و واقعات کا کیسے علم ہو گیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے

Marfat.com

فرمایا، آج رات آسمانوں کے تمام دروازے کھول دیئے گئے تھے۔ زمین و آسمان کی وسعتوں میں ہر طرف نور ہی نور دکھائی دے رہا تھا۔ آسمان سے ملائکہ کی ٹولیاں اترتی نظر آئیں، ان کے پروں پر رحمت اور برکات کی ہوائیں تھیں میں سمجھ گیا کہ آج نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد آمد ہے۔ اس کے بعد جناب قیدار نے تابوت حضرت یعقوب علیہ السلام کے حوالے کیا اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ جب گھر آئے تو دیکھا کہ بیوی ولادت سے فارغ ہو چکی ہیں ان کی گود میں ایک خوبصورت بچہ ہے جس کی پیشانی میں نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جگمگا رہا ہے۔

(مسالک الافہام، انوار محمدیہ، معارج النبوۃ، سیرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

......☆......

جناب قیدار سے جناب قصی تک

اس پیارے بچے کا نام جمیل یا حمل رکھا گیا غرض یہ کہ جب یہ بچہ سن بلوغ کو پہنچا تو جناب قیدار اپنے بیٹے کے ہمراہ ایک پہاڑ پر گئے اس وقت ملک الموت انسانی شکل میں آئے اور قیدار سے کہا کہ میں آپ سے رازداری کی ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ جناب قیدار نے کان فرشتے کے منہ کے ساتھ لگایا اور ملک الموت نے کان کے راستہ سے روح کو قبض کر لیا۔ قیدار وہیں زمین پر آ گرے۔ یہ دیکھ کر جناب جمیل کو غصہ آ گیا اور کہنے لگے، تم نے میرے باپ کو کیا کر دیا، تم نے میرے باپ کو مار دیا ہے۔ ملک الموت نے کہا، ذرا آگے بڑھ کر دیکھو تو سہی کہ تمہارے والد زندہ ہیں یا مردہ۔ جناب جمیل آگے بڑھے اور دیکھا کہ والد بزرگوار انتقال چکے ہیں ان کی توجہ اپنے والد بزرگوار کی طرف ہوئی تو ملک الموت وہاں سے غائب ہو گئے جب جناب جمیل نے نظر اٹھا کر دیکھا تو وہاں پر کوئی بھی دکھائی نہ دیا وہ سمجھ گئے کہ یہ ملک الموت تھے جو روح قبض کر کے چلے گئے۔

کچھ دیر کے بعد حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے چند لوگ ادھر آئے

Marfat.com

اور جناب قیدار کی تجہیز و تکفین کر کے ان کو اس جگہ پر دفن کر دیا۔ پھر نوجوانی کے عالم میں جناب جمیل نے سعیدہ نامی ایک عورت سے شادی کی جن سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام نبت رکھا گیا جو نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حامل تھے۔ نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی پیشانی اطہر میں چمک رہا تھا۔ یہ نہایت اعلیٰ کردار اور نیک سیرت تھے اور اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلتے تھے۔

ان سے یہ نور ہمیسع کو منتقل ہوا اور ان کی وجہ تسمیہ ان کی بلند ہمتی اور اعلیٰ کردار تھا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں یہ واحد شخصیت تھے جو یمن، حجاز و نجد کے حاکم تھے اور اولاد اسحاق علیہ السلام ان کی رعایا تھے۔ ان کی مملکت کی حدود مصر اور ایران کی سرحدوں سے ملتی تھیں ان کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی جو بھی کوئی ان کو دیکھتا وہ ان سے مرعوب ہو جاتا تھا۔

نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے منتقل ہوتا ہوا بالآخر جناب عدنان کو تفویض ہوا ان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جن و انس ان کی تاک میں رہتے تھے تا کہ ان کو ختم کر دیں کیونکہ سب کو یہ علم تھا کہ اس صالح مرد کی نسل سے ایک ایسی مبارک ہستی کی ولادت ہوگی جو جن و انس ہی نہیں بلکہ تمام مخلوقات باری تعالیٰ کی سردار ہوگی مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کو نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت مقصود تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر قسم کے شر سے بچا کر رکھا اور کوئی بھی ان کو گزند نہ پہنچا سکا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ جناب عدنان تنہا گھوڑے پر سوار تشریف لے جا رہے تھے کہ اثنائے راہ میں اسی جوانوں نے آپ کا تعاقب کیا اور پہاڑوں کے درہ میں گھیر لیا۔ جناب عدنان نے تنہا ان سواروں کا مقابلہ کیا اور زخمی ہو گئے۔ آپ کا گھوڑا بھی زخمی ہو گیا۔ آپ نے ہمت نہ ہاری اور گھوڑے سے اتر کر پہاڑ کی طرف چل دیئے۔ دشمن آپ کے تعاقب میں تھے۔ آخر کار آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگی کہ یا اللہ! دشمنوں کے شر سے بچا اسی وجہ پہاڑ سے ایک ہاتھ برآمد ہوا اور ان کو اٹھا کر پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا دیا اس کے بعد ایک چیخ سنائی دی اور تمام دشمن ہلاک ہو گئے۔

جناب عدنان سے نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جناب معد کو منتقل ہوا یہ بڑے

Marfat.com

بہادر اور دلیر تھے۔ نیک پارسا اور نیک سیرت تھے۔ ان کی کنیت ابوقصاعہ تھی۔ انہوں نے اپنے باپ کی اولاد میں بہت شہرت حاصل کی۔ اپنے دشمنوں پر بہت جلد فتح حاصل کرتے تھے۔ نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے فتح ونصرت ان کی غلام بنادی تھی۔ یہ شکل وصورت کے انتہائی حسین وجمیل تھے جو کوئی ان کو دیکھتا ان کی خوبصورتی کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو جاتا۔

جناب معد سے نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جناب نزار کو تفویض ہوا، یہ نزار آل عرب کے اولین فرد کہلائے۔ ان کا نام نزار اس لیے مشہور ہوا کہ جب ان کے والد گرامی نے دیکھا کہ نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس بچے کے اندر موجود ہے تو انہوں نے قربانی کی نذر کی۔ نذر عربی میں ''تھوڑی سی'' کو بھی کہتے ہیں۔ جناب معد نے ایک ہزار اونٹ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربان کیے۔ قبیلہ والوں نے جناب معد کو ملامت کی کہ اس قدر زیادہ اونٹ قربان کرنے کیا ضرورت ہے۔ اس پر انہوں نے کہا تم تو ایک ہزار کو زیادہ کہتے ہو جبکہ میں تو اس کو بھی کم ہی سمجھتا ہوں۔

اس کے بعد جناب نزار جوان ہوئے اور شادی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک خوبصورت بیٹا عطا کیا جس کا نام مضر رکھا گیا۔ چنانچہ نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جناب مضر کو تفویض ہوا۔ یہ حسن و جمال میں اپنی مثال آپ تھے جو بھی ان کو دیکھتا فریفتہ ہو جاتا تھا۔ کہتے ہیں کہ جو بھی ان سے اپنی آنکھیں ملاتا وہ ان کا گرویدہ ہو جاتا۔ آپ شریعت ابراہیمی پر مضبوطی سے کاربند رہتے اور اس کی ترویج میں انتہائی کوشش کرتے تھے اور اس بارے میں اپنے بیٹے حضرت الیاس کو بہت سی نصیحتیں فرمایا کرتے تھے۔

جناب مضر سے نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے بیٹے جناب الیاس کو تفویض ہوا۔ جناب الیاس سے نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جناب مدرکہ کے حصہ میں آیا۔ یہ بڑے صاحب ادراک نوجوان تھے۔ اپنے زمانہ میں بہت عزت وشرف حاصل کیا۔ ان کے نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے اسلاف کے کارناموں کو پہچانا تھا نیک سیرت و نیک کردار تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے عقب میں ایک خرگوش بھاگا جارہا تھا جسے

۱۲۵۴۵۳

Marfat.com

انہوں نے پکڑ لیا اس دن سے یہ مدرکہ کہلائے جانے لگے۔ان کی والدہ محترمہ کا نام جذعہ بنت عامر تھا۔

اللہ تعالیٰ نے جناب مدرکہ کو ایک خوبصورت فرزند سے نوازا جس کا نام نامی جناب خزیمہ رکھا گیا۔خزیمہ کا نکاح برۃ بنت اذ بن طابخہ سے ہوا جو اپنے خاندان کی نیک سیرت اور معزز ترین خاتون تھیں۔ان کے بطن سے جناب کنانہ کی پیدائش ہوئی اور نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جناب کنانہ کو تفویض ہوا۔جناب کنانہ سے یہ نور ان کے بیٹے نضر کے حصہ میں آیا۔کہا جاتا ہے کہ ان کو قریش کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ تمام لوگوں پر غالب آجاتے تھے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ قریش کو قریش کیوں کہا جاتا تھا۔آپ نے فرمایا کہ سمندر میں ایک ایسا حیوان تھا جو سمندر کے سب حیوانوں پر غالب تھا اسے قریش کہا جاتا تھا۔اس غلبہ کی صفت کی وجہ سے نضر کو قریش کہا جانے لگا۔بعض کا کہنا ہے کہ چونکہ قریش سے مشتق ہے جس کے معنی کسب کرنے کے ہیں اور چونکہ جناب نضر تجارت میں بہت زیادہ مشغول رہتے تھے اس وجہ سے قریش کے لقب سے مشہور ہوئے۔بعض کا یہ بھی کہنا ہے کہ قریش کے معنی جمع کرنے کے ہیں اور قریش کے یہاں حج کے موقع پر تمام حاجی کھانے کی دعوت میں شریک ہوتے تھے۔اس لیے یہ قریش کہلائے جانے لگے۔بہر حال وجہ کچھ بھی ہو جناب نضر کا لقب قریش شہرت اختیار کر گیا اور ان کی نسل سے جو بھی پیدا ہوا اسے قریشی کہا جانے لگا۔جناب نضر نے خانہ کعبہ میں مقام حجر پر خواب میں دیکھا کہ ان کی کمر سے ایک درخت پیدا ہوا ہے جو سرسبز بھی ہے اور بلند قامت بھی اس کی شاخیں آسمان کو چھو رہی ہیں اور ان سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں۔لوگوں کے ہجوم اس درخت پر ٹوٹ پڑے ہیں۔جب بیدار ہوئے تو خواب کی تعبیر کے لیے ایک کاہن کے پاس تشریف لے گئے اور اس کو اپنا خواب سنایا، کاہن نے خواب سن کر کہا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے فضل و کرم سے نوازا ہے اور یہ شرف و منزلت کسی اور کے حصہ میں نہیں آئی جو کہ آپ کے خاندان کو نصیب ہوئی ہے۔لوگ آپ کی اولاد سے فیض حاصل کریں گے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے حسب سے نوازا ہے کہ دنیا بھر کے لوگ

Marfat.com

اس مقام کو نہیں پہنچیں گے۔

روایات میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا کہ خطہ زمین میں پھیل جاؤ اور دیکھو کہ زمین پر کوئی موحد ہے یعنی آج اولاد آدم میں کون مشرف و محترم انسان ہے۔ ملائکہ نے عرض کیا، یا اللہ! حاملین نور جو اولاد اسماعیل میں ہیں ان کے علاوہ خطہ زمین پر کوئی موحد نہیں ہے۔ عرب کی سرزمین میں اولاد اسماعیل میں سے ایک ایسا فرد ہے جس سے نور کی شعاعیں پھوٹتی ہیں وہ تیری یاد میں منفرد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے فرشتو! تم گواہ رہنا اس میں میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور ہے۔

ان کے بعد یہ نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جناب مالک کو تفویض ہوا اور ان کی پیشانی اطہر میں چمکنے لگا۔ ان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ اس وقت عرب کے حاکم تھے۔ ان کی شادی ایک معزز خاتون عاتکہ یا عکرشہ سے ہوئی جن کے بطن پاک سے جناب فہر کی پیدائش ہوئی اور یوں یہ نور جناب فہر کو منتقل ہوا ان سے یہ مبارک نور جناب غالب کے حصہ میں آیا پھر ان کے بیٹے لوی کے پاس امانت رکھا گیا لوی سے یہ نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جناب کعب کو تفویض ہوا پھر ان کے بیٹے مرہ کے حصہ میں آیا ان سے آگے ان کے بیٹے کلاب کو تفویض ہوا۔ کلاب سے یہ نور مبارک ان کے بیٹے قصی کو تفویض ہوا۔ جناب قصی کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے تمام بیٹوں کو جمع کیا اور انہیں مکہ مکرمہ میں آباد کیا۔ عربوں نے ان لوگوں کو اپنا مقتداء تسلیم کیا اس لیے کہ یہ لوگ ہمیشہ حق کی پیروی کرتے اور باطل کے خلاف لڑتے تھے۔ (زرقانی، سیرت حلبیہ، انوار محمدیہ، معارج النبوۃ)

......☆......

Marfat.com

جناب قصی سے جناب عبدالمطلب تک

جناب قصی کے ایک بیٹے کا نام عبد مناف تھا۔ جناب قصی سے نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو تفویض ہوا جب عبد مناف کی شادی ہوئی تو ان کو اللہ تعالیٰ نے دو جڑواں بیٹوں ہاشم اور عبدالشمس سے نوازا۔ جناب ہاشم حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد حضرت عبداللہ کے جدامجد تھے۔ جناب عبد مناف سے نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جناب ہاشم کے حصہ میں آیا۔ کہا جاتا ہے کہ جناب ہاشم کا اصل نام عمر تھا لیکن ہاشم کے لقب سے مشہور تھے اور یہ لقب ان کی سخاوت کی وجہ سے تھا۔ بعض کا کہنا ہے کہ جناب ہاشم کو اس لیے ہاشم کہا جاتا تھا کہ انہوں نے عرب کے قحط کے زمانے میں عام لوگوں کو نان ثرید دیا کیونکہ یہ مہمان نوازی میں بہت مشہور تھے۔ ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں سخت قحط پڑ گیا۔ لوگ بھوک کے ہاتھوں بہت پریشان ہوئے۔ جناب ہاشم شام کے علاقہ سے بہت سا آٹا خرید کر لائے اور صبح شام بہت سی روٹیاں پکوا کر ایک اونٹ ذبح کر کے ثرید تیار کرتے اور لوگوں کی دعوت عام کرتے۔ اس واقعہ سے ان کی خوب شہرت ہوئی اور ہاشم کے لقب سے مشہور ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جناب ہاشم کی پیشانی میں جلوہ گر تھا جہاں بھی جاتے لوگوں کی گردنیں ان کو دیکھ کر جھک جاتیں جو کوئی آپ کو دیکھتا، دیکھتا ہی چلا جاتا۔ روایات میں آتا ہے کہ نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی پیشانی میں چمکتا تھا اور انہوں نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہ کیا ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ تم گواہ رہو کہ میں نے ان کو تمام بری باتوں سے محفوظ رکھا ہے کیونکہ نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی صلب پاک میں امانت ہے جس کا اثر ان کے گوشت اور خون میں رواں ہے۔

Marfat.com

آپ کے فضائل وکمالات کے شہرت ہر چارسو عام تھی۔عرب کے ہر قبیلہ کی یہ خواہش تھی کہ ان کی لڑکی ان کے نکاح میں آجائے۔قیصر روم کے ہاں بھی جناب ہاشم کی یہ شہرت پہنچی،اسے معلوم ہوا کہ جناب ہاشم کی پیشانی مبارک میں نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چمک رہا ہے تو اس نے بھی اپنی بیٹی جناب ہاشم کے نکاح میں دینے کی پیشکش کی اور اس خواہش کا اظہار کیا مگر جناب ہاشم نے قبول نہ کیا۔جب ہر طرف سے اس طرح کے پیغامات آنا شروع ہوگئے تو آپ نے عہد کیا کہ اس دور کی تقدس مآب خاتون سے نکاح کریں گے۔

ایک رات خواب میں دیکھا کہ عمرو بن زید کی نیک سیرت بیٹی سلمیٰ سے نکاح ہوا ہے چنانچہ خواب سے بیدار ہونے کے بعد مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے اور یہاں آکر بنی نجار کے جناب عمرو بن زید بن عار بن نجار کی بیٹی سلمیٰ کو اپنے نکاح میں لے آئے چند دن مدینہ منورہ میں قیام کیا۔ان سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دادا حضرت عبدالمطلب کی پیدائش ہوئی جن کا نام شیبۃ الحمد رکھا گیا اور یوں نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عبدالمطلب کے حصہ میں آگیا۔

حضرت عبدالمطلب کا نام شیبۃ الحمد رکھنے کی وجہ یہ تھی کہ بوقت ولادت ان کے سر کے تمام بال سفید تھے۔ایک روایت کے مطابق ان کے سر میں ایک بال سے زیادہ سفیدی نہ تھی جبکہ ایک اور روایت کے مطابق یہ نیک کاموں میں سبقت لے جاتے تھے اس لیے ان کا نام شیبۃ الحمد کے لقب سے مشہور ہوگیا۔حضرت عبدالمطلب کے نام کی وجہ یہ تھی کہ جب جناب عبدمناف کے انتقال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے جناب ہاشم کو اپنا قائم مقام بنادیا اور تمام عرب کی سرداری ان کے سپرد کردی اور پھر جب جناب ہاشم کا وصال ہوا تو ان کی جانشینی کا شرف جناب مطلب کو حاصل ہوا اور وہ قریش کے سردار مقرر ہوگئے۔ان دنوں جناب عبدالمطلب ابھی نوعمر تھے۔ایک روایت کے مطابق سات سال کے تھے جناب مطلب بن عبدمناف وقتی طور پر خدمت سرانجام دیتے رہے۔جناب عبدالمطلب کے ننھیال چونکہ مدینہ طیبہ میں تھے اس لیے آپ کی والدہ ان کو لے کر مدینہ طیبہ

Marfat.com

میں ان کے ننہال میں تھیں۔ جناب مطلب جب عمر رسیدہ ہوئے تو ان دنوں ایک شخص نے جو کہ مدینہ طیبہ سے آیا تھا جناب مطلب کو حضرت عبدالمطلب کے بارے میں بتایا اور کہا میں نے آپ کے بھتیجے کو تیر اندازی کرتے ہوئے دیکھا ہے اور ان کا تیر ہر مرتبہ نشانے پر لگتا ہے اور ان کے چہرے سے بزرگی ٹپکتی ہے۔ پیشانی پر نور سا چمکتا ہے۔

جناب مطلب نے اس شخص سے یہ باتیں سنیں تو اسی وقت عہد کیا کہ گھر میں بعد میں داخل ہوں گا پہلے اپنے بھتیجے کو مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ لاؤں گا چنانچہ اسی وقت مدینہ طیبہ کی طرف اونٹ پر بیٹھ کر روانہ ہو گئے۔ مدینہ طیبہ پہنچ کر جناب مطلب نے حضرت عبدالمطلب کو بلایا اور مکہ مکرمہ جانے کے لیے آمادہ کیا اور اس بات پر ابھارا کہ وہ اپنے والد محترم کا منصب سنبھالیں۔ حضرت عبدالمطلب نے ان کی بات پر آمادگی کا اظہار کیا اور ان کے ساتھ اونٹ پر سوار ہو گئے۔ دونوں مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف آئے۔ مکہ مکرمہ میں لوگوں نے آپ کا استقبال کیا۔ جناب مطلب اور حضرت عبدالمطلب چونکہ دونوں اونٹ پر سوار تھے لوگوں نے مشہور کر دیا کہ یہ مطلب کے بیٹے یا غلام ہیں۔ اس دن سے آپ کا نام عبدالمطلب مشہور ہو گیا۔

قریش حضرت عبدالمطلب کا بڑا احترام کرتے تھے۔ قریش میں ان کی عزت اس وقت اور بھی بڑھ گئی جب آپ نے سالہا سال سے گمشدہ چاہ زمزم کو تلاش کر لیا تھا اور اہل مکہ جو کہ پانی کو ترستے تھے آب آب زمزم کا نہ ختم ہونے والا ذخیرہ ان کے ہاتھ آ گیا تھا۔ اس کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت بی بی حاجرہ اور اپنے ننھے منے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو وادی مکہ میں چھوڑ کر چلے گئے تو ان کو پیاس لگی وہاں پر دور دور تک پانی کا نام ونشان نہ تھا۔ دونوں ماں اور بچہ پیاس کی شدت سے نڈھال ہو گئے۔ ماں پانی کی تلاش میں ادھر ادھر دوڑی مگر پانی کہیں نظر نہ آیا۔ آخر تھک ہار کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی جب حضرت بی بی حاجرہ واپس حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس آئیں تو دیکھا کہ جہاں بچہ بے چینی سے ایڑیاں رگڑ رہا تھا وہاں گڑھا پڑ گیا تھا اور اس گڑھے میں سے پانی رس رہا تھا۔ اسے کھودا تو پانی وافر مقدار میں نکلنا شروع ہو گیا۔ اسے

Marfat.com

چاہ زمزم کہتے ہیں۔اسی جگہ پر خانہ کعبہ کی تعمیر ہوئی۔

پھر ایک وقت آیا کہ جب خانہ کعبہ میں بتوں کی پرستش ہونا شروع ہوگئی۔لوگوں نے چاہ زمزم سے بے توجہی برتنا شروع کردی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ جگہ نظروں سے اوجھل ہوگئی۔اس زمانے میں بنو جرہم کا قبیلہ خانہ کعبہ کا متولی تھا۔یہ قبیلہ ظلم وزیادتی میں حد سے بڑھ چکا تھا۔جس بنا پر اہل مکہ نے اس قبیلے کوشہر سے باہر نکال دیا۔ان لوگوں نے جاتی دفعہ چاہ زمزم کو پاٹ کر اس کے تمام نشانات بھی مٹا دیئے تاکہ مکہ مکرمہ والے اس سے پانی نہ حاصل کرسکیں۔اس زمانے میں مکہ مکرمہ میں اور بھی کئی مقامات پر کنویں تھے اوران میں سے اس وقت کافی مقدار میں پانی آتا تھا۔اس لیے لوگوں نے چاہ زمزم کی طرف کوئی توجہ نہ دی کیونکہ ان کی پانی کی ضرورت دیگر کنوؤں سے بخوبی پوری ہوجاتی تھی۔لیکن پھر ایک وقت ایسا آیا کہ جب ان کنوؤں میں پانی کی کمی واقع ہوگئی اور اہل مکہ کو پانی کی سخت تنگی ہوگئی۔اب ان کو چاہ زمزم کی اہمیت کا احساس ہوا مگر چاہ زمزم ان کی نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا کچھ معلوم نہ تھا کہ کس مقام پر ہے جبکہ چاہ زمزم کی یہ حالت تھی کہ اس جگہ بتوں کی قربان گاہ بنائی گئی تھی اسی جگہ پر بتوں کے نام کی قربانیاں ہوتی تھیں۔

جب حضرت عبدالمطلب نے مکہ مکرمہ کی سرداری سنبھالی تو ایک مرتبہ مقام حجر میں سو رہے تھے کہ کسی نے خواب میں چاہ زمزم کھودنے کا حکم دیا۔کہا جاتا ہے کہ جب خواب میں حضرت عبدالمطلب کو چاہ زمزم کے مقام کی نشاندہی ہوگئی تو حضرت عبدالمطلب بیدار ہوکر اپنے خواب پر عمل کرنے کے لیے تیار ہوگئے کیونکہ آپ کو اپنے خواب کی سچائی پر یقین تھا لیکن قریش اس جگہ کو کھودنے کے مخالف تھے وہ سمجھتے تھے کہ بتوں کی قربان گاہ کو کھودنے سے بت ناراض ہوجائیں گے اور خانہ کعبہ کی بے حرمتی ہوگی پانی کا کچھ پتہ نہیں کہ نکلے یا نہ نکلے۔اس کی تلاش میں ایک مقدس مقام کو جگہ جگہ سے کھود دینا مناسب نہیں ہے۔مگر حضرت عبدالمطلب چونکہ حیثیت والے آدمی تھے اس لیے انہوں نے مخالفت کے باوجود اس کھدائی کا پختہ ارادہ کرلیا۔کوئی شخص اس کام میں شریک ہونے کے لیے تیار نہ ہوا چنانچہ حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹے جناب حارث کو ساتھ لے کر کھدائی کرنا شروع

Marfat.com

کردی۔

جبکہ ایک روایت میں آتا ہے کہ قریش اس لیے مخالفت پر آمادہ ہوئے کہ حضرت عبدالمطلب نے تنہا اپنے بیٹے حارث کو لے کر چاہ زمزم کی کھدائی کرنا شروع کردی اور اس کام میں انہوں نے کسی کو شریک کرنا مناسب نہ سمجھا اور خیال کیا کہ یہ سعادت ان کے حصے میں ہی آئے چنانچہ اہل مکہ اس وجہ سے مخالفت پر آمادہ ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم اس امر کی ہرگز اجازت نہ دیں گے کہ تم ہمارے بتوں کے قریب کھدائی کرو اور کنواں کھودو۔ کہا جاتا ہے کہ جس مقام پر حضرت عبدالمطلب کھدائی کرنا چاہتے تھے وہاں پر دو مشہور بت اساف اور نائلہ نصب تھے اور قریش نہیں چاہتے تھے کہ بتوں کے بیچ میں کنواں کھودا جائے۔ مکہ والوں کی ایک جماعت اس بناء پر بھی مخالفت کررہی تھی کہ وہ حسد کررہے تھے کہ یہ فخر حضرت عبدالمطلب کو ہی کیوں حاصل ہو۔ انہوں نے حضرت عبدالمطلب سے کہا کہ تمہارا دعویٰ یہ ہے کہ یہ برکت اولاد اسماعیل علیہ السلام کی وجہ سے تھی اور یہ کنواں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی اولاد کی سیرابی کا سبب بنا تھا تو اس میں آپ ہی کیوں سبقت کریں تمام اولاد اسماعیل کو اس کام میں شریک کیا جائے مگر حضرت عبدالمطلب کا موقف یہ تھا کہ بشارت چونکہ مجھے ملی ہے اس لیے میں ہی اس کام کو انجام دوں گا۔ اس پر جھگڑا بڑھ گیا۔ آخر فیصلہ یہ ہوا کہ کسی کو ثالث مقرر کر کے فیصلہ کرالیا جائے۔ پھر یہ طے پایا کہ شام میں ایک کاہن ہے جو اپنے علم وفضل میں یکتا ہے اس کا فیصلہ سب کو منظور ہوگا اور کوئی اس سے انحراف نہ کرے گا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ قریش نے ثالث کے لیے بنی سعد ندیم کی کاہنہ کا نام پیش کیا جو کہ شام میں رہتی تھی۔ حضرت عبدالمطلب نے اسے منظور کرلیا چنانچہ اس فیصلہ کے مطابق مکہ مکرمہ کے ہر قبیلہ کا ایک ایک نمائندہ حضرت عبدالمطلب کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوا۔ یہ گرمی کا موسم تھا۔ راستے میں پانی کم یاب ہی نہیں بلکہ نایاب تھا اس وقت راستے میں بے آب وگیاہ میدان تھے جب یہ سب لوگ حجاز وشام کے درمیانی میدانوں میں سے کسی میدان میں تھے تو حضرت عبدالمطلب اور ان کے ساتھ چلنے والوں میں سے ہر ایک

Marfat.com

کے پاس پانی ختم ہو گیا اور سب کو اس قدر پیاس نے ستایا کہ ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ قریش کے بعض قبیلوں کے پاس پانی تھا جو انہوں نے ان کو دینے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ ہم خود بھی تو بے آب و گیاہ بیابان میں ہیں اور ہمیں بھی اسی آفت کا خوف لگا ہوا ہے جو اس وقت تم پر پڑی ہے۔ جب حضرت عبدالمطلب نے قوم کا یہ برتاؤ اور اپنے ساتھیوں کی جانوں کے لیے خوف و خطرہ دیکھا تو کہا کہ اب تم لوگ اس بارے میں کیا رائے دیتے ہو؟ انہوں نے کہا، آپ جو مناسب خیال کریں ہم اس کی پیروی کریں گے۔ آپ جو بھی اس سلسلہ میں حکم دیں گے ہم ضرور بجالائیں گے۔ اِس پر حضرت عبدالمطلب نے کہا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ ہر شخص اپنے لیے اس قوت سے جو اس میں اس وقت ہے ایک ایک گڑھا کھودے کہ جب کوئی مرے تو ساتھی اسے اس کے کھودے ہوئے گڑھے میں ڈال کر چھپا دیں یہاں تک کہ آخر میں ایک شخص رہ جائے۔ بہ نسبت سارے قافلے کی بربادی کے ایک شخص کا بے گور و کفن رہنا مضائقہ نہیں غرض یہ کہ ان میں سے ہر شخص اٹھا اور اپنے لیے ایک ایک گڑھا کھود لیا پھر یہ سب پیاس کی شدت سے نڈھال ہو کر موت کے انتظار میں بیٹھ گئے کیونکہ یہ راستہ بھی بھول چکے تھے۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت عبدالمطلب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اللہ کی قسم! اس طرح اپنے آپ کو موت کے منہ میں ڈال دینا اور کچھ دوڑ دھوپ نہ کرنا اور کسی طرح کی جستجو و تلاش نہ کرنا بہت بڑی کمزوری اور پست ہمتی کی بات ہے۔ ایسا کرتے ہیں کہ کسی سمت چل پڑتے ہیں شاید کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کسی جگہ سے پانی دلا دے۔ آخر کار وہ سب وہاں سے نکلے۔ ان کے ساتھ قریش کے جو لوگ تھے وہ اس انتظار میں تھے کہ دیکھیں اب یہ کیا کرتے ہیں۔ حضرت عبدالمطلب اپنی سواری کی طرف بڑھے جب سوار ہوئے اور اونٹنی ان کو لے کر اٹھی تو اس کے پاؤں کے نیچے سے شیریں پانی کا چشمہ نکل پڑا۔ سب نے یہ منظر دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا نعرہ بلند کیا اور اپنی سواریوں سے اتر آئے اور خود بھی پانی پیا اور اپنی سواریوں کو بھی پلایا اور مشکیزے بھی پانی سے بھر لیے۔

اس کے بعد قریش نے کہا، رب کعبہ کی قسم! یہ ہمارے خلاف اور تمہارے حق میں

Marfat.com

فیصلہ ہو گیا ہے، اے عبدالمطلب! اب ہم آپ سے زمزم کے بارے میں کبھی جھگڑا نہ کریں گے جس ذات باری تعالیٰ نے آپ کو اس بے آب و گیاہ صحرا میں پانی سے سیراب کیا ہے بلاشبہ اسی نے آپ کو زمزم عنایت فرمایا ہے۔ لہٰذا اب واپس چلو یہ شرف و عزت تمہارے لیے ہی ودیعت ہو چکا ہے اور اس بارے میں کسی کی مخالفت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ صرف آپ کی ذات بابرکت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر کرم فرمایا ہے اور موت کے منہ سے نکال کر نئی زندگی بخشی ہے۔ زمزم کا کنواں آپ کو مبارک ہو۔ اب کسی کے لیے اس میں شرکت کی گنجائش نہیں۔ ایک اور روایت میں آتا ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے قریش مکہ کی مخالفت کے باوجود چاہ زمزم کی کھدائی کا پکا ارادہ کر لیا اور کوئی شخص اس کام میں شریک ہونے کے لیے تیار نہ ہوا کہ کہیں بت ناراض نہ ہو جائیں اور اس وجہ سے ان پر کوئی عذاب نازل نہ ہو جائے تو حضرت عبدالمطلب اپنے بیٹے حارث کو ساتھ لے کر کھدائی کرنے لگے۔ اس وقت ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میرے حارث کے علاوہ بھی بہت سے بیٹے ہوتے اور اس کام میں میرے ساتھ شریک ہوتے چنانچہ حضرت عبدالمطلب نے منت مانی کہ اگر دس بیٹے ہوں گے تو ایک بیٹا اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دوں گا۔ پھر جب ان کے ہاں اللہ تعالیٰ نے دس بیٹے دیئے تو آپ نے ان سب کو ایک جگہ پر جمع کیا اپنی نذر منت کے بارے میں ان کو بتایا اور اسے پورا کرنے کی دعوت دی۔ بیٹوں نے اپنے والد کی بات پر آمین کہی اور پوچھا کہ اے ابا جان! منت کو پورا کرنے کے لیے کون سا طریقہ اختیار کیا جائے۔ اس کے لیے خانہ کعبہ میں قرعہ اندازی کی گئی اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد گرامی حضرت عبداللہ کا نام نکل آیا۔

حضرت عبداللہ اپنی والدہ کی اولاد نرینہ میں ابو طالب و حضرت زبیر سے عمر میں چھوٹے تھے اور اسی وجہ سے حضرت عبداللہ حضرت عبدالمطلب کو بہت عزیز تھے اور ان سے بڑی محبت کیا کرتے۔ ان سے محبت کی ایک اور وجہ بھی تھی کہ نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی پیشانی اقدس میں جلوہ گر تھا اور اسی وجہ سے ان کا اسم مبارک عبداللہ رکھا گیا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ جب حضرت عبدالمطلب کو اللہ تعالیٰ نے دس بیٹے عطا فرمائے

Marfat.com

اور وہ سب جوان ہو گئے تو ایک رات حضرت عبدالمطلب خانہ کعبہ کے نزدیک سو رہے تھے کہ ان کو ایک خواب دکھائی دیا۔ خواب میں کسی غیبی آواز کو سنا کہ اے عبدالمطلب! اپنی اس منت کو جو اللہ تعالیٰ کے لیے مانی تھی پورا کرو۔ جب حضرت عبدالمطلب نیند سے بیدار ہوئے تو خوف سے کپکپی طاری تھی چنانچہ فوری طور پر ایک دنبہ ذبح کیا اور کھانا پکوا کر محتاجوں میں تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد جب پھر سوئے تو خواب میں کسی کہنے والے نے کہا، اے عبدالمطلب! اُس سے بڑی قربانی دو۔ چنانچہ بیدار ہونے کے بعد ایک گائے کی قربانی دی۔ جب پھر سوئے تو خواب میں آواز آئی اس سے بڑھ کر قربانی دو۔ بیدار ہونے کے بعد حضرت عبدالمطلب نے ایک اونٹ کی قربانی دی اور پھر جب سوئے تو خواب میں یہ یاد دلایا گیا کہ اے عبدالمطلب! تم نے اپنے بیٹوں میں سے ایک بیٹے کو قربان کرنے کی نذر مانی ہے۔ بیدار ہونے کے بعد حضرت عبدالمطلب بڑے پریشان ہوئے اور اپنے تمام بیٹوں کو اپنے پاس جمع کر کے صورت حال سے آگاہ کیا اور پھر جب قرعہ اندازی ہوئی حضرت عبداللہ کا نام نکلا باوجود اس بات کے کہ حضرت عبدالمطلب حضرت عبداللہ سے بہت پیار کرتے تھے، اپنے سب سے پیارے بیٹے حضرت عبداللہ کا ہاتھ پکڑا اور قربانی کے لیے تیار ہو گئے۔

یہ دیکھ کر لوگوں نے حضرت عبدالمطلب کو اس کام سے باز رکھنے کی کوشش کی اور کہا، اے عبدالمطلب! یہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ حضرت عبدالمطلب نے کہا کہ میں عبداللہ کو ذبح کرنا چاہتا ہوں۔ لوگوں نے کہا، آپ ان کو ہرگز ذبح نہ کریں جب تک کہ آپ اس بارے میں مجبور نہ ہو جائیں اگر آپ ایسا کریں گے تو ہر شخص اپنا بیٹا لایا کرے گا کہ اسے ذبح کرے۔ اس طرح انسانی نسل باقی نہ رہے گی۔ اور پھر جو لوگ آپ کے قریبی عزیز و رشتہ دار تھے انہوں نے کہا کہ حجاز میں ایک کاہنہ عورت رہتی ہے وہ عقلمند اور دانا ہے اس سے رجوع کریں وہ ضرور کوئی ترکیب بتائے گی جس سے عبداللہ کی جان بچ جائے گی اگر اس نے بھی انہیں ذبح کرنے کا حکم دیا تو پھر آپ کو پورا اختیار ہوگا اور اگر اس نے کوئی ایسا حکم دیا جس میں آپ کے اور آپ کے اس بیٹے کے لیے اس مشکل سے نکلنے کی کوئی صورت ہو تو

Marfat.com

آپ اسے قبول کرلیں۔ (اس وقت تک جنات کا آسمانوں پر آنا جانا منع نہ ہوا تھا اور وہ چوری چھپے آسمانوں کی خبریں سن کر کاہنوں کو بتادیا کرتے تھے کہ انہیں کیا کرنا چاہیے)۔

چنانچہ حضرت عبدالمطلب کچھ لوگوں کے ساتھ اس کاہنہ عورت کے پاس گئے۔ حضرت عبدالمطلب نے اسے اپنے اور اپنے بیٹے کے حالات بتائے تمام باتیں سننے کے بعد عورت نے کہا، تم لوگ آج چلے جاؤ اور کل آنا تاکہ میں اپنے ہمزاد جن سے اس بارے میں کچھ معلوم کرسکوں کہ وہ کیا اشارہ دیتا ہے۔ اس پر تمام لوگ واپس چلے آئے۔ حضرت عبدالمطلب معاملے کی نزاکت کے پیش نظر واپس جاکر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں دعا کرتے رہے۔ اگلے دن پھر کاہنہ کے پاس گئے۔ اس عورت نے پوچھا کہ آج کل تمہارے یہاں ایک آدمی کی دیت کیا دی جاتی ہے؟ حضرت عبدالمطلب نے بتایا کہ آج کل دس اونٹ کی شرح ہے۔ چنانچہ کاہنہ نے کہا کہ پہلی مرتبہ حضرت عبداللہ کے نام سے دس اونٹوں کا قرعہ ڈالا جائے اگر قرعہ میں اونٹ آجائیں تو ٹھیک ہے ورنہ دس اونٹ مزید بڑھائے جائیں اور جب تک قرعہ میں اونٹ نہ نکلیں ہر مرتبہ دس اونٹوں کا اضافہ کیا جاتا رہے تاکہ تمہارا پروردگار راضی ہوجائے۔ جب قرعہ اونٹوں پر نکلے تو اتنی تعداد میں اونٹ ذبح کردینا کہ تمہارا پروردگار بھی تم سے راضی ہوجائے گا اور تمہارا بیٹا بھی بچ جائے گا چنانچہ قرعہ اندازی کی گئی اسی طرح دس دس اونٹ بڑھائے جانے پر بالآخر سو اونٹوں پر نکل آیا مگر حضرت عبدالمطلب کے دل کو اطمینان پھر بھی نہ ہوا۔ اپنے دل کی تسلی و اطمینان کی خاطر حضرت عبدالمطلب نے دوسری مرتبہ قرعہ ڈالا تو وہ بھی اونٹوں کے نام پر نکلا۔ تب حضرت عبدالمطلب کو تسلی ہوئی اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

جو لوگ اس وقت پر موجود تھے انہوں نے کہا "اے عبدالمطلب! اب تم اپنے پروردگار کی رضامندی کو پہنچ گئے ہو"۔ حضرت عبدالمطلب نے سو اونٹوں کو ذبح کیا اس طرح حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد حضرت عبداللہ کی جان بچ گئی۔

(سیرت حلبیہ، زرقانی، معارج النبوۃ، انوار محمدیہ، مدارج النبوۃ)

......☆......

Marfat.com

جناب عبدالمطلب سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد محترم حضرت عبداللہ کے والد گرامی جناب عبدالمطلب کی شادی فاطمہ بنت عمرو بن عائذ مخزومی سے ہوئی اور انہی خاتون کے بطن پاک سے جناب عبداللہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اس طرح یہ سلسلہ بہ سلسلہ منتقل ہونے والا نور مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت عبداللہ کو منتقل ہو گیا۔ روایات میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ کی پیدائش کے بعد اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر آپ کی حفاظت و نگہداشت فرمائی۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ نے جب اپنے ساتھ عجیب وغریب واقعات مشاہدہ کیے تو اپنے والد گرامی جناب عبدالمطلب سے کہا کہ میں جب بھی مکرمہ کی وادی اور کوہ ثبیرہ کی جانب جاتا ہوں تو میری پشت سے ایک نور چمکتا ہوا ظاہر ہوتا ہے جو کہ دو حصوں میں تقسیم ہو کر مشرق ومغرب میں پھیل جاتا ہے اور پھر دوبارا اکٹھا ہو کر ایک بادل کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہ بادل میرے اوپر سایہ کر لیتا ہے۔ میری نگاہیں یہ مشاہدہ بھی کرتی ہیں کہ آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں اور یہ بادل کا ٹکڑا آسمان کی طرف چلا گیا ہے اور پھر جلد ہی واپس آجاتا ہے اور پھر میری پشت میں واپس آجاتا ہے (کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ) میں جب زمین پر بیٹھتا ہوں تو زمین سے ایک آواز سنائی دیتی ہے، اے وہ بابرکت انسان جس کی پشت میں نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امانت ہے آپ پر سلامتی ہو۔

اور پھر کبھی کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ میں ایک خشک درخت کے نیچے بیٹھتا ہوں تو وہ میرے بیٹھتے ہی ہرا بھرا ہو گیا اور اس درخت نے مجھے سلام کیا۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ کے والد محترم جناب عبدالمطلب نے جب اپنے فرزند کی یہ باتیں سنیں تو فرمایا، اے میرے پیارے بیٹے! مبارک ہو تمہیں کہ تمہاری صلب سے رحم مادر میں ایسا پاکیزہ نطفہ منتقل ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں افضل ترین ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ کو بہت زیادہ حسن وخوبصورتی سے نوازا تھا جب آپ جوان ہوئے تو آپ کی خوبصورتی اور نیک سیرتی کا چرچا ہر سو عام ہوگیا۔ قریش کے بڑے بڑے رؤسا کی یہ خواہش تھی کہ حضرت عبداللہ ان کے داماد ہوں اپنی فرزندی میں قبول کرنے کی خواہش کا اظہار بہت سے رؤسا نے جناب عبدالمطلب سے کئی بار کیا تھا چنانچہ یہ معاملہ اس حد تک بڑھا کہ جناب عبدالمطلب شش وپنج میں پڑ گئے کہ کیا فیصلہ کریں حتیٰ کہ حضرت عبداللہ کی عمر مبارک پچیس سے تیس سال کے درمیان ہوگئی مگر اس بارے میں جناب عبدالمطلب ابھی تک کوئی بھی فیصلہ نہیں کر پا رہے تھے کہ اسی دوران ایک ایسا واقعہ رونما ہوا جس میں حضرت عبداللہ کی جان کو سخت خطرہ درپیش ہوا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی غیب سے حفاظت فرمائی اور دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا چونکہ یہودی عالم یہ بات جانتے تھے کہ نبی آخر الزمان کی ولادت کا زمانہ قریب ہے اور پھر ان کو یہ علم بھی تھا کہ یہ ولادت باسعادت عرب کے خطہ اقدس میں ہوگی تو انہوں نے حضرت عبداللہ کو قتل کرنے کا ایک خفیہ منصوبہ بنایا کہ کسی طرح اس سلسلہ کو ہی ختم کر دیں۔ یہودیوں نے اس مقصد کے لیے بہت سے نوجوانوں کو تیار کر کے مکہ مکرمہ کی طرف بھیجا مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ کی حفاظت فرمائی اور دشمن آپ کو کوئی بھی نقصان نہ پہنچا سکے۔ اسی طرح کئی مرتبہ ہوا دشمن آپ کو ختم کرنے کی نیت سے آئے لیکن نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے ہر مرتبہ ناکام و نامراد واپس لوٹے۔

ایک مرتبہ یہ ہوا کہ یہودیوں کی ایک جماعت جس میں ستر کی تعداد میں ایسے یہودی شامل تھے جو تلوار کے دھنی اور لڑنے میں خاص مہارت رکھتے تھے اکٹھے ہوکر آپس میں اس بات کا مصمم ارادہ کرتے ہوئے عہد کیا کہ جب تک حضرت عبداللہ کو قتل نہ کر لیں گے ہرگز واپس نہ ہوں گے چنانچہ یہ بدبخت لوگ اپنے ناپاک ارادے کو عملی جامہ پہنانے

Marfat.com

کی غرض سے روانہ ہوئے۔ یہ بد بخت رات کے وقت سفر کرتے اور دن کو کسی محفوظ جگہ پر چھپ کر آرام کرتے۔اسی طرح سفر کی منازل طے کرتے ہوئے یہ لوگ مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔

مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد یہ لوگ اب اس موقع کی تاک میں رہنے لگے کہ کسی طرح حضرت عبداللہ کو تنہا پائیں اور اپنا کام کر دکھائیں۔اتفاق سے ایک دن حضرت عبداللہ شکار کے لیے تنہا مکہ مکرمہ سے باہر کی طرف تشریف لے گئے۔ان بدبختوں کو یہ موقع ہاتھ آ گیا اور یہ سب اکٹھے ہو کر حضرت عبداللہ کے پیچھے اپنے ارادہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔اتفاق سے اس وقت حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ کے والد محترم جناب وہب بن عبد مناف بھی جنگل میں موجود تھے اور یہ بھی شکار کے ارادے سے ہی نکلے ہوئے تھے اور ابھی جناب عبداللہ سے دور ہی تھے کہ انہوں نے اس حملہ آور جماعت کو دیکھا جو ہتھیاروں سے لیس حضرت عبداللہ پر حملہ کے لیے پر تول رہی تھی۔

جناب وہب بن عبد مناف نے فوری طور پر اس صورت حال کو سمجھ لیا اور عربوں کی روایت غیرت وحمیت کے تقاضے کے پیش نظر اس بات کو گوارا نہ کیا کہ ایک شخص اس طرح تنہائی کے عالم میں دشمنوں کے ہاتھوں مارا جائے مگر جب یہ آگے بڑھنے لگے تو دل میں خیال کیا کہ دشمن تو کافی تعداد میں ہیں جبکہ میرے ساتھ صرف چند ساتھی ہیں ابھی وہ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ اس معاملے میں کیا کریں اور حملہ آوروں کو کیسے روکیں کہ انہوں نے دیکھا کہ ایک آسمانی مخلوق سفید گھوڑوں پر سوار زمین پر اتری ان سواروں کی شکل دنیا کے لوگوں سے مشابہ نہ تھی اور یہ سوار حملہ آوروں کو حضرت عبداللہ کو آگے سے دور کرنے لگے۔یہ دیکھ کر حملہ آوروں کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ اپنے مقصد میں ناکام ونامراد ہو گئے۔جناب وہب بن عبد مناف نے یہ عجیب وغریب منظر دیکھا تو حیرت زدہ رہ گئے اور بہت متاثر ہوئے۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت حسن سے نوازا تھا آپ اپنے اخلاق اور کردار کی پختگی کی بدولت تمام قریش میں ممتاز حیثیت رکھتے

Marfat.com

تھے چونکہ دین فطرت پر تھے اس لیے کبھی بت پرستی کی طرف توجہ نہ کی۔ نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کی پیشانی مبارک میں جگمگا رہا تھا اور یہ کیسے ممکن تھا کہ آپ اپنی پیشانی اقدس بتوں کے آگے جھکاتے یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایمان کی سلامتی عطا فرمائی تھی۔ اللہ تعالیٰ کو یہ کیسے گوارا تھا کہ اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور اطہر جس کی پیشانی اقدس میں ہو وہ بتوں کی عبادت کرے اور بت پرستی کی طرف مائل ہو۔ لہٰذا مسلمان کے ایمان کی سلامتی اسی بات پر یقین کامل رکھنے میں ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد محترم حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دین فطرت پر تھے اور بت پرست نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور اطہر کی عظمت و پاکیزگی کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جہاں غیب سے جان کی حفاظت فرمائی وہاں پر ان کے ایمان کی بھی حفاظت فرمائی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان بھی ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے مجھے پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ رحموں کی طرف منتقل فرمایا۔“

بات ہو رہی تھی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوبصورتی اور خوب سیرتی کی کہ قریش کی اکثر عورتیں آپ کے حسن و جمال سے متاثر ہو کر سرراہ بیٹھ جایا کرتی تھیں اور جب آپ ادھر سے گزرتے تو آپ کو اپنی طرف راغب کرنے کی ناکام کوشش کیا کرتیں مگر چونکہ اللہ تعالیٰ پردہ غیب سے آپ کی ہر طرح حفاظت فرماتا تھا اس لیے ان عورتوں کو مایوسی ہوتی اور وہ اپنے مقصد میں ناکام و نامراد ہو کر واپس لوٹ جاتی تھیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نانا جناب وہب بن عبد مناف نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیب سے حفاظت کا منظر دیکھا تو وہ حیران و ششدر رہ گئے اور بہت متاثر ہوئے چونکہ ان کی پیاری صاحبزادی حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جوان تھیں اور جناب وہب جو کہ پہلے ہی حضرت عبداللہ کے گرویدہ تھے اب جو انہوں نے یہ منظر دیکھا تو ان کے دل میں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قدر و منزلت مزید بڑھ گئی۔ دل میں یہ خواہش شدید تر ہوگئی کہ اگر اپنی پیاری بیٹی آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو

Marfat.com

حضرت عبداللہ کے نکاح میں دے دوں اور واقعتاً ایسا ہو جائے تو کیا ہی بات ہو۔

چنانچہ جناب وہب بن عبد مناف یہ بات سوچتے ہوئے اپنے گھر کو واپس ہوئے۔ گھر آ کر گھر والوں سے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنی صاحبزادی آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا نکاح جناب عبدالمطلب کے بیٹے حضرت عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کر دوں۔ گھر والوں نے ان کی تجویز سے اتفاق کیا چنانچہ جناب وہب بن عبد مناف نے یہ بات اپنے خاص دوستوں کے توسط سے حضرت عبدالمطلب تک پہنچائی۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ جناب وہب بن عبد مناف نے اپنی بیوی برہ بنت عبدالعزیٰ کو اس مقصد کے لیے حضرت عبدالمطلب کی خدمت میں بھیجا تاکہ وہ اس بات کو آگے بڑھائیں اور وہ جناب عبدالمطلب سے اس بارے میں بات کریں کہ میری نیک سیرت اور خوبصورت و خوش اخلاق بیٹی سیدہ آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو اگر وہ اپنے بیٹے حضرت عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ساتھ نکاح میں قبول فرمالیں تو یہ ہمارے لیے سعادت کی بات ہوگی۔

حضرت عبدالمطلب بھی چونکہ اب یہ چاہتے تھے کہ حضرت عبداللہ کی شادی کر دی جائے مگر وہ اس کے لیے کسی ایسی لڑکی کی تلاش میں تھے جو حسب و نسب کے لحاظ سے بلند مرتبہ ہو اور عفت و پاک دامنی میں بھی ممتاز ہو۔ اس لیے جب جناب وہب بن عبد مناف کی طرف سے آپ کو سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رشتہ جناب عبداللہ کے لیے آیا تو آپ نے محسوس کیا کہ جن صفات عالیہ کی لڑکی وہ تلاش کر رہے تھے وہ صفات یقیناً سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں موجود ہیں اور حضرت عبداللہ کا رشتہ ان کے ساتھ نہایت مناسب رہے گا چنانچہ حضرت عبدالمطلب نے اس رشتہ کا ذکر اپنے گھر والوں سے کیا۔ گھر والوں نے بھی اس تجویز سے اتفاق کیا اور یوں یہ رشتہ طے پا گیا۔ اس رشتہ کے طے ہونے کے بارے میں روایات میں آتا ہے کہ یمن کے ایک عالم نے جناب عبدالمطلب سے ایک مرتبہ اشارتاً ذکر کیا تھا واقعہ کچھ یوں ہے کہ جناب عبدالمطلب ایک مرتبہ یمن کی طرف سفر پر گئے ہوئے تھے وہاں پر ایک بہت بڑا عالم رہتا تھا جو کتاب اللہ کے بارے میں جانتا تھا۔ اس عالم کی ملاقات جناب عبدالمطلب سے ہوئی تو اس نے ملاقات کے دوران پوچھا کہ آپ کا تعلق

Marfat.com

کس قبیلہ سے ہے؟ جناب عبدالمطلب نے اسے بتایا کہ میں بنی ہاشم سے ہوں اور ان کا بیٹا ہوں۔ اس عالم نے جب بنی ہاشم کا نام سنا تو کہنے لگا کہ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کے جسم کے کچھ حصوں کو دیکھ لوں۔ جناب عبدالمطلب نے اس شرط پر اسے اجازت دی کہ جسم کے پوشیدہ حصوں کو نہ دیکھا جائے۔ عالم نے رضا مندی ظاہر کی اور اس نے جناب عبدالمطلب کی ناک کا ایک نتھنا اپنے ہاتھ میں پکڑ کر تھوڑا سا کھینچا پھر دوسرا نتھنا اسی طرح کھینچا۔

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ اس عالم نے جناب عبدالمطلب کے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو بڑے غور سے دیکھا اور کہا ایک سے ملک و سلطنت اور دوسرے سے نبوت کا اظہار ہو رہا ہے اور یہ سعادت دو منافوں کے قران سے ظاہر ہو رہی ہے۔ پھر اس عالم نے آپ سے پوچھا کہ آپ کے بیٹے جناب عبداللہ کی شادی ہوگئی ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ نہیں تو اس عالم نے کہا اب تم واپس جا کر ان کی شادی بنی زہرہ میں کر دینا۔

چنانچہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رشتہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے حضرت عبدالمطلب کے پاس آیا تو آپ نے یہ رشتہ قبول کرلیا۔ اس طرح اس عالم کی وہ بات جو اس نے اپنے علم کے ذریعہ معلوم کر کے کی تھی پوری ہوئی یعنی دو منافوں جناب عبد مناف بن قصی اور عبد مناف بن زہرہ کے خاندانوں کے مابین ایک رشتہ قائم ہوگیا۔

یہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اعجاز اور فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ولادت باسعادت کے لیے ایسے نفوس قدسیہ کا انتخاب فرمایا جو نسب و مرتبہ کے لحاظ سے بھی افضل تھے اور عفت و پاک دامنی کے اعتبار سے بھی ممتاز تھے۔ سیرت و کردار کے حوالے سے بھی ارفع و اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کریمین شریف النسب اور شریف النفس تھے چنانچہ ابن ہشام لکھتے ہیں کہ جناب عبدالمطلب اپنے پیارے بیٹے حضرت عبداللہ کو لے کر چلے اور وہب بن عبد مناف بن زہرہ کے پاس آئے۔ جناب وہب بن عبد مناف بنی زہرہ میں عزت و نسب دونوں کے لحاظ سے سردار تھے۔

Marfat.com

انہوں نے اپنی نیک سیرت بیٹی سیدہ آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو حضرت عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے نکاح میں دے دیا۔ وہ ان دنوں عزت و نسب اور رتبے کے لحاظ سے قریش کی عورتوں میں افضل تھیں۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ برۃ بنت عبدالعزیٰ بھی ایک نیک خاتون تھیں اور نسب کے لحاظ سے بلند مرتبہ تھیں۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتہائی نیک طبع اور پاک دامن تھے۔ آپ کی پاک دامنی اور حیا کا ایک واقعہ یہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن اسد کی ایک عورت سے اثنائے راہ میں ملے یعنی آپ جا رہے تھے کہ اس عورت نے آپ کو دیکھا وہ عورت واقذ بن نوفل کی بہن تھی جو علم و فضل میں ماہر تھے۔ اس عورت نے حضرت عبداللہ کے چہرہ اقدس کی طرف دیکھا تو سمجھ گئی کہ نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی پیشانی مبارک میں چمک رہا ہے۔ اس نے آواز دی، اے عبداللہ! کہاں جاتے ہو؟ وہ عورت آپ کے حسن و جمال پر فریفتہ ہوگئی اور حضرت عبداللہ کی خدمت میں اپنے آپ کو پیش کیا۔ حضرت عبداللہ نے جواب دیا کہ میں ایسا نہیں کر سکتا میں اپنے والد کے ساتھ ہوں نہ ان کے خلاف جا سکتا ہوں اور نہ انہیں چھوڑ سکتا ہوں۔ اس عورت نے کہا تم میرے ساتھ اختلاط کے لیے راضی ہو جاؤ اور میرے ساتھ نکاح کر لو وہ سو اونٹ جو تمہارے والد نے تمہارے فدیہ کے طور پر ذبح کیے تھے ان کے بدلہ میں سو اونٹ دوں گی۔ حضرت عبداللہ کو اس پر عفت و حیا دامن گیر ہوئی اور آپ انکار کر کے آگے نکل گئے۔

اسی طرح اور بھی بہت سی عورتوں نے حضرت عبداللہ کو ورغلانے کی کوشش کی مگر آپ ثابت قدم رہے اور اپنی پاک دامنی پر حرف نہ آنے دیا۔ روایات میں ایک اور واقعہ اس طرح کا آتا ہے کہ ایک عورت جو بڑی خوبصورت اور خوب مالدار تھی علم بھی جانتی تھی اس نے نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور کا حساب لگا کر معلوم کر لیا کہ جناب عبدالمطلب کی اولاد میں سے ایک ہستی کی صلب پاک سے نطفہ اقدس جسد خاکی میں منتقل ہوگا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا دین حق پوری دنیا میں پھیل جائے گا۔ چنانچہ وہ عورت اس خیال سے کہ شاید اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت نازل فرمادے اور یہ نعمت عظمیٰ اسے نصیب ہو جائے وہ اس

Marfat.com

انتظار میں تھی کہ کب وہ مبارک ہستی ملے اور وہ اس سے اپنا مقصود حاصل کرے چنانچہ حضرت عبداللہ کو اس نے سر راہ دیکھا نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کی پیشانی میں چمک رہا تھا۔ اس عورت کو گویا اپنی منزل مل گئی۔ حضرت عبداللہ کے چہرے کا حسن آب و تاب سے ظاہر ہو رہا تھا جیسے ہی اس عورت کی نظر آپ پر پڑی وہ دیوانہ وار بھاگتی ہوئی آپ کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور اس نے بھی دوسری عورتوں کی طرح حضرت عبداللہ کو ورغلانے کی کوشش کی کہ کسی طرح اس کا مقصد پورا ہو جائے مگر حضرت عبداللہ نے اس کی باتیں سن کر اور اس کی خواہش کو دیکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ ایک بہت ہی ضروری بات ہے جس کا جواب اس قدر جلدی اور اپنے بزرگوں کے مشورے کے بغیر میں نہیں دے سکتا۔ لہٰذا مجھے کچھ مہلت دو کہ تم نے جو نکاح کی درخواست کی ہے اس پر سوچ بچار کروں اور مشورے کے بعد کوئی جواب دوں چنانچہ اس طرح حضرت عبداللہ اسے تسلی دے کر اپنے گھر کو واپس آ گئے۔

جب گھر تشریف لائے تو اسی شب حضرت آمنہ سے زفاف ہوا اور نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی پشت مبارک سے منتقل ہو کر رحم آمنہ میں منتقل ہو گیا اور وہ حمل سے ہو گئیں۔ اگلی صبح حضرت عبداللہ اپنے والد محترم جناب عبدالمطلب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس عورت سے جو گفتگو ہوئی تھی وہ بیان کی۔ والد ماجد نے نکاح کی اجازت دے دی۔ چنانچہ آپ والد ماجد سے اجازت لے کر اس عورت کے پاس آئے۔ اس عورت نے حضرت عبداللہ کی پیشانی کی طرف دیکھا تو نور مبارک نہ پایا وہ عورت افسردہ ہو گئی اور کہنے لگی اے عبداللہ! میرے پاس سے جانے کے بعد آپ نے کسی عورت سے صحبت کی ہے؟ آپ نے فرمایا، کہ ہاں میں نے اپنی زوجہ مطہرہ بی بی آمنہ بنت وہب سے ہم بستری کی ہے۔ یہ سن کر اس عورت نے کہا، اب مجھے آپ سے کوئی سروکار نہیں۔ میں تو اس نور پاک کی خواستگار تھی جو آپ کی پیشانی میں چمک رہا تھا اب وہ دوسرے کے نصیب میں چلا گیا میری یہ خواہش تھی کہ آپ کی پیشانی میں چمکنے والا نور مبارک میرے رحم میں منتقل ہو جائے مگر قدرت کو یہ منظور نہ تھا۔

حضرت عبداللہ اپنی شادی کے بعد زیادہ مدت تک زندہ نہ رہے۔ آپ ایک

Marfat.com

تجارتی قافلے کے ساتھ شام گئے، واپسی میں یثرب کے مقام پر بیمار ہو گئے اور جوانی کے عالم میں وہیں پر وصال فرمایا۔ ان کے وصال کے دو ماہ بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت ہوئی۔

(زرقانی جلد اول، سیرت حلبیہ، انوار محمدیہ، معارج النبوۃ، سیرت ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

......☆......

پہلا سفر مبارک

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضاعی والدہ محترمہ حضرت حلیمہ سعدیہؓ بیان فرماتی ہیں کہ میں اپنی بستی سے اپنے خاوند اور اپنے شیر خوار بچے کو ساتھ لے کر بنو سعد بن بکر کی چند خواتین کے ہمراہ دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں نکلی وہ قحط کا زمانہ تھا ہمارے پاس کوئی چیز نہیں تھی میں ایک براؤن رنگ کی گدھی پر سوار تھی اور ہمارے ساتھ ایک عمر رسیدہ اونٹنی بھی تھی جس سے ایک قطرہ دودھ بھی نہیں مل سکتا تھا ہماری حالت یہ تھی کہ ہمارا بچہ بھوک کی وجہ سے روتا تھا اور ہم ساری رات سو نہیں سکتے تھے میری چھاتی میں اتنا دودھ نہ تھا کہ بچے کو پورا آسکے اور نہ ہی ہماری بوڑھی اونٹنی کے پاس کچھ تھا۔ لیکن ہمیں بارش اور خوشحالی کی اُمید تھی۔

غرض یہ کہ میں اپنی گدھی پر سوار نکلی تو وہ تھک گئی اس کے دبلے پن اور کمزوری کی وجہ سے ساتھیوں کو بھی زحمت ہوئی یہاں تک کہ ہم مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ جب ہمارے قبیلہ کی عورتیں مکہ مکرمہ پہنچیں تو انہوں نے دودھ پلانے کے لیے تمام بچوں کو لے لیا بجز حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے، کوئی عورت ایسی نہ رہی جس نے کوئی بچہ نہ لے لیا ہو صرف میں ہی باقی تھی اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کسی کو نہ پاتی تھی۔ جب ہم واپس جانے کے لیے تیار ہو گئے تو میں نے اپنے خاوند سے کہا، بخدا! میں یہ بات ناپسند کرتی ہوں کہ کسی شیر خوار بچے کو لیے بغیر اپنی ساتھ والیوں میں لوٹوں میں تو اس یتیم بچے

Marfat.com

کے پاس جاؤں گی اور اسے ضرور لوں گی۔ انہوں نے کہا کہ ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں کیا خبر کہ اللہ تعالیٰ اسی میں ہمارے لیے برکت دے دے۔ چنانچہ میں آپؐ کے پاس گئی اور میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام دودھ سے زیادہ سفید اُونی کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں اور آپؐ سے مشک وغیرہ کی خوشبوئیں آ رہی ہیں میں نے آپؐ کو لے لیا۔ جانے سے پہلے جب میں نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو الوداع کہا تو مجھے انہوں نے بہت سی عنایات سے نوازا اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں بہت سی وصیتیں فرمائیں میں انہیں قبول کر کے اپنے قبیلہ بنی سعد کی طرف متوجہ ہوئی۔ میں آپؐ کو لے کر اپنی سواری کی طرف آئی اپنی گدھی پر سوار ہوئی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میں نے اپنی گود میں بٹھالیا میری سواری بہت چست و چالاک ہوگئی اور اپنی گردن کو اوپر اٹھالیا جیسے وہ رقص کرتے ہوئے ہاتھ پاؤں زمین پر مارتی ہو اور فخر سے سر اونچا کرتی تھی۔ سفر کے دوران میں نے دیکھا کہ میری سواری بڑی خوشی سے خانہ کعبہ کی طرف متوجہ ہوئی اور تین مرتبہ اپنا سر زمین پر رکھا پھر قبیلے کے جانوروں کے آگے آگے دوڑنے لگی لوگ اس کی تیز رفتاری پر حیران ہوتے تھے، عورتوں نے مجھ سے کہا کہ اے حلیمہؓ! اپنی سواری کی باگ کھینچ کر رکھ تا کہ ہم تیرا ساتھ دے سکیں کیا یہ وہی سواری نہیں ہے جو مکہ مکرمہ جاتے وقت کمزوری سے چل بھی نہیں سکتی تھی اور تمام جانوروں سے پیچھے رہ جاتی تھی۔ میں نے کہا یہ وہی جانور ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس فرزند کی برکت سے اسے قوی و طاقتور کر دیا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی راز ہے اور اس کی بڑی شان ہے۔

اس سفر کے دوران میں اطراف وصحرا سے یہ آواز سنتی تھی، کہنے والا کہتا تھا، اے حلیمہؓ! تو آخر کار غنی ہوگئی اور بنی سعد کی عورتوں میں بزرگ ہوگئی، میں نے (اس سفر کے دوران) جس جگہ اور مقام پر قیام کیا وہ جگہ سرسبز و شاداب ہوگئی اور بہت سی گھاس وہاں پر پیدا ہوگئی حالانکہ وہ قحط کا زمانہ تھا۔

حتیٰ کہ ہم بنی سعد کی بستی میں پہنچ گئے تو کوئی خطہ اس سے زیادہ خشک اور ویران نہ تھا لیکن ہم نے نقصان اور تنگی کا منہ نہیں دیکھا ہمارے قبیلہ کے لوگ قحط وگرانی میں زندگی

Marfat.com

گزارتے تھے لیکن اَب میری بکریاں چراگاہ میں جاتیں تو شام کو خوب شکم سیر، تروتازہ اور دودھ سے بھری ہوئی واپس آتیں ہم ان کا دودھ دوہتے اور خوب سیر ہو کر پیتے اور دوسروں کو بھی پلاتے ہماری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ تم اپنی بکریوں کو اس چراگاہ میں کیوں نہیں چراتے جہاں حلیمہ ؓ کی بکریاں چرتی ہیں حالانکہ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ ہمارے گھر میں یہ خیر و برکت کہاں سے آئی ہے وہ اپنے مویشی بھی اسی جگہ چراتے جہاں میری بکریاں چرتی تھیں اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی بکریوں میں بھی خیر و برکت پیدا کر دی اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باعث تمام قبیلہ میں خیر و برکت پھیل گئی۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ پہلا سفر مبارک تھا۔

(طبرانی، بیہقی، ابو یعلیٰ، ابونعیم، مواہب لدنیہ)

......☆......

دو سال کی عمر مبارک میں

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر مبارک دو سال کی ہوئی تو آپ ؐ قد و قامت اور جسامت کے اعتبار سے چار سال کے برابر معلوم ہوتے تھے میں نے آپ ؐ کا دودھ چھڑا دیا پھر میں اپنے خاوند کے ہمراہ آپ ؐ کو آپ کی والدہ ماجدہ کی خدمت اقدس میں لے گئی تا کہ آپ ؐ کو اُن کے حوالے کر دوں لیکن اس خیر و برکت کی وجہ سے جو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ کے باعث ہمیں اور ہمارے قبیلے کو حاصل ہوئی تھی ہمیں گوارا نہ تھا کہ آپ ؐ کو چھوڑتے لیکن پھر بھی ہم نے آپ ؐ کو آپ ؐ کی والدہ ماجدہ کے پاس پہنچا دیا اور حضرت آمنہ ؓ سے اس خیر و برکت کا تذکرہ کیا جو ہمیں آپ ؐ کی بدولت میسر ہوئی تھی آپ ؐ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ میرے فرزند کی عظیم شان ہے۔ ہم نے کہا، خدا کی قسم! اس سے زیادہ بابرکت کوئی فرزند ہم نے نہیں دیکھا۔

Marfat.com

پھر ہم نے بہانے سے کام لیا اور حضرت آمنہؓ سے کہا کہ ہم مکہ مکرمہ کی گرمی کی شدت اور اس کی وباء سے بے خوف نہیں ہیں اللہ نہ کرے کہ اس فرزند کو کوئی پریشانی لاحق ہو، اگر آپ اجازت دیں تو بہتری اسی میں ہے کہ ہم اس فرزند ارجمند کو اپنے قبیلے میں پھر سے لے جائیں تا کہ آپ ؐ کچھ وقت مزید وہاں رہیں۔ ہمارے بہت زیادہ اصرار کرنے کے بعد حضرت آمنہؓ نے آپ ؐ کو ہمارے سپرد کیا ہم آپ ؐ کو واپس اپنے قبیلہ میں لے آئے۔اس سفر میں جو واقعات پیش آئے ان میں سے ایک یہ تھا کہ ہم حبش کے نصاریٰ کے ایک گروہ کے پاس سے گزرے انہوں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انتہائی تیز نظروں سے دیکھا اور اپنے کام کو چھوڑ کر آپ ؐ کی طرف متوجہ ہو گئے کبھی آپ ؐ کی مہر نبوت کو دیکھتے تھے اور کبھی آپ ؐ کی چشم پاک کی سُرخی مبارک کو دیکھتے تھے پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تمہارے فرزند کی آنکھیں درد کی وجہ سے سُرخ ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ نہیں۔انہوں نے پوچھا یہ بتاؤ کہ اس کی آنکھوں کی سُرخی کبھی جاتی بھی رہتی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔اس پر انہوں نے کہا تمہیں جس قدر دولت چاہیے ہم تجھے دیتے ہیں ہم پر احسان کرو اور یہ فرزند ہمیں دے دو تا کہ ہم اسے حبشہ میں لے جائیں کیونکہ یہ بچہ اونچی شان والا ہے ہم نے اپنی کتابوں میں یہ پڑھا ہے کہ ایک پیغمبر باقی ہے جو حرم پاک میں پیدا ہوگا۔ہمارا خیال ہے کہ اُس کی پیدائش ہو چکی ہے یا ہونے والی ہے۔

حضرت حلیمہ سعدیہؓ فرماتی ہیں کہ میں ان سے ڈر گئی رات کا انتظار کیا اور وہاں سے جلدی جلدی نکل پڑی اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے قبیلہ میں پہنچا دیا۔ آپ ؐ کی وجہ سے ہم پر روز بروز اللہ تعالیٰ کے انعامات ہوتے گئے یہاں تک کہ ہم قوم کے سردار ہو گئے اور ہماری قوم ہماری محتاج تھی ہم کھیتی اور دودھ میں حد کمال کو پہنچ گئے۔

(زرقانی، مواہب لدنیہ، ابن عساکر)

......☆......

Marfat.com

قبیلہ بنی سعد سے مکہ مکرمہ تک

اس سفر مبارک کے بارے میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہؓ بیان فرماتی ہیں کہ ہم حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لے کر مکہ مکرمہ کے سفر پر روانہ ہوئے تا کہ آپ ؐ کو آپ ؐ کی والدہ ماجدہ اور آپ کے جدامجد کے سپرد کردیں جب ہم مکہ مکرمہ کے نزدیک پہنچے تو میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک جگہ بٹھا دیا اور خود قضائے حاجت کے لیے چلے گئی جب واپس آئی تو آپ ؐ وہاں پر موجود نہ تھے، میں نے بہت ڈھونڈا مگر آپ ؐ کہیں نہ ملے۔ جب میں مایوس ہوگئی تو میں نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور آہ وزاری کرنے لگی میں نے لوگوں سے پوچھا کہ وہ بچہ کہاں ہے جو میں نے یہاں پر بٹھایا تھا۔ انہوں نے کہا کون سا بچہ؟ میں نے جواب دیا محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب (لیکن کسی نے جواب نہ دیا) میں رو رہی تھی کہ اسی اثناء میں ایک بوڑھا شخص لاٹھی ٹیکتا ہوا میرے پاس آیا اس نے مجھ سے کہا، اے حلیمہ سعدیہ! کیا بات ہے کیوں رو رہی ہو؟ میں نے محمد بن عبداللہ کو ایک مدت تک دودھ پلایا ہے میرا ارادہ تھا کہ میں ان کو ان کے دادا اور والدہ کے پاس پہنچا دوں اور ان کی امانت ان کے سپرد کردوں لیکن وہ مجھ سے گم ہوگئے ہیں۔

بوڑھے نے کہا روؤ نہیں اور غم نہ کرو میں تجھے ایسے عالم کا پتہ بتاتا ہوں جو تیرے فرزند کے حالات جانتا ہے اگر اس نے چاہا تو ممکن ہے کہ وہ تمہیں ان تک پہنچا دے۔ میں نے کہا تجھ پر میری جان قربان ہو مجھے بتا وہ کون ہے؟ اس نے کہا وہ سب سے بڑا بت ہبل

Marfat.com

ہے جو کہ بڑے مرتبہ والا ہے۔ میں نے کہا خرابی ہو تیری کیا تجھے علم نہیں کہ جب اس فرزند پاک کی ولادت باسعادت ہوئی تھی تو ان بتوں پر کیا گزری تھی وہ سب ٹوٹ کر گر پڑے تھے۔ بوڑھا مجھے زبردستی ہبل بت کے پاس لے گیا اور اس نے سات مرتبہ ہبل کا طواف کیا اس کے سر پر بوسہ دیا اور اس نے میرا مقصد ہبل کے سامنے بیان کیا جب اس نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم مبارک اپنی زبان سے ادا کیا تو ہبل اور دوسرے تمام بت زمین پر اوندھے منہ گر پڑے۔ میں نے بوڑھے کو دیکھا کہ وہ رو رہا تھا اور لاٹھی اس کے ہاتھ سے گر پڑی وہ ہیبت سے کانپ رہا تھا پھر بوڑھے نے مجھ سے کہا اے حلیمہ رضی اللہ عنہا! تیرے فرزند کا ایک پروردگار ہے جو اسے ضائع نہیں ہونے دے گا تیری امانت صحیح سلامت تجھے لوٹائے گا۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا سعدیہ بیان فرماتی ہیں کہ میں اس بات سے ڈری کہ کہیں یہ خبر عبدالمطلب تک نہ پہنچ جائے چنانچہ جب میں عبدالمطلب کے پاس آئی تو انہوں نے میری طرف دیکھا اور پوچھا کیا بات ہے تم فکر مند اور پریشان نظر آ رہی ہو اور تمہارے ساتھ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نظر نہیں آ رہے؟ میں نے ان سے کہا کہ میں آج رات محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو لے کر آئی اور جب مکہ مکرمہ کے بلند حصہ میں تھی تو مجھ سے الگ ہو کر کھو گئے، خدا کی قسم! مجھے خبر نہیں ہے کہ وہ کہاں ہیں میں نے آپ کی بڑی تلاش کی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ملے۔

جب حضرت عبدالمطلب نے یہ سنا تو ان کو خیال ہوا کہ قریش میں سے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا کر لے گیا ہوگا اور نعوذ باللہ ہلاک کر دیا ہوگا پس آپ کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور قریش کو آواز دی کہ اے آلِ غالب! میرے پاس آؤ، سب لبیک کہتے ہوئے ان کی خدمت میں دوڑے کیونکہ کوئی شخص ان کے غصہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ جب تمام قریش اکٹھے ہو گئے تو حضرت عبدالمطلب سے قریش نے پوچھا، اے سردار! کیا معاملہ درپیش ہو گیا ہے، آپ نے فرمایا میرا فرزند محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) گم ہو گیا ہے۔ قریش نے کہا اے سردار! سوار ہو جائیے ہم بھی سوار ہوتے ہیں اور آپ کے ساتھ مل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عبدالمطلب اور تمام قریش سوار ہو کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تلاش میں نکلے اور مکہ مکرمہ کی تمام جگہوں پر تلاش کیا مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ ملے اس

Marfat.com

کے بعد حضرت عبدالمطلب مسجد حرام میں آئے اور خانہ کعبہ کا طواف کیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور مناجات میں مصروف ہو گئے۔ حضرت عبدالمطلب مناجات میں مصروف تھے کہ غیب سے آواز آئی کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا محافظ اللہ ہے وہ آپ کو اپنی حفاظت سے کبھی دور نہ فرمائے گا۔ حضرت عبدالمطلب نے اس آواز کے جواب میں پوچھا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہاں ہیں۔ آواز آئی تہامہ کی وادی میں ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہیں۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ کیلے کے ایک درخت کے نزدیک تشریف فرما ہیں۔ یہ سن کر حضرت عبدالمطلب تہامہ کی وادی کی طرف چل پڑے راستے میں جناب ورقہ بن نوفل ملے وہ بھی ان کے ہمراہ ہولیے یہاں تک کہ جب وادیٔ تہامہ میں پہنچے تو دیکھا کہ حضور سرورکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھجور کے درخت کے نیچے تشریف فرما ہیں اور اس کے پتے چن رہے ہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلے کے درخت کے نیچے کھڑے ہیں اور اپنے دست مبارک درخت کے پتوں پر پھیر رہے ہیں۔ ایک اور روایت میں آتا ہے کہ عمرو بن نوفل اور ابومسعود ثقفی نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیلے کے درخت کے نیچے تشریف فرما دیکھا کہ آپ اس کے پتوں کو چن رہے ہیں انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ آپ نے فرمایا، میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہوں۔ عمرو بن نوفل نے آپ کو اُٹھا کر حضرت عبدالمطلب کے پاس پہنچا دیا۔ حضرت عبدالمطلب نے آپ کو اٹھا کر پیار کرتے ہوئے کہا، میری جان تم پر قربان ہو میں تمہارا دادا عبدالمطلب ہوں۔ اس کے بعد حضرت عبدالمطلب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی سواری پر اپنے آگے بٹھایا اور خوش خرم مکہ مکرمہ کی طرف چل دیے، پھر کافی سونا اور بہت سے اونٹ صدقہ میں دیے۔ حضرت حلیمہ سعدیہؓ کو طرح طرح کے انعامات سے نوازا، حضرت حلیمہؓ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت عبدالمطلب اور حضرت آمنہؓ نے الگ الگ اس قدر مال دولت دی کہ اس کی تعریف نہیں کی جاسکتی۔ یہ انعامات لے کر حضرت حلیمہؓ خوشی خوشی اپنے قبیلہ کی جانب لوٹ گئی۔ (سیرت حلبیہ، معارج النبوۃ، مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

والدہ ماجدہ کے ہمراہ سفر مبارک

روایات میں آتا ہے کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر مبارک چھ یا سات سال کی ہوئی تو آپ ؐ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ ؓ حضور ؐ کو لے کر حضرت اُم ایمن ؓ کے ہمراہ اپنے والد اور اپنے رشتہ داروں کو جو کہ مدینہ منورہ میں تھے ملنے کے لیے مدینہ منورہ کی طرف تشریف لے گئیں اور اپنے قبیلہ بنی عدی بن النجاری میں آئیں۔ ایک ماہ تک وہاں پر قیام کیا اس مکان میں جسے دار النابغہ کہتے ہیں اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی قبر مبارک وہاں ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اِس جگہ تیرا کی سیکھتے تھے ایک دن چاہ بنی عدی بن النجار میں مدینہ طیبہ کے لڑکوں کی ایک جماعت کے ساتھ تیر رہے تھے کہ آپ ؐ کے مبارک شانوں کے درمیان مہر نبوت دکھائی دے رہی تھی اچانک یہودیوں کی ایک جماعت کا وہاں سے گزر ہوا ان میں سے ایک شخص نے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرتبے کو جان لیا اور اپنے دوسرے ساتھی کو بتاتے ہوئے کہا کہ یہ لڑکا آخری نبی ہوگا۔ حضرت اُم یمن ؓ نے یہ بات سنی تو فوراً حضرت آمنہ ؓ کو یہ بات بتائی چنانچہ دونوں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لے کر مکہ مکرمہ کی طرف واپس ہوئیں اس واپسی کے سفر کے دوران جب ابواء کے مقام پر پہنچیں تو حضرت آمنہ ؓ تھک گئیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سرہانے بیٹھ گئے حضرت آمنہ ؓ اچانک بے ہوش ہوگئیں جب دوبارہ ہوش میں آئیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف دیکھا اور آنکھیں بند کرلیں اس دنیا سے رخصت

Marfat.com

ہو گئیں اور اسی جگہ مدفون ہوئیں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت آمنہ ؓ کی قبر مبارک مکہ مکرمہ کے مقام حجون میں بلندی کی طرف واقع ہے۔ علماء کرام کا کہنا ہے کہ ہو سکتا ہے ابواء میں مدفون ہونے کے بعد انہیں مکہ مکرمہ منتقل کیا گیا ہو۔

روایات میں اس واقعہ کے حوالے سے آتا ہے کہ جب ہجرت کا سفر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو درپیش ہوا تو جب بنی عدی بنی النجار کے قلعوں کو دیکھا تو اس جگہ کو پہچان لیا اور فرمایا بچوں کے ساتھ ہم ان قلعوں کے کھنڈرات پر چلتے تھے اور اس سفر کے واقعات جس میں آپ ؐ والدہ ماجدہ کے ہمراہ تھے بیان فرمائے۔ عمرۃ القضایا کے سال جب ابواء کے مقام پر پہنچے تو اس جگہ پر قیام فرمایا وہاں چند پتھر اکٹھے کیے پڑے تھے، ارشاد فرمایا یہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی والدہ کی قبر ہے۔ یہ فرما کر آپ ؐ کی مبارک آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

جب ابواء کے مقام پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ ؓ کا انتقال ہو گیا تو دفن سے فراغت کے بعد حضرت اُم ایمن ؓ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لے کر مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئیں اور آپ ؐ کو حضرت عبدالمطلب کے سپرد کر دیا۔ (سیرت ابن ہشام، سیرت دحلانیہ، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

......☆......

Marfat.com

شام کا پہلا سفر مبارک

شام کے اس سفر مبارک کے بارے میں روایات میں آتا ہے کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر مبارک بارہ سال ہوگئی تو حضرت ابوطالب جو کہ آپؐ کے چچا تھے نے قریش کی ایک جماعت کے ساتھ تاجرانہ حیثیت سے شام کی طرف جانے کا ارادہ کیا جب سفر کے لیے تیار ہوئے اور سامانِ سفر باندھا گیا تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس سفر میں ساتھ جانے کی خواہش کا اظہار فرمایا چونکہ حضرت ابوطالب کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساتھ لے جانے کا ارادہ نہیں تھا اس لیے سوچ میں پڑ گئے، مگر جب حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی اونٹنی کی مہار پکڑ کر فرمایا، اے چچا جان! مجھے اس شہر میں کس امید پر چھوڑے جا رہے ہیں تو اس پر حضرت ابوطالب کا دل بھر آیا اور قلب پر رقت طاری ہوگئی اور کہا، خدا کی قسم! ضرور انہیں اپنے ساتھ لے چلوں گا۔ وہ ہرگز مجھ سے جدا نہ ہوگے اور نہ میں ان سے کبھی جدا ہوں گا۔ جب حضرت ابوطالب نے قسم کھائی تو دوسرے عزیز واقارب نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ اس فرزند کو جس سے سورج کی گرمی بھی پرہیز کرتی ہے بارہ سال کی عمر میں اسے کوئی شخص سفر میں کیسے لے جا سکتا ہے۔ اس پر حضرت ابوطالب شش وپنج میں پڑ گئے اور آپؐ کو واپس کر دینا چاہا اچانک دیکھا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک گوشہ میں تنہا بیٹھے رو رہے ہیں، پوچھا، اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! کیا بات ہے کہ تم آنسو بہا رہے ہو؟ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی۔ حضرت ابوطالب کہنے لگے شاید آپؐ اس لیے آنسو

Marfat.com

بہار رہے ہیں کہ ہم سے جدا ہونا پڑ رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا، ہاں۔ یہ سننا تھا کہ حضرت ابو طالب نے کہا، خدا کی قسم! اس کے بعد کبھی بھی آپؐ سے جدائی نہ کروں گا چنانچہ شام کے اس سفر میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہمراہ لے کر چل پڑے حضرت ابو طالب سفر میں ہمیشہ حضورؐ کی دیکھ بھال کرتے اور آپؐ پر اپنی نگاہ رکھتے تھے۔

جب مقام کعربہ میں پہنچے جو کہ بصریٰ اور اس کے درمیان دس کلو میٹر کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے وہاں بحیرا نامی ایک راہب کلیسا میں رہتا تھا جو کہ نصرانیوں کا بہت بڑا عالم تھا اس نے جب سے رہبانیت اختیار کی اسی کلیسا میں اس نے اپنا قیام رکھا اس کلیسا میں ایک کتاب تھی جس کا علم اس راہب کو تھا، بعض کا کہنا ہے کہ وہ کتاب اس کے اسلاف سے ورثے میں چلی آ رہی تھی۔ اس سال قافلہ بحیرا کے پاس اُترا حالانکہ بارہا اس سے قبل بھی اس کے پاس سے ان لوگوں کا گزر ہوتا تھا لیکن وہ ان سے کسی قسم کا تعرض نہ کرتا تھا اور نہ ہی کوئی بات کرتا تھا اب جب قافلے کے لوگوں نے یہاں پر پڑاؤ کیا تو بحیرا نے ان کے لیے بہت سا کھانا تیار کیا، بعض کا کہنا ہے کہ جب بحیرا کلیسا میں تھا اور قافلہ آ رہا تھا تو اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قافلے میں یوں دیکھا کہ آپؐ لوگوں کے درمیان ہیں اور آپؐ پر بادل کا ایک ٹکڑا سایہ فگن ہے اور اصل وجہ اس دعوت کی یہی بات تھی۔ چنانچہ جب قافلہ اس کلیسا کے نزدیک ہی ایک درخت کے سائے میں اترا تو بحیرا نے اس وقت بھی دیکھا کہ بادل کا ٹکڑا درخت پر سایہ کیے ہوئے ہے، درخت کی شاخیں بھی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جھکی ہوئی تھیں اور آپؐ اس کے نیچے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ جب بحیرا نے یہ ساری باتیں ملاحظہ کیں تو وہ کلیسا کی چھت سے اترا اور اس نے کھانے کی تیاری کا حکم دے دیا جب کھانا تیار ہو گیا تو بحیرا راہب نے قافلہ والوں کے پاس ایک آدمی بھیجا کہ سب کو بلا کر لائے جب سب لوگ آ گئے تو اس نے کہا، اے گروہ قریش! میں نے تمہارے لیے کھانا تیار کیا ہے میری خواہش ہے کہ تم سب کے سب آؤ خواہ تم میں کوئی چھوٹا ہو یا بڑا، غلام ہو یا آزاد، قافلے والوں میں سے ایک شخص نے اس سے کہا، آج تو تمہاری حالت ہی کچھ اور ہے ہم تو تمہارے پاس سے بارہا گزرے ہیں تم ایسا سلوک ہمارے ساتھ تو نہیں کرتے تھے

Marfat.com

آج ایسی کون سی غیر معمولی بات ہوگئی؟ بحیرا کہنے لگا، تم نے بالکل سچ کہا ہے جو کچھ تم کہہ رہے ہو میری حالت ویسی ہی تھی لیکن تم لوگ مہمان ہو اور میری یہ خواہش ہے کہ تمہاری عزت کروں اور تمہارے لیے کھانا تیار کروں تاکہ تم سب کھاؤ۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کم عمری کی وجہ سے قافلے والوں کے کجاودوں کے پاس اسی درخت کے نیچے تشریف فرما رہے جب بحیرا نے ان لوگوں کو دیکھا اور وہ صفت جو اس کے خیال میں تھی اور جسے وہ جانتا تھا نہ دیکھی تو پھر کلیسا کی چھت پر چڑھا اور اس بادل کو اسی طرح درخت کے اوپر سایہ فگن دیکھا تو چھت سے نیچے اترا آیا اور کہنے لگا، اے گروہ قریش! میری درخواست یہ تھی کہ تمام لوگ دعوت میں تشریف لائیں میرا خیال ہے کہ بعض لوگ پیچھے رہ گئے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا، اے بزرگ! تیرے پاس آنے سے سوائے ایک لڑکے کے کوئی ایسا شخص نہیں ہے جسے تیرے پاس آنا چاہیے تھا وہ لڑکا عمر میں سب سے چھوٹا ہے اس لیے وہ ہمارے کجاووں کے پاس رہ گیا ہے۔ بحیرا نے کہا، ایسا نہ کرو میری خواہش ہے کہ وہ بھی تشریف لائیں اور اس کھانے میں تمہارے ساتھ شریک ہوں۔

قریش کے ایک شخص نے جوان ہی کے ساتھ، ایک روایت میں آتا ہے کہ وہ حارث بن عبدالمطلب تھے سے کہا، لات وعزیٰ کی قسم! ہمارے لیے ذلت کا باعث ہے کہ ہم سے عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا کھانے سے چھوٹ رہے۔ پھر وہ آپؐ کے پاس آیا اور لے گیا بحیرا دیکھ رہا تھا جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام درخت کے نیچے سے باہر تشریف لائے تو وہ سفید بادل بھی آپؐ کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مجلس میں تشریف لے آئے تو بحیرا راہب تعظیم کے لیے کھڑا ہو گیا اور آپؐ کو بڑی عزت و احترام سے بٹھایا۔ روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ بحیرا نے مہمانوں کو درخت کے سایہ میں بٹھایا ہوا تھا پیچھے سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لا رہے تھے تو بادل سایہ فگن تھا اور جب آپؐ مجلس میں داخل ہوئے تو اس درخت کا سایہ جس میں مہمان بیٹھے ہوئے تھے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف

Marfat.com

جھک گیا۔ بحیرا نے جب یہ دیکھا تو کہنے لگا، دیکھو اس درخت کا سایہ آپ ؐ کی طرف کیسے مائل ہوتا ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آ کر بیٹھ گئے، بحیرا آپ ؐ کو انتہائی غور سے دیکھنے لگا اور جسم پاک کے اُن خاص خاص حصوں کا معائنہ کرنے لگا جن کی صفات آپ ؐ کی شناخت میں اپنے پاس پاتا تھا یہاں تک کہ جب لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو بحیرا اٹھ کر آپ ؐ کے پاس آیا اور کہا، اے لڑکے! میں تجھے لات وعزیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ جو کچھ تجھ سے پوچھوں ٹھیک ٹھیک جواب دے گا۔

بحیرا نے آپ ؐ سے ایسا اس لیے کہا تھا کہ اس نے آپ ؐ کی قوم کو ان دونوں کی قسمیں کھاتے ہوئے سنا تھا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، لات وعزیٰ کی قسم دے کر مجھ سے کوئی بات نہ پوچھ اللہ کی قسم! مجھے ان دونوں سے جتنا بغض ہے اور کسی چیز سے کبھی نہیں رہا۔ بحیرا نے آپ ؐ سے کہا، اللہ کی قسم! آپ ؐ مجھے وہ بتایئے جو میں آپ ؐ سے پوچھتا جاؤں۔ آپ ؐ نے فرمایا، جو تمہیں مناسب معلوم ہو وہ مجھ سے دریافت کرو۔

بحیرا نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متفرق سوالات کیے بعض نیند اور بیدار ہونے کے بارے میں اور بعض دوسرے امور کے بارے میں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے سوالات کے جواب دیتے رہے اور خواب کے جواب میں ارشاد فرمایا، میری آنکھ سو جاتی ہے لیکن میرا دل بیدار رہتا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ذات بابرکات کی علامات وصفات بیان فرماتے جاتے تھے اور بحیرا راہب ان صفات کو جو اس نے کتب سابقہ میں آخری نبی ؐ کی صفات کے ضمن میں پڑھ رکھی تھیں کے موافق پاتا تھا۔ پھر اس نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چشم مبارک کی طرف دیکھ کر حضرت ابو طالب اور بعض مخصوص لوگوں سے جو ساتھ بیٹھے ہوئے تھے پوچھا کہ یہ سُرخی آپ ؐ کی آنکھوں سے زائل ہوتی ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ وہ زائل ہوئی ہو۔ چنانچہ یہ علامت بھی درست نکلی اسے اور زیادہ یقین ہو گیا لیکن دل کی تسلی اور یقین کو تقویت پہنچانے کی غرض سے بحیرا نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے درخواست کی کہ دوش مبارک سے کپڑا اٹھائیں تا کہ وہ مہر نبوت کا مشاہدہ کرے۔ حضور سرور کائنات صلی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شرم وحیا کی وجہ سے دکھانا نہ چاہتے تھے اس پر حضرت ابو طالب نے کہا، اے میرے دونوں آنکھوں کے نور! بحیرا کو مہر نبوت کے دیدار سے محروم نہ رکھو۔ چنانچہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوش مبارک سے کپڑا اٹھایا بحیرا راہب نے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی اور اس پر بوسہ دیا فرط جذبات سے اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔

بحیرا نے چونکہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت ابو طالب کے ساتھ رابطہ اور حضرت ابو طالب کی نگہداشت کو ملاحظہ کیا تھا چنانچہ وہ حضرت ابو طالب کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے پوچھا، اس لڑکے کا تم سے کیا رشتہ ہے؟ انہوں نے کہا، میرا بیٹا ہے۔ بحیرا نے ان سے کہا، یہ تمہارا بیٹا نہیں، اس کے والدین زندہ لوگوں میں نہیں ہونے چاہئیں۔ حضرت ابو طالب نے کہا، میرے بھائی کا بیٹا ہے۔ بحیرا نے ان سے کہا، پھر ان کا باپ کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ان کا انتقال ہو گیا ہوا ہے۔ بحیرا کہنے لگا، تم نے سچ کہا۔ پھر اس نے حضرت ابو طالب سے کہا، یہ لڑکا آخری نبی ہے اس کی شریعت دنیا میں پھیلے گی اس کا روشن دین تمام سابقہ شریعتوں کو منسوخ کر دے گا آپ اسے شام نہ لے جائیں کیونکہ یہودی ان کے دشمن ہیں اگر انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ آخری نبی ہیں تو خطرہ ہے کہ وہ کہیں آپ ؐ کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں آپ بہت جلد ان کو اپنے شہر میں پہنچا دیں۔ حضرت ابو طالب نے یہ سنا تو بہت فکر مند ہوئے سامان تجارت کو بصرہ میں ہی فروخت کیا اور مکہ مکرمہ کو واپس تشریف لے گئے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس مقام سے واپس مکہ مکرمہ بھیج دیا گیا اور خود تجارت کی تکمیل کے لیے شام کی طرف گئے۔ ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ حضرت ابو طالب جب شام کی تجارت سے فارغ ہو گئے تو وہاں سے جلد نکلے اور آپ ؐ کو لے کر مکہ مکرمہ چلے آئے اس سفر کے واقعات میں سے ایک واقعہ یہ بھی روایات میں آتا ہے کہ چند یہودی روم سے اسی جگہ کے ارادہ سے روانہ ہوئے انہوں نے قدیمی کتب کے مطالعے سے یہ بات معلوم کی تھی کہ اس زمانہ میں نبی آخر الزمان اس درخت کے نیچے جو بحیرا کے کلیسا کے نزدیک ہے ٹھہریں گے۔

Marfat.com

چنانچہ وہ روم سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نعوذ باللہ قتل کے ارادے سے آئے یہ تین کاہن تھے جن کے نام ادریس، زریر اور تمام یا شمام تھے۔ جس روز قریش کا قافلہ آیا یہ بھی اسی روز بحیرا کے پاس پہنچے اور انہوں نے بحیرا سے کہا کہ آج کلیسا کے اس درخت کے نیچے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) قریش کے قافلہ کے ساتھ ٹھہریں گے ہم اس لیے آئے ہیں تاکہ ان کو قتل کر دیں اس سلسلے میں ہماری مدد کریں۔ بحیرا نے ان کا یہ ارادہ دیکھا تو ان کو اس کام سے منع کیا اور واضح دلائل کے ساتھ انہیں سمجھایا کہ اگر وہ آخر نبی ہیں جس کی تعریف وصفات تم نے آسمانی کتابوں میں پڑھی ہیں تو وہ شخص جو توریت، زبور اور انجیل پڑھتا ہے ان کو نبی ہونے کے اعتبار سے کیسے نہیں پہچانے گا اور ان کے قتل کا ارادہ کیسے کرسکتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کام کو کرنا چاہے تو کیا سی حص میں یہ طاقت ہے کہ وہ اس کو روک سکے؟ انہوں نے کہا، ہیں۔ اس پر بحیرا نے کہا، تم اس کام سے باز آجاؤ اور واپس لوٹ جاؤ۔ چنانچہ وہ بحیرا کی بات سمجھ گئے اور اس کام کے کرنے سے باز آ گئے۔

جب حضرت ابو طالب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واپس مکہ مکرمہ لے آئے جب بھی کبھی سفر کا ارادہ کرتے اور حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے ساتھ جانا چاہتے تو حضرت ابو طالب بحیرا راہب کی وصیت کی وجہ سے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہود کے تعرض کے خوف سے اپنے ساتھ نہ لے جاتے اور خود بھی جب تک شدید ضرورت لاحق نہ ہوتی بالکل سفر نہ کرتے تھے کیونکہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جدائی ان کے لیے برداشت کرنا ناممکن تھا۔

(سیرت ابن اسحاق، ابن عساکر، مواہب، ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

......☆......

Marfat.com

یمن کا سفر

روایات میں آتا ہے کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر مبارک سترہ سال کی ہوئی تو ایک روایت کے مطابق حضرت زبیر بن عبدالمطلب اور ایک روایت کے مطابق حضرت عباس بن عبدالمطلب نے تجارت کی غرض سے یمن کے سفر کا ارادہ کیا انہوں نے حضرابو طالب سے درخواست کی کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس سفر میں ان کے ساتھ بھیجیں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے ہمیں بہت زیادہ فائدہ پہنچائے حضرت ابوطالب نے اس درخواست کو قبول کرلیا اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے چچا کے ساتھ یمن کے سفر پر تشریف لے گئے۔ اس سفر کے دوران بھی انہوں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بہت سی چیزیں مشاہدہ کیں۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یمن کے کامیاب سفر کے بعد واپس مکہ مکرمہ لوٹ آئے۔

(سیرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، تاریخ اسلام جلد اول)

شام کا تجارتی سفر

جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر مبارک پچیس سال کی ہوئی تو آپ کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ اس ضمن میں روایات میں آتا ہے کہ حضرت خدیجہؓ بنت خویلد ایک شریف اور مالدار تاجر خاتون تھیں اپنا مال دے کر لوگوں کو

Marfat.com

تجارت کے لیے بھیجتیں تجارت میں شرکت بھی کرلیتیں اور شرکاء کے لیے ایک حصہ مقرر کردیتیں خود قریش کے لوگ بھی تجارت کیا کرتے تھے۔ جب حضرت خدیجہ ؓ کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی، شرافت، اعلیٰ اخلاق اور دیانت داری کے واقعات کی خبر ہوئی تو آپ ؐ کو بلوا بھیجا اور درخواست کی کہ میرا مال تجارت لے کر میرے غلام میسرہ کے ساتھ تجارت کے لیے تشریف لے جائیں۔ آپ ؐ کو دوسرے تاجروں سے زیادہ معاوضہ دوں گی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوطالب کے مشورہ سے اس بات کو قبول فرمایا چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا غلام میسرہ اور ایک رشتہ دار خزیمہ بن حکیم کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کے لیے ساتھ کردیا، جناب خزیمہ کو اس سفر کے دوران حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہت زیادہ محبت ہوگئی وہ آپ کو بہت دوست رکھتا تھا اور سفر کے دوران ایک لمحہ کے لیے بھی وہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جدا نہ ہوتا تھا۔ شام کے اس سفر تجارت میں اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہت سی خلاف عادت چیزیں مشاہدہ کیں یہ دیکھ کر اس کی محبت میں اضافہ ہوتا گیا۔

شام کے اس سفر کے واقعات میں ایک واقعہ اس طرح پیش آیا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دو اونٹ راستے میں بہت زیادہ تھک گئے اور سفر کرنے سے عاجز آگئے میسرہ نے اس بات کی اطلاع حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی آپ ؐ نے اپنے دست مبارک اونٹوں کے منہ پر رکھے اور ان کے لیے دعا فرمائی وہ اونٹ اُسی وقت چلنے لگے اور ان کی یہ حالت ہوگئی کہ وہ قافلے سے آگے آگے رہتے تھے۔ خزیمہ اور میسرہ کو یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی اس چیز کو انہوں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سمجھا اور آپس میں ایک دوسرے سے کہتے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی شان بڑی اونچی ہے۔

جب حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بصرہ اور شام کی سرحد پر پہنچے تو بحیرا راہب کے کلیسا کے نزدیک قیام کیا بحیرا کا انتقال ہو چکا تھا اور اس کی جگہ پر نسطورا راہب کلیسا کا قائم مقام راہب تھا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کلیسا کے نزدیک اس درخت

Marfat.com

کے نیچے تشریف فرما ہوئے جو سوکھ چکا تھا آپؐ کے بیٹھنے سے وہ درخت فوری طور پر سر سبز و شاداب ہو گیا اور اس پر پھل لگ گئے اس درخت کے گرداگرد کی زمین پر بھی سبزہ اُگ آیا۔ نسطورا راہب کلیسا کی چھت پر چڑھا یہ منظر دیکھ رہا تھا وہ بھاگتا ہوا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کہنے لگا، میں آپؐ کو لات وعزیٰ کی قسم دیتا ہوں بتایئے آپؐ کا نام کیا ہے؟ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، میری پاس سے دور ہو جاؤ کیونکہ عربوں کی گفتگو میں بھی مجھ پر یہی بات سب سے زیادہ مکروہ اور ناگوار ہے۔

نسطورا کے ہاتھ میں ایک صحیفہ تھا وہ اسے دیکھتا ہے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روئے مبارک کی طرف دیکھتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ قسم ہے اس خدا کی جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل فرمائی یہ وہی ہیں یعنی یہ وہی آخری نبی ہیں جن کی بشارت کتب مقدسہ میں موجود ہے۔ خزیمہ یہ سب باتیں بڑے غور سے سن رہا تھا اس نے سمجھا کہ شاید یہ راہب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کوئی مکر کرنا چاہتا ہے چنانچہ اس نے تلوار کھینچ لی اور قافلے میں موجود لوگوں کو آواز دے کر پکارا قافلے میں موجود قریش جناب خزیمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے پوچھا، اے خزیمہؓ! کیا بات ہے؟ جناب خزیمہؓ نے راہب کی شکایت کی اس پر تمام ساتھی جناب خزیمہؓ کے ساتھ راہب کی طرف لپکے راہب ڈر کر کلیسا میں آ گیا اور اندر سے دروازہ بند کر لیا پھر کلیسا کی چھت پر چڑھا اور پکار کر کہنے لگا، اے قافلے والو! کیوں مجھ سے ڈرتے ہو خدا کی قسم میرے نزدیک کوئی قافلہ تم سے زیادہ پیارا اس جگہ پر نہیں اترا اور میں اس صحیفہ میں اسی طرح لکھا ہوا دیکھتا ہوں کہ جس شخص نے اس درخت کے نیچے قیام کیا ہے اللہ کا رسول اور خاتم الانبیاء ہے جو شخص ان کی فرمانبرداری کرے گا نجات پائے گا اور جو شخص آپؐ سے دشمنی کرے گا وہ ہلاکت میں پڑے گا۔

یہ باتیں کر کے نسطورا راہب نے حضرت خزیمہؓ کو آواز دے کر نزدیک بلایا اور ان سے پوچھا کہ تجھے ان سے کس قسم کی نسبت ہے؟ حضرت خزیمہؓ نے جواب دیا کہ میں

Marfat.com

ان کا خدمت گار ہوں، پھر حضرت خزیمہؓ نے اونٹوں کا عاجز رہ جانا اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک کے چھونے کی برکت سے قوت حاصل کرنا بتایا تو راہب نے کہا اے خزیمہؓ! میں ایک راز تیرے سپرد کرتا ہوں مجھے امید ہے کہ تم اسے پوشیدہ رکھو گے۔ جناب خزیمہؓ نے کہا، مجھے قبول ہے۔ اس پر نسطورا راہب نے کہا، اس صحیفہ میں اس طرح لکھا ہوا ہے کہ یہ شخص تمام شہروں پر قبضہ کرلے گا اور تمام لوگوں پر فتح حاصل کرے گا اور کوئی بھی شخص ان کی بزرگی کی انتہا کو نہیں جانتا۔ اے خزیمہؓ! تمہیں علم ہونا چاہیے کہ ان کے بہت سے دشمن ہیں اور ان کے زیادہ تر دشمن یہودی ہیں۔

جب حضرت خزیمہؓ نے راہب سے یہ باتیں سنیں تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں آئے اور کہا کہ میں چند صفات آپؐ میں دیکھتا ہوں جو دوسروں میں نہیں ہیں مجھے یقین ہے کہ جو پیغمبر تہامہ میں معبوث ہوں گے وہ آپؐ ہی ہیں میں لوگوں کو آپؐ سے عجیب محبت کرتے ہوئے دیکھتا ہوں، میں بھی آپؐ کے دوست کو دوست رکھتا ہوں اور آپؐ کے دشمن کو دشمن خیال کرتا ہوں میں آپؐ کی تصدیق کرتا ہوں اور آپؐ کے دشمن کو دشمن خیال کرتا ہوں میں آپؐ کی تصدیق کرتا ہوں اور آپؐ کا مددگار ہوں جب آپؐ کا معاملہ ظاہر ہوگا تو آپؐ کی خدمت اقدس میں ضرور حاضری دوں گا۔ روایات میں آتا ہے کہ فتح مکہ کے بعد حضرت خزیمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔

اسی طرح نسطورا راہب نے میسرہ غلام کو بھی بلایا اور اس سے بھی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض نشانیاں پوچھیں اور ایک ایک سوال کا اس سے جواب سنا۔ میسرہ نے راہب کو بہت سی باتیں بتائیں جو اس سفر کے دوران اس نے ملاحظہ کی تھیں مثلاً پرندوں کا آپؐ کے سر مبارک پر سایہ کرنا اور آپؐ کے دست مبارک کی برکت سے کھانے میں برکت ہونا۔ یہ سن کر نسطورا راہب نے کہا، میں بڑی مدت سے ان کے انتظار میں یہاں پر وقت گزار رہا ہوں اب اے میسرہ! تجھے وصیت کرتا ہوں کہ ان سے جدا نہ ہونا اور اس سفر میں ان کے ساتھ رہنا اور شام مت جانا کیونکہ وہاں پر ان کے دشمن بہت زیادہ ہیں میں قسم

Marfat.com

کھا کر کہتا ہوں کہ یہ نبی آخر الزمان ہیں کاش کہ میں ان کے زمانہ بعثت کے وقت زندہ رہوں اوران کی اطاعت کروں۔اسی سفر کے دوران ایک مرتبہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک یہودی سے معاملہ کرنے لگے اس معاملہ میں بحث شروع ہوگئی یہودی کہنے لگا، تجھے لات وعزیٰ کی قسم دیتا ہوں تا کہ تیری سچائی کا علم ہوجائے۔حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میں ہرگز لات وعزیٰ کی قسم نہیں کھاؤں گا کیونکہ میں ان سے زیادہ کسی اور کو دشمن نہیں سمجھتا جب میں ان کے پاس سے گزرتا ہوں تو اپنی آنکھیں بند کرلیتا ہوں۔یہودی نے کہا تمہاری بات ٹھیک ہی ہے۔اس کے بعد یہودی نے میسرہ سے علیحدگی میں کہا، اے میسرہ! خدا کی قسم! تمہارے ساتھ آخری نبی ہے۔الغرض یہ کہ میسرہ اور جناب خزیمہؓ نے اسی کام میں مصلحت دیکھی کہ سامانِ تجارت کو بصرہ میں فروخت کردیں اور شام کی طرف روانگی کو موقوف کردیں چنانچہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا مال تجارت بصرہ میں فروخت کیا اور دوسروں سے دگنا منافع حاصل ہوا۔قافلے والوں کو بھی آپؐ کی برکت سے خاصا فائدہ ہوا پھر مکہ مکرمہ کی طرف واپسی کا سفر شروع ہوگیا میسرہ آپؐ کے ساتھ ہی تھا۔روایات میں آتا ہے کہ جب دوپہر کا وقت ہوتا اور گرمی سخت ہوجاتی تو میسرہ دیکھا کرتا کہ دھوپ سے بچاؤ کے لیے دو فرشتے آپؐ پر سایہ کیے رہتے تھے اور آپ اُونٹ پر بیٹھے چلے جاتے۔جب آپؐ کی سواری مکہ مکرمہ میں داخل ہوئی تو دوپہر کا وقت تھا اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی سہیلیوں کے ساتھ اپنے گھر کے بالاخانہ میں بیٹھی ہوئی تھیں انہوں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر مبارک پر دو فرشتے سایہ فگن ہیں۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تجارت کے اس سفر میں بہت زیادہ منافع کما کر واپس ہوئے اور جو مال وہاں سے خرید کر لائے اس کو حضرت خدیجہؓ نے فروخت کیا تو اس سے دُگنا یا اس کے قریب ہوگیا۔اس کامیاب سفر سے حضرت خدیجہؓ بھی بہت خوش اور متاثر ہوئیں۔(سیرت ابن ہشام، زرقانی، ابن عساکر، ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم، تاریخ طبری)

......☆......

Marfat.com

طائف کا تبلیغی سفر

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام دعوتِ اسلام کی خاطر مکہ مکرمہ سے باہر تشریف لائے اور طائف کی طرف متوجہ ہوئے سب سے پہلے قبیلہ بنی بکر بن وائل تشریف لے گئے اور وہاں پہنچ کر ان کو اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے قبول نہ کیا اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے قبیلے میں رہنے کے لیے جگہ نہ دی چنانچہ آپؐ وہاں سے بنی قحطان کے قبائل میں سے ایک قبیلہ کے پاس تشریف لے گئے اس سفر میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ تھے۔ جب بنی قحطان کے ایک قبیلہ میں پہنچے تو ابتداء میں انہوں نے مہمان نوازی کی لیکن پھر اس پر پشیمان ہوئے۔ وہاں سے آپؐ نے قبیلہ ثقیف کی طرف رُخ کیا جو طائف کا ایک قبیلہ تھا ان کو اسلام کی دعوت دی قبیلہ کے اکابر واشراف میں سے ہر ایک شخص کے پاس گئے اور اسے اسلام کی دعوت دی لیکن کسی نے بھی قبول نہ کیا اپنی قوم کے بچوں اور غلاموں کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے لگا دیا تا کہ وہ آپؐ کو تکلیف پہنچائیں وہ شور وغوغا کرتے اور گالیاں دیتے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلتے اور پتھر مارتے تھے یہاں تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پائے اقدس لہولہان ہو گئے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ جب وہ بدبخت پتھروں کو پائے اقدس پر مارتے تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام زمین پر آرہتے اور بیٹھ کر دستِ مبارک سے اپنے پائے مبارک کو تھام لیتے پھر کھڑے ہوتے اور جب چلتے تو پھر وہ پتھر مارتے اور ہنستے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود کو حضور

Marfat.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ڈھال بنائے ہوئے تھے یہاں تک کہ ان کا بھی سر پھٹ گیا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ طائف میں قبیلہ بنی ثقیف کے روساء میں سے تین بھائی تھے مسعود بن عمر بن عمیر، عبدیالیل بن عمر بن عمیر اور حبیب بن عمر بن عمیر۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے ملاقات کی اور ان کو اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے آپ ؐ کا بہت مذاق اڑایا ایک بھائی نے آپ ؐ سے کہا کہ اگر تم پیغمبر ہو تو میں نے خانہ کعبہ کو چُرایا ہو۔ دوسرے بھائی نے کہا، رب تعالیٰ کو تیرے سے بہتر آدمی نہیں ملا جسے پیغمبری کے لیے بھیجتا جو تم کو منتخب کر لیا ہے۔ تیسرا بھائی کہنے لگا، میں آپ ؐ سے بات نہیں کرتا کیونکہ اگر آپ ؐ اللہ کے رسول ہیں تو آپ ؐ کی شان و مرتبہ اس سے کہیں زیادہ بلند ہے کہ میں آپ ؐ سے بات کروں اور اگر آپ ؐ اللہ کے رسول نہیں ہیں تو تم سے کس لیے بات کی جائے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اگر تم میری رسالت کو قبول نہیں کرتے تو کم از کم اس بات کو ہی پوشیدہ رکھ لو، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بات سے غرض سے یہ تھی کہ قریش اس واقعہ کی صورت حال کو سن کر کہیں بے ادبی وار ایذا رسانی میں زیادہ دلیر نہ ہو جائیں مگر ان بدقسمتوں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بات کو بھی کوئی اہمیت نہ دی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہاں سے انتہائی پریشان اور رنجیدہ خاطر ہو کر نکلے ان لوگوں نے بچوں اور غلاموں کو آپ ؐ کے پیچھے لگا دیا جو آپ ؐ کو گالیاں دیتے اور آپ ؐ کے پیچھے پتھر پھینکتے تھے اور کہتے تھے، اے جادوگر! اے مجنوں! تو ہمارے سیدھے سادہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ کیا غزوۂ احد کے دن سے زیادہ سخت دن آپ ؐ پر کوئی اور بھی آیا ہے؟ آپ ؐ نے ارشاد فرمایا، بلاشبہ تمہاری قوم کی طرف سے مجھ پر سخت سے سخت مصائب ڈھائے گئے لیکن ان کی جانب سے جتنا دکھ روزِ عقبہ (سفر طائف کے وقت) پہنچا ہے جس وقت میں عبدیالیل کے سامنے آیا اور اپنا مقام و مرتبہ ظاہر کر کے اُس اسلام کی دعوت دی تو اس نے اس دعوت کو قبول نہ کیا میں وہاں سے بہت

Marfat.com

افسردہ اور رنجیدہ ہو کر چل دیا میں نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا تو بادل کا ایک ٹکڑا مجھ پر سایہ کیے ہوئے ہے پھر میں نے غور سے دیکھا تو اس میں حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں انہوں نے مجھے مخاطب کر کے کہا، اللہ تعالیٰ نے تمہاری قوم کی حرکتیں اور باتیں ملاحظہ فرمائی ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ ؐ کی خدمت میں پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا ہے اور اسے آپ ؐ کا تابع فرمان کر دیا ہے کہ جو چاہیں آپ ؐ اُسے حکم فرمائیں۔ اس کے بعد پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے مخاطب کیا اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ؐ کی قوم کی باتیں سنی ہیں میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں دنیا جہان کے پہاڑ میرے قبضہ و اختیار میں ہیں اور مجھے آپ ؐ کی خدمت میں اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے تاکہ آپ ؐ جو چاہیں مجھے حکم فرمائیں اگر آپ ؐ حکم فرمائیں تو میں ان پر (پہاڑوں کو) اٹھا کر انہیں کچل کر ہلاک کر دوں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ انہیں نیست و نابود کیا جائے کیونکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو اللہ کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں گے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بنی ثقیف کی ایذا رسانی سے بچنے کے لیے طائف سے نکلتے ہوئے راستہ کے کنارے پر ایک باغ میں پہنچے یہ باغ عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کا تھا جس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باغ میں داخل ہوئے عتبہ اور شیبہ ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کر وہ سارا منظر دیکھ رہے تھے جو اہل ثقیف آپ ؐ کے ساتھ سلوک کر رہے تھے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام انگور کے درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے پیشانی مبارک پر پریشانی کے آثار نمایاں نظر آ رہے تھے پتھروں کے لگنے کی وجہ سے آپ ؐ کی مبارک پنڈلیاں بھی خون آلود ہو گئی تھیں غمگین دل کے ساتھ دست مبارک دُعا کے لیے اٹھائے، فرمایا:

''یا اللہ! میں تجھ سے اپنی قوت کی کمزوری اپنے حیلہ کی کمی اور مخلوق کی طرف سے اپنی رسوائی کی شکایت کرتا ہوں تو ہی ارحم الراحمین ہے اور تو ہی کمزوروں اور ناتوانوں کا پروردگار ہے تو نے مجھے ایسے دور دراز کے دشمنوں کے سپرد کر دیا ہے جو میری صورت دیکھتے ہی غضب میں آ جاتے ہیں، ایسوں کے لیے تو نے مجھے مالک بنایا ہے اگر یہ تیرا غضب

Marfat.com

میرے لیے نہیں ہے تو مجھے کوئی فکر واندیشہ نہیں کیونکہ تیری پناہ بہت وسیع ہے میں تیرے اس وجہ کریم کے نور کی پناہ چاہتا ہوں جو تاریکیوں کو چھانٹتا ہے اور دنیا و آخرت کے کاموں کو ٹھیک فرماتا ہے اس بات سے کہ تیرا غضب مجھ پر ہو اور تجھے حق ہے کہ اپنی رضا و خوشنودی کے لیے سختی و عتاب فرمائے تیرے سوا کسی کی قوت و طاقت نہیں ہے۔"

عتبہ اور شیبہ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہوتے ہوئے جو کچھ دیکھا تھا ان کو اچھا نہ لگا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلا کی بے کسی و تنہائی کو دیکھتے ہوئے ان کی رگِ رحم حرکت میں آئی ان کا ایک نصرانی غلام تھا جس کا نام عداس تھا انہوں نے عداس کے ہاتھ چند انگور کے خوشے ایک پلیٹ میں رکھ کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بھیجے غلام نے اپنے آقا کے کہنے پر انگور کے خوشے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں پیش کیے اور خود سامنے کھڑا ہو گیا۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر ان انگوروں کی طرف دستِ اقدس بڑھایا، عداس نے حیرت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نورانی چہرہ اطہر اور پیشانی مبارک کی طرف دیکھا اور کہا یہ ایسا کلام ہے جو میں نے اس ملک میں کسی سے نہیں سنا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے دریافت فرمایا تو کون ہے اور کہاں کا رہنے والا ہے اور کس دین پر ہے؟ عداس نے کہا، میں نصرانی ہوں اور نینوا کا رہنے والا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، تم مرد صالح حضرت یونسؑ بن متی کی بستی کے رہنے والے ہو۔ عداس نے پوچھا، آپؐ حضرت یونس علیہ السلام کو کیسے جانتے ہیں؟ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، وہ میرا بھائی ہے، وہ اللہ کا نبی ہے اور میں بھی اللہ کا نبی ہوں۔ عداس نے پوچھا، آپؐ کا اسم مبارک کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا، میرا نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہے۔ عداس نے کہا، مدت ہوئی میں نے آپؐ کی صفت تورات میں پڑھی ہے اور آپؐ کی رسالت کی تعریف تورات میں پڑھی ہے مجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو مکہ مکرمہ میں مبعوث فرمائے گا وہ آپؐ کی فرمانبرداری نہیں کریں گے اور آپؐ کو وہاں سے نکال دیں گے آخر کار اللہ تعالیٰ آپؐ کو فتح سے سرفراز فرمائے گا یہاں تک کہ آپؐ واپس مکہ مکرمہ جائیں گے آپؐ کا دین تمام

Marfat.com

دنیا کے خطوں میں پھیل جائے گا آپؐ مجھے اپنا دین سکھائیں کیونکہ میں کئی سال سے آپؐ کی بعثت کے زمانہ کا انتظار کر رہا ہوں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عداس پر اسلام پیش کیا عداس نے صدق دل سے اسے قبول کیا اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک اور پائے اقدس کو چوم کر آنکھوں سے لگایا۔

ربیعہ کے بیٹے عتبہ اور شیبہ یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے اور آپس میں کہنے لگے غلام کا کام ہاتھ سے نکل گیا۔ جب عداس واپس ہوا تو انہوں نے اس سے پوچھا اے عداس! تجھے کیا ہو گیا تھا تو نے کیا دیکھا اور اس شخص سے کیا سنا کہ تو نے اس کے ہاتھ پاؤں چومے۔ عداس نے کہا، انہوں نے مجھے ایسی بات بتائی جو نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ عتبہ اور شیبہ نے کہا، اے عداس! تجھ پر افسوس ہے تجھے اس شخص نے دھوکہ دیا ہے اور تیرے دین کر خراب کر دیا۔ عداس کہنے لگا، ایسا مت کہو، تمہارے روئے زمین پر ان سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے۔ اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام آگے کی طرف روانہ ہوئے اور بطن نخلہ میں قیام فرمایا جو کہ مکہ مکرمہ سے ایک رات کی مسافت پر ہے۔ اسی مقام پر نصیبین کے جنات کی ایک جماعت حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور ایمان کی سعادت حاصل کی۔

روایات میں آتا ہے کہ جب حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بطن نخلہ میں قیام فرمایا تو اس وقت بھی آپؐ کا قلب مبارک کفار کی زیادتیوں اور ایذا رسانی کے سبب انتہائی رنجیدہ اور پُر ملال تھا۔ سورج غروب ہونے والا تھا کہ اچانک سات اور ایک روایت کے مطابق نو جن خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ یہ جن نصیبین کے رہنے والے تھے ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ یہ جن نینویٰ کے رہنے والے تھے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت شب میں نماز کے لیے کھڑے ہوئے تھے اور نماز میں قیام کی حالت میں قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے تھے۔ جنوں نے قرآن پاک کی تلاوت سنی اور وہاں ٹھہر گئے، نماز کے پورا ہونے اور تلاوت قرآن کریم کے سننے سے فراغت کے بعد انہوں نے خود کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ظاہر

Marfat.com

کر دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنات کو اسلام کی دعوت دی انہوں نے بلا توقف اسلام قبول کیا۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا، جب اپنے علاقے میں واپس پہنچو تو اپنی قوم کو دین کی دعوت دو اور میرا پیغام ان کو پہنچا دو، انہوں نے قبول کر لیا۔ جنات اپنی قوم میں پہنچے اور دوسرے جنات کے سامنے انہوں نے کلام پاک اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابت بیان کیا جنات کی جماعت بلا دیکھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں گرفتار ہوگئی۔ روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ جب جنات چوری چھپے باتیں سننے سے روک دیئے گئے اور آسمان کی طرف جانے سے ممانعت ہوگئی تو وہ آپس میں کہنے لگے کہ کوئی بات ضرور ہوگئی ہے کہ جو ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان پردہ بن گئی ہے لہٰذا تمام دنیا میں مشرق سے مغرب تک معلوم کرنا چاہیے کہ اصل بات کیا ہے۔ ان میں سے کچھ جن بطن نخلہ میں پہنچے اور ان کی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اتفاقاً ملاقات ہوگئی اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تہجد کی نماز اور ایک روایت کے مطابق فجر کی نماز ادا فرما رہے تھے جب جنات کی جماعت نے قرآن پاک کی تلاوت سنی تو کہنے لگے، خدا کی قسم! ہمارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان یہی حائل ہے۔ چنانچہ اس کے بعد وہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔

اسی واقعہ کو آگے بڑھاتے ہوئے روایات میں آتا ہے کہ بطن نخلہ کی اس رات کے تین ماہ بعد جنات کی ایک جماعت مکہ مکرمہ کے نزدیک مقبرہ حجون میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جنات کے آنے کی خبر دی۔ ایک اور روایت میں اس طرح آتا ہے کہ حرم مکہ کے درختوں میں سے ایک درخت حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں چل کر حاضر ہوا اور کلام کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! جنات کی ایک جماعت مقبرہ حجون میں ٹھہری ہوئی ہے اور آپؐ سے ملاقات کی خواہش مند ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے استقبال کے لیے مکہ مکرمہ سے باہر تشریف لائے

Marfat.com

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ہمراہ لیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم حجون کی کھائی میں اترے تو حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی انگشت مبارک سے زمین پر ایک دائرہ کھینچا اور مجھے فرمایا کہ اس دائرے میں آجاؤ اس دائرے سے قدم باہر نہ نکالنا تاکہ کوئی گزند تمہیں نہ پہنچے۔ پھر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز میں مصروف ہوئے اور نماز میں سورۂ طٰہٰ کی تلاوت شروع کی اردگرد سے جنات نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف رُخ کیا اور آپ ؐ کی مجلس میں حاضر ہوگئے۔ ایک روایت کے مطابق بارہ ہزار اور ایک روایت کے مطابق چھ ہزار جنات آپ ؐ کی خدمت اقدس میں موجود تھے نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپؐ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تمام نے ایمان کی دولت حاصل کی۔

روایات میں آتا ہے کہ جنات نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے دعویٰ نبوت کی سچائی پر گواہی طلب کی اس پر حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معجزہ دکھاتے ہوئے وہاں پر موجود ایک درخت کو فرمایا، اے درخت! اللہ تعالیٰ کے حکم سے سامنے آ۔ وہ درخت اُسی وقت اپنی جگہ سے ہلا، اپنی شاخوں کو زمین پر گھسیٹتا ہوا پتھروں پر چلتا ہوا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا۔ آپؐ نے اس سے پوچھا، اے درخت! تو کس چیز پر گواہی دیتا ہے درخت نے کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ ہیں۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے درخت سے فرمایا کہ اپنی جگہ پر واپس چلا جا چنانچہ وہ درخت اسی طرح واپس چلا گیا جس طرح کہ آیا تھا۔

طائف کے سفر کے حوالے سے جنات کے اسلام قبول کرنے کے واقعہ کا تسلسل برقرار رکھتے ہوئے روایات میں آتا ہے کہ اس موقع پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارہ اشراف جنات کو دینِ اسلام کی تبلیغ کے لیے منتخب فرمایا اور ان کو شریعتِ مطہرہ کے اہم مسائل سکھائے پھر ان کو حکم فرمایا کہ دوسروں کو بھی سکھائیں۔ اس کے بعد جنات اپنے اپنے علاقوں کو واپس چلے گئے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اس رات میں نے چند اشخاص کو گدھوں کی مانند دیکھا وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آئے

Marfat.com

میں ان کی زوردار آوازیں سنتا تھا مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں کوئی ضرر نہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان سے پہنچے کیونکہ انہوں نے اس قدر ہجوم کر رکھا تھا کہ میرے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان پردے حائل ہو گئے تھے مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز بھی صاف سنائی نہیں دیتی تھی پھر بعد میں جیسے بادل کے ٹکڑے چھٹتے ہیں وہ آہستہ آہستہ واپس ہونے لگے اور پردے دور ہو گئے اور سب چلے گئے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے کیا دیکھا؟ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں نے سیاہ مردوں کو دیکھا جنہوں نے سفید کپڑے لپیٹے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا وہ نصیبین کے جن تھے انہوں نے مجھ سے درخواست کی کہ میں خود ان کے لیے اور ان کی سواری کے لیے خوارک مقرر کروں، ان کی خوراک وہ ہڈی ہوگی جو ہم کھانے کے بعد پھینک دیتے ہیں اور ان کی سواری کی خوراک ہمارے چوپایوں کی لید ہوگی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہڈی اور لید ان کو کیسے سیر کرے گی؟ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، کہ ہم جس ہڈی کو بھی پھینکیں گے اللہ تعالیٰ اس پر اتنا ہی گوشت جتنا ہم نے کھایا ہے پھر پیدا فرمادے گا اور ہر لید سے اس قدر دانہ بنا دے گا جس قدر دانہ کھا کر لید بنی ہے اور یہ ان کی سواروں کے لیے ہوگا۔

سفر طائف کے ضمن میں روایات میں آتا ہے کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بطن نخلہ میں چند دن تک قیام فرمایا اور پھر مکہ مکرمہ لوٹنے کا ارادہ فرمایا تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کی خبر مکہ مکرمہ میں موجود مسلمانوں کو ہوئی انہوں نے آپؐ کے پاس پیغام بھیجا کہ ابھی تھوڑا سا توقف فرمائیں کیونکہ قریش کے لوگ طائف کے باشندوں کے آپؐ کے ساتھ سلوک سے واقف ہو چکے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بھی آپؐ کو ایذا پہنچائیں، میرے اس پیغام کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حرا پہاڑ پر تشریف لائے اور ایک شخص کو سہل بن عمرو اور اخنس بن شریق کے پاس بھیجا تا کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امان و پناہ میں لے لیں تا کہ آپؐ مکہ مکرمہ میں تشریف لے

Marfat.com

آئیں مگر کسی نے اس بات پر توجہ نہ دی۔ اس کے بعد حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مطعم بن عدی کے پاس پیغام بھیجا کہ کیا ایسا ممکن ہے کہ میں تمہاری حمایت میں اپنے گھر میں آؤں اور خانہ کعبہ کا طواف کر سکوں۔ مطعم بن عدی نے قبول کیا اور اپنی امان و پناہ میں لینے کا وعدہ کیا اس کے بعد مطعم بن عدی اونٹ پر سوار ہوئے اور مکہ مکرمہ میں ہر طرف آوازہ بلند کر کے کہا، اے قوم قریش! سن لو اور جان لو کہ محمد بن عبداللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میری پناہ میں ہیں ہر نیک و بد کو چاہیے کہ ان کے ساتھ بُرائی سے پیش نہ آئے۔ ابو جہل نے یہ سنا تو پکار کر کہا، اے مطعم! تو نے ان کو اپنی پناہ میں لیا ہے یا ان کا دین قبول کر لیا ہے؟ مطعم نے کہا، میں نے ان کو اپنی پناہ میں لیا ہے۔ اس پر ابو جہل لعین نے کہا جو تیری پناہ میں ہے وہ ہماری پناہ میں ہے ہمارے اختیار کی باگ ڈور تمہارے ہاتھ میں ہے۔

اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے مسجد حرام میں تشریف لائے حجر اسود کو بوسہ دیا خانہ کعبہ کا طواف کیا اور دو رکعت نماز ادا فرمائی پھر اپنی خاص مجلس پاک میں تشریف لائے مطعم اور اس کے ساتھی حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے تھے۔ آپ ؐ مختلف قبائل کے پاس تشریف لے جاتے اور ان کو اسلام کی دعوت دیتے تھے جب بھی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی کو اسلام کی دعوت دیتے تو کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ ابولہب لعین آتا اور اس کو دین اسلام کے قبول کرنے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصیحت سننے سے منع کرتا اور کہتا کہ اس شخص کی بات نہ سنو، یہ جھوٹا ہے، یہ تمہیں اپنے آباؤ اجداد کے دین سے پھیرتا ہے اور نیا دین پیش کرتا ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ طائف کے سفر سے واپسی کے بعد جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ مکرمہ میں آئے تو دوسرے دن مطعم کے پاس گئے اور حمایت ترک کرنے کی درخواست کی۔ مطعم نے اس کی وجہ دریافت کی۔ آپ ؐ نے فرمایا، میں ایک دن سے زیادہ مشرک کی پناہ میں نہیں رہنا چاہتا، اس پر مطعم آپ ؐ کی حمایت سے دستبردار ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی پناہ میں محفوظ رکھا۔

(سیرت ابن ہشام، مواہب لدنیہ، مدارج النبوۃ جلد دوم، تاریخ طبری تاریخ اسلام)

Marfat.com

معراج کا سفر مبارک

معراج پاک کا سفر مبارک بھی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شب کے مختصر حصہ میں براق پر سوار ہو کر مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک تشریف لے جانا اور پھر وہاں پر تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا استقبال کی خاطر جمع ہونا اور پھر نماز میں ان کی امامت کرنا پھر بیت المقدس سے آسمانوں کی سیر کے لیے تشریف لے جانا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ہر آسمان کے دروازوں کا کھلنا اور وہاں پر رہنے والے فرشتوں کا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام پیش کرنا حتیٰ کہ ساتوں آسمانوں کو عبور فرما کر سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچنا پھر یہاں سے اس مقام میں پہنچنا جہاں قلموں کے چلنے کی سرسراہٹ سنائی دے رہی تھی اس کے بعد مقام قربِ خاص تک جانا اور اس مقام تک پہنچ جانا جہاں انوار واسرار وقلب وحب کے سوا کچھ نہ تھا اس مقام پر جلوہ افروز ہو کر دو کمانوں کی قدر یا اس سے بھی زیادہ قریب قربِ خاص واعلیٰ میں فائز ہونا اور وہاں پر ذاتِ باری تعالیٰ کا بلا حجاب کلام سننا اور پھر بڑے بڑے عجائبات کا ملاحظہ فرمانا اور انعام کے طور پر اُمت کے لیے پانچ نمازوں کا فرض ہونا اور باقی ماندہ شب کے حصہ میں مکہ مکرمہ میں واپس آنا یہ سب کچھ اس سفر مبارک کے واقعات میں شامل ہے۔

سفر معراج کے بارے میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے (براق پر) سوار کر کے لے کر چلے یہاں تک کہ آسمانِ دنیا تک پہنچے۔ جبرائیل علیہ السلام نے اس کا دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا،

Marfat.com

جبرائیل۔ کہا گیا، اور تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا، محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ پوچھا گیا وہ بلائے گئے ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا، ہاں۔ کہا گیا، انہیں خوش آمدید ہو، ان کا آنا مبارک ہو۔ پھر دروازہ کھول دیا گیا جب میں وہاں پہنچا تو وہاں آدم علیہ السلام موجود تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کے باپ آدم (علیہ السلام) ہیں انہیں سلام کیجئے لہٰذا میں نے سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا صالح بیٹے اور صالح نبی کو خوش آمدید ہو۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام جب مجھے دوسرے آسمان پر لے کر گئے تو میں نے اس میں دیکھا کہ دونوں خالہ زاد بھائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام موجود ہیں تیسرے آسمان پر میں نے دیکھا کہ ایک ایسا خوبصورت شخص ہے جس کی شکل چودھویں رات کے چاند کی مانند ہے میں نے کہا، اے جبرائیل علیہ السلام! یہ کون ہے؟ اُنہوں نے کہا، یہ آپؐ کے بھائی حضرت یوسف بن یعقوب علیہ السلام ہیں۔

پھر جب وہ مجھے چوتھے آسمان پر لے کر گئے تو میں نے ایک شخص کو دیکھا اور جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہے؟ اُنہوں نے کہا، یہ ادریس علیہ السلام ہیں، پھر مجھے پانچویں آسمان پر لے گئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ ادھیڑ عمر کا ایک شخص سفید سر، سفید بڑی داڑھی، میں نے ادھیڑ عمر کے کسی شخص کو اس سے زیادہ حسین نہیں دیکھا، میں نے کہا، جبرائیل علیہ السلام! یہ کون ہے؟ اُنہوں نے کہا، یہ اپنی قوم کے محبوب حضرت ہارون علیہ السلام ہیں۔ پھر مجھے چھٹے آسمان کی طرف لے گئے تو اس میں دیکھا کہ ایک گندمی شخص اونچا قد ہے میں نے کہا، جبرائیل علیہ السلام یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا، یہ آپ کے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں پھر مجھے ساتویں آسمان پر لے گئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک میانہ عمر کے شخص بیت المعمور کے دروازے کے قریب کرسی پر تشریف رکھے ہوئے ہیں اس (دروازے) میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو قیامت کے روز تک پھر اس میں سے واپس نہیں آتے، میں نے کہا جبرائیل علیہ السلام! یہ کون ہے؟ اُنہوں نے کہا، یہ

Marfat.com

آپ کے والد (یعنی جد امجد) حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں پھر (اس کے بعد) وہ مجھے لے کر جنت میں داخل ہوئے۔

کہتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہمراہ لے کر ہر آسمان پر جاتے اور اندر آنے کی اجازت طلب کرتے تو پوچھا جاتا، اے جبرائیل علیہ السلام! یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام فرماتے، محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اندر سے آواز آتی کیا بلوائے گئے ہیں؟ یہ جواب دیتے ہاں۔ اس پر آواز آتی اللہ تعالیٰ اس بھائی اور دوست کو زندہ رکھے۔ حتیٰ کہ حضرت جبرائیل علیہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لے کر ساتویں آسمان پر پہنچے اس کے بعد آپ ؐ کو اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچایا گیا اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر روزانہ پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔

اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ پھر میں واپس آیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب سے گزرا انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ ؐ پر کتنی نمازیں فرض کی گئیں؟ میں نے کہا، روزانہ پچاس نمازیں۔ اُنہوں نے کہا، نماز بڑی ثقیل چیز ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت کمزور ہے اس لیے آپ ؐ اپنے رب تعالیٰ کے پاس لوٹ کر جائیے اور درخواست فرمائیے کہ آپ پر سے اور آپ کی اُمت پر سے بوجھ کم کر دے۔ چنانچہ میں واپس گیا اور اپنے رب تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھ پر سے اور میری اُمت پر سے بوجھ کم کر دیا جائے پس دس نمازیں کم کر دی گئیں پھر میں لوٹا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب سے گزرا اُنہوں نے مجھ سے پھر ویسا ہی کہا، میں پھر لوٹ گیا اور درخواست کی تو دس اور کم کر دیں پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب لوٹا تو وہ اسی طرح مجھ سے کہتے رہے کہ آپ ؐ لوٹ جائیے اور رب تعالیٰ سے درخواست کیجئے۔ حتیٰ کہ یہ تعداد روزانہ پانچ نمازوں تک پہنچ گئی پھر میں لوٹا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک سے گزرا انہوں نے پھر مجھ سے ویسا ہی کہا تو میں نے کہا، میں اپنے رب تعالیٰ کے پاس بار بار گیا اور درخواست کی یہاں تک کہ مجھے اب شرم آنے لگی ہے چنانچہ اب تو میں ایسا نہیں کروں گا۔ پس ان نمازوں کو تم میں سے جو شخص ایمانداری سے ثواب کی نیت سے ادا کرے گا (اللہ

Marfat.com

تعالیٰ) اُسے پچاس نمازوں کا اجر عطا فرمائے گا۔

نمازوں کی تخفیف کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے پچاس وقت کی نماز فرض کی اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے اور اُن کے کہنے کے مطابق واپس گئے دس نمازیں کم ہو گئیں دوسری مرتبہ گئے اور کم ہو گئیں اسی طرح جاتے رہے اور نمازوں میں کمی ہوتی رہی یہاں تک کہ پانچ وقتوں کی ایک دن میں پانچ نمازیں مقرر ہو گئیں پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اصرار فرماتے رہے کہ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ پھر واپس جائیے اور مزید تخفیف طلب فرمایئے کیونکہ میں آپؐ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں ان پانچ اوقات میں بھی سستی کریں گے۔ اس پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، میں اتنی مرتبہ گیا ہوں اور اس قدر تخفیف طلب کی ہے کہ اب مجھے شرم محسوس ہوتی ہے میں اس تعداد پر راضی ہوں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جب میں اس مقام سے آگے بڑھ گیا تو آواز آئی، میں نے بندوں پر اپنا فرض نافذ کر دیا اور ان سے بوجھ اُٹھا لیا یہ پانچ نمازیں آپؐ پر اور آپؐ کی اُمت پر فرض کیں، ہر نماز کو دس گنا قبول کیا۔ حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب مجھ پر نماز فرض کی تو مجھے خطاب کرتے ہوئے فرمایا، اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! میں نے آپؐ کی اُمت کی نماز قیام، قرأت، رکوع، سجود اور قعدہ پر مشتمل بنائی ہے تاکہ آپؐ اور آپؐ کی اُمت کی عبادت عرش سے تحت الثریٰ تک کے تمام فرشتوں کی عبادت جیسی ہو۔ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اُمت کو قیام سے ثواب قائمین، رکوع سے ثواب راکعین، سجود سے ثواب ساجدین، تہلیل سے تہلیل کرنے والوں کا ثواب ملتا رہے ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ درجات عنایت فرماؤں گا۔ (بخاری شریف، معارج النبوۃ، مکاشفۃ القلوب)

......☆......

Marfat.com

معراج شریف سے واپسی کا سفر

جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معراج شریف کی رات جنت و دوزخ کے عجائب و غرائب کا مشاہدہ فرمالیا تو ارشاد فرمایا، اے جبرائیل علیہ السلام! مجھے اجازت دیجئے تا کہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں واپس جاؤں۔ اُنہوں نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہاں۔ مطلب یہ تھا کہ ضرور تشریف لے جائیں۔ چنانچہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میں دوبارہ حاضری کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو مجھے خطاب فرمایا، اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! جنت کی نعمتوں اور جہنم کی سختیوں کو آپ نے کیسے پایا؟ عرض کیا، یا اللہ! میں نے اس قدر نعمتیں جنت میں دیکھی ہیں کہ جن کی تعداد تیرے سوا کوئی نہیں جانتا اور جہنم کی اس قدر سختیاں تھیں کہ تو ہی ان کو بیان کرسکتا ہے۔ ارشاد ہوا، اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! آگ کی جو مقدار اور اس کے عذاب کے اوصاف جو آپ نے سنے اور دیکھے آپ اور آپ کی اُمت آگ کی سختیوں سے ہمارے امن و امان میں رہے گی۔ اب واپس جائیے اور مخلوق کو ایمان لانے اور جنت کی نعمتوں کی طرف بلانے کی کوشش فرمائیں اور جہنم کے عذاب اور سختیوں سے اجتناب فرمائیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ وصیتیں فرمائیں کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی غم و تکلیف لاحق ہو تو مجھے یاد کیجئے کیونکہ اُس وقت میں آپ کے نفس سے بھی زیادہ آپ کے قریب ہوں۔ مظلوم کی بددُعا سے ڈریئے کیونکہ میرے اور مظلوم کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں اس کی دُعا ضرور قبول کی جاتی ہے۔ اے محمد

Marfat.com

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! مصائب پر صبر کیجئے عناد، بغض، جبر اور تکبر سے بچئے، دنیا پر مغرور نہ ہونا اور اس سے مطمئن نہ ہو جائیے گا کیونکہ دنیا زوال پذیر ہے اس نے کسی کے ساتھ وفا نہیں کی۔

حضور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کیا، یا اللہ! میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں، تجھ سے ڈرتا ہوں، تجھ ہی سے اُمید رکھتا ہوں اور میں علم الیقین سے جانتا ہوں کہ میرا رب اور مجھے پیدا کرنے والا، عزت عطا کرنے والا، خلعتِ نبوت عطا کرنے والا تو ہی ہے۔

بارگاہِ رب العزت کی طرف سے ارشاد ہوا، اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! نماز کو وقت پر ادا کیجئے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیجئے کیونکہ اسی سے دین قائم ہے۔

غرض یہ کہ اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بے شمار پوشیدہ رازوں کو اپنے سینۂ پاک میں محفوظ فرما کر وہاں سے روانہ ہوئے اور واپسی کا سفر شروع ہوا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے اپنے پَر پر بٹھا کر آسمانوں کے کئی طبقات سے گزارا پھر واپس لائے معراج سے واپسی کے سفر میں ہی حضور الصلوٰۃ والسلام نے یاجوج ماجوج کو دیکھا اور رجال الغیب سے ملاقات فرمائی تھی۔

حضرت اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ جناب ابوطالب کی صاجزادی ہیں بیان فرماتی ہیں کہ جس رات حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج مبارک ہوئی اُس رات آپؐ میرے ہی گھر میں تھے اور میرے ہی گھر میں آرام فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عشاء پڑھی اس کے بعد آرام فرمایا اور ہم بھی سو گئے۔ جب فجر سے ذرا پہلے کا وقت تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں جگایا اور نماز پڑھنے کے بعد ارشاد فرمایا، اے اُم ہانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! آج رات مجھے بیت المقدس لے جایا گیا وہاں سے آسمانوں پر پہنچایا گیا پھر صبح سے پہلے واپس لایا گیا۔

حضرت اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے تا کہ باہر تشریف لے جائیں تو میں نے آپ کی چادر کا کنارہ پکڑ لیا، میں

Marfat.com

نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، یہ بات لوگوں کے سامنے بیان نہ فرمایئے وہ یقین نہیں کریں گے اور آپ کو جھٹلائیں گے اور تکلیف دیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اللہ کی قسم! میں تو ضرور یہ بیان کروں گا۔ چنانچہ جب سورج طلوع ہوا تو آپ ؐ صبح سویرے ہی گھر سے نکل پڑے میں نے اپنی ایک حبشی لونڈی سے کہا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے پیچھے جانا کہ تو سن سکے کہ آپ لوگوں سے کیا فرماتے ہیں اور آپ ؐ کو لوگ اس بات کا کیا جواب دیتے ہیں۔

اسی واقعہ کے بارے میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد حرام میں تشریف لائے اور بیٹھ گئے کیونکہ قریش کی طرف سے تکذیب اور کم ظرفوں کے مذاق کا خدشہ تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں تشریف فرما تھے کہ ابوجہل آیا اور طنزیہ انداز میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا اور مذاق کے لہجے میں کہنے لگا، اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! کوئی نئی چیز ظاہر ہوئی ہے اور عجیب وغریب معانی سے کوئی حقیقت حاصل ہوئی ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، ہاں آج میں نے ایک ایسا سفر کیا ہے جو کسی نے نہیں کیا اور ایسی خبر لایا ہوں کہ آج تک کوئی نہیں لایا۔ ابوجہل کہنے لگا، کہاں تک کا سفر کیا ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، بیت المقدس اور پھر وہاں سے آسمانوں کے طبقات تک گیا۔ اُس نے کہا، آج رات گئے اور صبح کو مکہ میں تھے۔ آپ نے فرمایا، ہاں۔ کہنے لگا، ایسی بات کو قوم کے سامنے بیان فرمائیں گے؟ ارشاد فرمایا، ہاں۔ چنانچہ یہ بات سنتے ہی ابوجہل چیخ کر اُٹھا اور زور زور سے کہنے لگا، اے گروہ بنی کعب، اے گروہ بنی لوی! ادھر آؤ۔ جب لوگ اُس کے اردگرد اکٹھے ہو گئے تو وہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا، اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! آپ نے جو کچھ مجھ سے فرمایا ہے ان لوگوں کے سامنے بھی بیان فرمایئے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، رات مجھے بیت المقدس لے گئے پھر وہاں سے آسمانوں پر لے گئے۔

تمام لوگ یہ سن کر حیران ہو گئے کیونکہ اُن کی ناقص عقلوں میں یہ بات ناممکنات

Marfat.com

میں سے تھی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب بیت المقدس سے جبرائیل علیہ السلام کے ہمراہ صحرائے ذی طویٰ میں جو کہ مکہ مکرمہ کے قریب ہے پہنچے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ اس معراج کے واقعہ کی میری کون تصدیق کرے گا اور میری یہ بات کون تسلیم کرے گا کہ مجھے اس تھوڑے سے وقت میں یہ دولت وسعات حاصل ہوئی جو کہ دونوں جہانوں سے باہر لے جا کر پھر واپس اس جہان میں لایا گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا، پرواہ مت کیجئے اگر یہ تصدیق نہ کریں تو آپ کی تصدیق سب سے پہلے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کریں گے۔

ابوجہل لعین اور دیگر لوگوں نے جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبانِ اطہر سے معراج کی بات سنی تو بہت ہی زیادہ حیرانی میں کھو گئے ابوجہل کے ہاتھ میں تو گویا کوئی بات آ گئی تھی وہ اپنی دانست میں بڑا خوش تھا کہ اس واقعے کی تصدیق تو کوئی بھی نہیں کرے گا کیونکہ بظاہر تو ایسا ممکن ہی نہیں ہے اُسے یہ علم تھا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریبی ساتھیوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیادہ قریب ہیں لٰہذا کیوں نہ سب سے پہلے اُن کو یہ عجیب بات بتائی جائے تاکہ وہ بھی سن کر تعجب کا اظہار کریں اور اسے ناممکنات میں شمار کریں اس سے شاید قریش کو کچھ فائدہ مل جائے چنانچہ یہ سوچ کر ابوجہل لعین منافقین کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا، آپ اپنے ساتھی کے پاس جائیے تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ وہ کیا کہتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس سے پوچھا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ ابوجہل نے کہا، کہتے ہیں کہ رات مجھے بیت المقدس میں لے گئے حالانکہ رات وہ قوم میں تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا، کیا یہ بات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ ابوجہل نے کہا، ہاں۔

یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً بولے، کوئی حیرانی کی بات نہیں میں آپ ؐ کی آسمانی خبروں کی تصدیق کرتا ہوں اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں

Marfat.com

کہ میں ساتوں آسمانوں سے بھی آگے نکل گیا اور پھر واپس آ گیا تو بھی میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کرتا ہوں۔ ابوجہل نے یہ دیکھا تو کہنے لگا، میں نے کسی ساتھی کو اپنے ساتھی کی اس طرح تصدیق کرنے والا نہیں دیکھا جیسا کہ آپ ہیں۔ وہ بھی یہی دعویٰ کرتا ہے۔

ابوجہل یہاں سے ناکام و نامراد ہو کر واپس ہوا اُس کے جانے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا ہے کہ مجھے رات آسمانوں پر لے جایا گیا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، ہاں، میں نے کہا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، آپؐ نے سچ فرمایا۔ پھر عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیسے ہوا؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شروع سے آخر تک بیان فرمایا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان فرماتے جاتے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ہر بات ختم کرنے پر کہتے، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ نے سچ فرمایا۔ جب حضور واقعہ سنا چکے تو فرمایا، اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم میری ہر بات کی تصدیق کرتے ہو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیسے تصدیق نہ کروں، وہ اللہ جس نے جبرائیل علیہ السلام کو ہزار مرتبہ نیچے اُتارا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی زمین سے آسمانوں پر لے جا سکتا ہے۔

کہتے ہیں کہ اس روز سے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق کا لقب عطا ہوا کیونکہ سب سے پہلے جس نے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معراج کی تصدیق کی وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور جس شخص نے سب سے پہلے جھٹلایا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کی وہ ابوجہل لعین تھا۔ چنانچہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے معراج مبارک کی تصدیق کرتا ہے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیروکار ہے اور جو شخص انکار کرتا ہے وہ ابوجہل کی پیروی کرتا ہے۔

Marfat.com

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج مبارک کی خبر جب مکہ مکرمہ میں چاروں طرف پھیل گئی تو منکرین کی ایک جماعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئی اور کہا، اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ہمیں آسمانوں کے حالات کی کوئی خبر نہیں ان واقعات کو ہم چھوڑتے ہیں کہ آسمان پر کیا ہوا لیکن ہم میں سے ہر ایک جماعت نے بیت المقدس کو دیکھا ہے ہمیں یہ بھی علم ہے کہ آپ اپنی زندگی میں کبھی بھی بیت المقدس میں نہیں گئے اگر آپ کا بیان سچ ہے تو پھر اس کی نشانیاں بیان فرمائیں۔

اس لمحے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اُس وقت مجھ پر ملال طاری ہوا کیونکہ تیز رفتاری کی وجہ سے اطراف و جوانب کی تفریح اور بیت المقدس کی نشانیاں دیکھنے کی فرصت نہیں تھی چنانچہ فوری طور پر حضرت جرائیل علیہ السلام نے بیت المقدس کو جناب عقیل کے گھر کے پاس میری نظروں کے سامنے رکھ دیا، مجھ سے جو کچھ وہ پوچھتے رہے میں اُن کو جواب دیتا رہا۔

جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیت المقدس کی تمام نشانیاں اُن کو بتا دیں تو وہ کہنے لگے مسجد کی نشانیاں تو ٹھیک ہیں اب آپ ہمارے قافلے اور قبائل جو اس راہ میں ہیں ان کے بارے میں آپ کو اگر کوئی خبر ہے تو بتائیے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ میں نے تین قافلے دیکھے، میں فلاں قبیلے کے قافلے کے پاس سے گزرا جو فلاں وادی میں تھا تو اس قافلے کے اونٹوں کو میری سواری کے اس جانور کے احساس نے بدکا دیا اور ان کا ایک اونٹ بھاگ گیا تو میں نے اس اونٹ کی جانب ان کی رہنمائی کی اُس وقت میں شام کی طرف جا رہا تھا پھر میں واپس آیا یہاں تک کہ جب مقامِ ضجنان میں فلاں قبیلے کے پاس سے گزرا تو میں نے ان لوگوں کو سوتا ہوا پایا۔ اور ان کا ایک برتن رکھا تھا جس میں پانی تھا انہوں نے اس پر کوئی چیز ڈھانک دی تھی میں نے اس کا ڈھکنا کھولا اور جو چیز اس میں تھی وہ پی لی، پھر جیسا تھا اس پر ویسا ہی اسے ڈھانپ دیا اس کی ایک اور نشانی یہ ہے کہ ان کا قافلہ اس وقت مقام بیضاء کے کوہ تفیم سے اتر چکا ہے اس کے آگے ایک بھورا سیاہی مائل اونٹ ہے جس پر دو تھیلے ہیں ان میں سے ایک تو سیاہ ہے اور دوسرا مختلف رنگوں کا ہے

Marfat.com

ان کے یہاں پہنچنے کا وقت طلوع آفتاب ہے۔

قریش یہ سن کر فوراً اس پہاڑی کی طرف دوڑے انہیں یہ اُمید تھی کہ یہ خبر ضرور جھوٹی ہوگی وہ طلوع آفتاب کا انتظار کرنے لگے اُن کا خیال تھا کہ ہوسکتا ہے کہ سورج طلوع ہوجائے اور قافلہ نہ آئے اس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کرنے کا کوئی موقع ہاتھ آجائے۔ اچانک اُن میں سے ایک نے چیخ کر کہا، دیکھو سورج طلوع ہوگیا، ابھی اس کی آواز ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ ان میں سے دوسرا شخص فوراً پکارا خدا کی قسم اونٹوں کا قافلہ آگیا اور اس کے آگے بھورا سیاہی مائل اونٹ بھی ہے جس پر دو تھیلے لدے ہوئے ہیں ان میں سے ایک کی رنگت سیاہ اور دوسرے کی مختلف رنگت ہے۔

جب قافلہ ان کے قریب پہنچا تو ان لوگوں نے قافلے والوں سے ان چند نشانیوں کی تحقیق کی اُنہوں نے قافلہ والوں سے اس برتن کے بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے کہا کہ اس میں پانی بھر کر رکھا تھا اور ڈھانپ بھی دیا تھا جب وہ اُٹھے تو اُنہوں نے اسے اسی طرح ڈھکا ہوا پایا تھا جس طرح اُنہوں نے اسے ڈھانپ کر رکھا تھا لیکن اس میں پانی موجود نہ تھا۔

اس کے بعد قریش نے دوسرے لوگوں سے بھی جو مکہ مکرمہ میں آچکے تھے کچھ نشانیاں تصدیق کے طور پر پوچھیں اُنہوں نے بھی کہا کہ یہ بالکل سچ ہے بے شک ہمارے اونٹ اسی وادی میں جس کا ذکر کیا گیا ہے بدکے تھے اور ہمارا ایک اونٹ بھاگ گیا تھا تو ہم نے ایک شخص کی آواز سنی جو ہمیں اس جانب بلا رہا تھا حتیٰ کہ ہم نے وہ اُونٹ پکڑ لیا تھا۔

قریش نے جب ان تمام نشانیوں کی جو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی تھیں پوری طرح تصدیق کرلی تو پھر بھی انکار کے راستے پر ہی رہے اور اپنی ضد پر ڈٹے رہ کر دینِ حق کی مخالفت کرتے رہے۔

ان نشانیوں کے حوالے سے ایک روایت میں آیا ہے کہ قافلہ ابھی دُور ہی تھا کہ اللہ رب العزت نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ زمین کو لپیٹ دے تاکہ قافلہ طلوعِ آفتاب کے ساتھ ہی پہنچ جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام

Marfat.com

کی تکذیب ہو جائے۔ اس بارے میں ایک دوسری روایت یہ ہے کہ وہ فرشتہ جو سورج پر مؤکل تھا اُسے حکم ہوا کہ وہ سورج پر نگاہ رکھے تا کہ وہ جلد طلوع نہ ہو، اس طرف فرشتے سورج پر کنٹرل کیے ہوئے تھے دوسری طرف زمین کو لپیٹا جا رہا تھا تا کہ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات جھوٹی نہ ہو۔

(سیرت ابن ہشام، سیرت حلبیہ، زرقانی، مدارج النبوۃ، سیرت ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

......☆......

ہجرت کا سفر مبارک

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے جب مسلمانوں نے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو آپؐ صحابہ کرامؓ کے جانے کے بعد مکہ مکرمہ میں ہی اپنی ہجرت کی اجازت ملنے کا انتظار فرماتے رہے اور مکہ مکرمہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کوئی دوسرا شخص نہ رہ گیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بار بار حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہجرت کی اجازت طلب کرتے تھے اس پر آپؐ فرماتے، جلدی نہ کرو، شاید اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کوئی ساتھی پیدا کر دے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں کیا آپؐ اس کے اُمیدوار ہیں؟ آپؐ فرماتے، ہاں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توقف فرمایا، اور دو اونٹ خرید لیے اور انہیں اپنے گھر ہی میں چارہ ڈالتے تھے مقصد یہ تھا کہ ان سے سفر ہجرت میں کام لیا جائے۔

جب قریش نے دیکھا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھیوں کے لیے ایک دوسری امن گاہ پیدا ہو گئی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حمایت میں ایک ایسی

Marfat.com

جماعت تیار ہوگئی ہے جو غیروں اور مکہ مکرمہ سے باہر کے لوگوں پر مشتمل ہے تو انہیں خوف ہوا کہ کہیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ان کے ساتھ جا کر نہ مل جائیں اور پھر ان پر مل کر چڑھائی نہ کردیں چنانچہ وہ اس دارالندوہ میں جمع ہوئے جو قصی بن کلاب نے بنا رکھا تھا تا کہ مشورہ کیا جائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں کیا حکمت عملی اختیار کی جائے۔اس دارالندوہ میں مشورہ کیے بغیر قریش کسی معاملے کا فیصلہ نہیں کرتے تھے۔

جب قریش کے تمام سرکردہ افراد دارالندوہ میں جمع ہو گئے تو شیطان ایک خوش شکل بوڑھے کی صورت میں عصا ہاتھ میں پکڑے موٹی چادر اوڑھے دارالندوہ کے دروازے پر آیا اسے دروازے پر کھڑے دیکھ کر انہوں نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا، میں قبیلہ نجد کا ایک شیخ ہوں میں نے سنا تھا کہ آپ لوگ ایک مشورہ کے لیے جمع ہوئے ہیں میں اس لیے آیا ہوں کہ تمہاری کوئی مدد کروں اور اپنے وسیع تجربے کی روشنی میں تمہاری مشکل کو حل کروں۔قریش نے آپس میں کہا چونکہ یہ بوڑھا مکہ مکرمہ کا باشندہ نہیں ہے اگر یہ ہمارے مشورہ میں شریک ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔شیطان لعین نے اپنی چرب زبانی سے ایسا سماں باندھا کہ سب اس کی سمجھ داری کے قائل ہو گئے اور انہوں نے اس کو مجلس کا سربراہ بنالیا۔اب جس شخص کے دل میں کوئی تجویز آتی وہ اس کے سامنے پیش کرتا لیکن شیطان لعین کوئی حیلہ کر کے کسی نہ کسی خدشے کا اظہار کر دیتا۔

قریش آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اس شخص (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا معاملہ تو دیکھ ہی چکے ہو، رب کعبہ کی قسم! اب ہمارے علاوہ دوسرے لوگ بھی اس کے پیروکار ہو چکے ہیں اور ان کی طرف سے ہم اپنے اوپر حملے سے بے خوف نہیں رہ سکتے اس لیے سب مل کر کوئی تجویز سوچو۔ان میں سے ہشام ابن عمرو نے کہا کہ میری تجویز یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ایک مکان میں جکڑ کر قید کر دیا چاہیے تا کہ وہ اسی قید خانے میں ہلاک ہو جائے اور مکان کے ایک سوراخ سے اسے کھانا پانی دیتے رہنا چاہیے جس طرح اس سے پیشتر کے شاعروں زہیر اور نابغہ وغیرہ کے ساتھ ایسا سلوک کیا تھا اور وہ بھی اس طرح ہلاک ہو گئے تھے۔

Marfat.com

شیخ نجدی نے کہا، یہ تجویز ٹھیک نہیں ہے اگر ہم نے انہیں قید میں رکھا جس طرح تم کہہ رہے ہو تو ان کا حکم بند دروازے کے باہر ان کے ساتھیوں کی طرف جائے گا اور ان کے وہ ساتھی جو متفرق ہیں یہ سن کر جمع ہو جائیں گے بنو ہاشم ان کے ساتھ مل کر انہیں قید خانہ سے نکالیں گے اور تمہارے درمیان جنگ شروع ہو جائے گی اس کے بعد وہ اپنی تعداد تمہارے مقابلے میں بڑھائیں گے اور تمہاری حکومت پر غلبہ حاصل کر لیں گے اس لیے یہ تجویز ٹھیک نہیں ہے کوئی اور تدبیر سوچو۔

قریش نے پھر آپس میں مشورہ کیا ان میں سے ایک شخص ابوالبختری نے کہا کہ اسے مکہ مکرمہ سے نکال دینا چاہیے جب وہ ہمارے پاس سے نکل جائے گا تو ہمیں کوئی پروا نہ ہونی چاہیے کہ وہ کہاں جاتا ہے یا کہاں جابستا ہے جب وہ ہماری نظروں سے دور ہو جائے گا تو ہمیں اس سے کوئی سروکار نہ رہے گا اس طرح ہم اپنے معاملات اور محبت کے تعلقات کو بالکل اس طرح ٹھیک کر لیں گے جس طرح کہ پہلے تھے۔ شیخ نجدی نے کہا، تمہارا یہ مشورہ بھی ٹھیک نہیں ہے کیونکہ مشہور ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شیریں گفتار ہیں ان کے کلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ دلوں پر اثر کرتا ہے ہوسکتا ہے کہ وہ کسی ایسی قوم کے پاس چلا جائے جو اس کی باتوں کے اثر میں آ کر اس کے پیروکار ہو جائیں اور تمہارے ساتھ جنگ کے لیے نکل کھڑے ہوں اور تمہیں تباہ و برباد کر دیں اس لیے کوئی اور تجویز سوچو جو ٹھیک ہو۔

قریش شیخ نجدی کی باتوں سے بڑے متاثر ہوئے اور دوبارہ آپس میں مشورہ کرنے لگے اب ابوجہل لعین نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلہ میں سے ایک ایک نوجوان کو اس کام کے لیے منتخب کیا جائے کہ ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک تلوار دے دیں یہ سب اس کے پاس پہنچیں اور سب مل کر ایک دم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر حملہ کر دیں اور انہیں (نعوذ باللہ) قتل کر دیں پھر ہم اس سے چین پا سکیں گے کیونکہ اس طرح اس کا خون بہا تمام قبیلوں پر بٹ جائے گا بنی عبد مناف کو تمام قبائل سے مقابلہ کی طاقت نہ ہوگی لامحالہ وہ ہم سے خون بہا لینے پر رضامند ہو جائیں گے ہم انہیں خون بہا دے دیں گے اور اس طرح معاملہ ٹھیک ہو جائے گا۔

Marfat.com

شیخ نجدی ابوجہل لعین کی تجویز سن کر بڑا خوش ہوا اور کہنے لگا سب سے اچھی اور درست تجویز یہی ہے اور یہ ایسی تجویز ہے جس کے سوا اور کوئی تجویز ٹھیک نہیں۔ چنانچہ سب لوگوں کا اس تجویز پر اتفاق ہو گیا مجلس برخواست ہو گئی اور قریش اس کے عملی انعقاد کی کوششوں میں مصروف ہو گئے۔

روایات میں آتا ہے کہ قریش نے دارالندوہ میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں جو مشورہ کیا تھا اس سازش کی خبر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچا دی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یہ بھی عرض کر دیا کہ یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ آج کی رات آپؐ اپنے بستر مبارک پر استراحت نہ فرمائیں بلکہ سفر کا سامان تیار کریں اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائیں یہ کہہ کر حضرت جبرائیل علیہ السلام چلے گئے۔

چونکہ مکہ مکرمہ میں حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے علاوہ کوئی بھی ہجرت کرنے والی شخصیت نہ رہ گئی تھی اس لیے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، اے علیؓ! مجھے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اجازت مل گئی ہے میں کل سامانِ سفر تیار کروں گا، لوگوں کی جو امانتیں میرے پاس ہیں میں ان کو تمہارے سپرد کرتا ہوں تم انہیں مالکوں تک پہنچا دینا مشرکین آج رات مجھے قتل کر دینے کا ارادہ رکھتے ہیں جاؤ اور میری چادر اوڑھ کر میری جگہ پر لیٹ جاؤ اطمینان رکھو تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ سے فرمایا، اے علیؓ! دل کو مضبوط رکھنا یہ کفار تمہیں کچھ تکلیف نہ پہنچا سکیں گے۔

جب رات ہو گئی تو روساء قریش میں سے ابوجہل لعین، ابولہب، امیہ بن خلف، عقبہ اور بہت سے دوسرے کفار طے شدہ فیصلے کے مطابق تیار ہو کر آ گئے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سو جانے کا انتظار کرنے لگے تاکہ آپؐ کو سوتے میں نعوذ باللہ قتل کر دیں۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ ابولہب لعین نے کہا کہ آج رات بھر ہم ان کی نگرانی کرتے ہیں اور صبح سویرے ان کو قتل کر دیں گے تاکہ بنی ہاشم کو معلوم ہو جائے کہ یہ کام ہم

Marfat.com

نے اجتماعی طور پر کیا ہے۔

جب کفار حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کاشانہ اقدس کا گھیراؤ کیے ہوئے تھے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بستر مبارک میں لیٹ گئے تو آپ ؑ کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے ابوجہل لعین نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مذاق کے ساتھ کہا، یہ کہتے ہیں کہ اگر تم میرے دین کے تابع ہو جاؤ تو عرب وعجم کے ممالک تمہارے ہو جائیں گے اور مرنے کے بعد پھر دوبارہ اٹھائے جائیں گے اور بہشت بریں تمہارا ٹھکانہ ہوگا۔ اگر تم میری پیروی نہ کرو گے تو دنیا میں تم میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے اور آخرت میں تمہارا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کفار کے سامنے باہر نکلے اور مٹھی بھر خاک دستِ مبارک میں لے کر اس سے فرمایا، ہاں، میں یہ باتیں کہتا ہوں اور ایسا ہی ہوگا اور اور تو بھی دوزخیوں میں سے ایک ہوگا جیسا کہ مجھے اس کی خبر دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کفار کی بینائیاں چھین لیں ورنہ وہ آپ ؑ کو نہ دیکھ سکے آپ ؑ ان کے سروں پر وہ خاک ڈالتے جاتے اور سورۃ یٰسین کی یہ آیات تلاوت فرماتے جاتے تھے:

> ”یٰسین! حکمت والے قرآن کی قسم! تو (اللہ کی طرف سے) بھیجے ہوؤں میں سے ہے (اور) سیدھے راستے پر ہے اور ہم نے ان سے آگے اور ان کے پیچھے ایک قسم کی روک بنادی ہے اور ان (کی آنکھوں) پر پردے ڈال دیئے ہیں کہ وہ دیکھتے نہیں۔“

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان آیات کی تلاوت سے فارغ ہوئے اور اُن میں سے کوئی شخص باقی نہ رہا جس کے سر پر خاک نہ پڑی ہو۔ روایات میں آتا ہے کہ یہ خاک جس شخص کے سر پر پڑی وہ جنگِ بدر میں ہلاک ہو کر جہنم رسید ہوا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے درمیان سے صحیح وسلامت نکل گئے اور کسی کو معلوم نہ ہوا کہ آپ کہاں گئے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد ایک شخص کمر جھکائے کفار کے پاس آیا اور اس نے کہا، تم لوگ یہاں کس لیے کھڑے ہو اور کس کا انتظار

Marfat.com

کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا، ہم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس نے کہا، خرابی ہو تمہاری، اللہ نے تمہیں محروم کر دیا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تو نکل گئے اور تمہارے درمیان سے ایسے نکلے کہ تمہیں خبر تک نہ ہو سکی اور تمہارے سروں پر خاک ڈال گئے اور اپنی جماعت کے پاس چلے گئے۔ جب کفار نے اپنے سروں پر ہاتھ پھیرا تو ان کے نامبارک سروں پر خاک پڑی ہوئی تھی پھر انہوں نے ایک دراڑ میں سے اندر جھانکا تو کسی کو سوئے ہوئے پایا، کہنے لگے، وہ رہے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنی جگہ پر سوئے ہوئے ہیں اور اپنی چادر اوڑھے ہوئے ہیں۔ آپ ؐ کو پکڑنے کے لیے اندر داخل ہوئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بستر مبارک سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ کفار کہنے لگے، اس شخص نے ٹھیک کہا تھا۔ پھر انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا، اے علیؓ! محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہاں ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو جواب دیا کہ مجھے ان کی نگرانی پر مقرر نہیں کیا گیا تھا مجھے کیا خبر کہ وہ کہاں ہیں۔ مشرکین مکہ حیران و پریشان اور شرمندہ ہو کر رہ گئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دوپہر کے وقت سخت گرمی میں گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سخت دھوپ میں چادر مبارک لپیٹے تشریف لائے حالانکہ ایسے وقت میں گھر سے وہی نکلتا ہے جس کو کوئی شدید معاملہ درپیش ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ ؐ پر قربان ہوں اس وقت آپ ؐ کا تشریف لانا کسی شدید ضرورت کی بناء پر ہی ہوگا آپ ؐ کبھی ایسے وقت میں تشریف نہیں لائے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اے ابوبکرؓ! گھر میں سے تمام افراد کو باہر نکال دیجیے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ ؐ پر فدا ہوں صرف میری بیٹیاں ہیں ان کے رہنے میں کیا حرج ہے؟ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ علیہ وسلم! کیا میں آپ ؐ کی خدمت اقدس میں رہوں گا؟ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے جب یہ سنا تو خوشی سے ان کے آنسو نکل آئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق کو اس خوشی میں روتے ہوئے دیکھا حالانکہ اس وقت تک میرا یہ گمان نہ تھا کہ کوئی خوشی میں بھی روتا ہوگا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں نے دو اونٹ تیار کیے ہیں ان میں سے ایک کو قبول فرمائیے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، میں نے اسے قبول کیا لیکن اس کی قیمت لینی ہوگی۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ اونٹ آپ ؐ کی ملکیت ہے۔ آپ ؐ نے فرمایا نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا، جیسے آپ ؐ کی مرضی مبارک ہو کیجئے۔ روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس اونٹ کو نوسو درہم میں خرید لیا۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر کے سامان کی تیاری میں مصروف ہو گئے، حضرت ابوبکر صدیق کی زوجہ محترمہ نے گوشت اور طعام سے بھرا ہوا توشہ تیار کیا جب تمام سامان تیار ہو گیا تو کوئی ایسی چیز موجود نہ تھی جس سے توشہ کو مضبوطی سے باندھا جا سکے۔ حضرت ابوبکر صدیق کی چھوٹی صاحبزادی حضرت اسماءؓ کے پاس ایک کمر بند تھا انہوں نے اپنا کمر بند کھولا اس کے دو حصے کیے ایک سے زادِ راہ باندھا اور دوسرا اپنی کمر کے گرد باندھ لیا۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن ابوبکر ؓ کو جو جوان اور عقل مند ہوشیار تھے اس بات پر مقرر کیا کہ وہ دن تو کفار قریش کے پاس گزاریں اور ان کی جاسوسی کریں پھر رات کے وقت غار ثور میں آکر کفار کی خبریں پہنچایا کریں، اس کے ساتھ ہی عبداللہ بن اریقط کو جو بنی وائل بن بکر کا ایک شخص تھا اس کی ماں بنو سہم بن عمرو کی ایک عورت تھی اور وہ مشرک تھا بلایا یہ راستے کو خوب اچھی طرح پہچانتا تھا اسے راستہ بتانے کے لیے اُجرت پر ٹھہرایا دونوں اونٹ اس کے حوالے کر دیئے اور طے کیا کہ تین روز گزرنے کے بعد وہ

Marfat.com

اونٹوں کو غارِ ثور پر لے آئے، عبداللہ بن ارقط رہبری میں ماہر اور رازوں کے چھپانے میں شہرت رکھتا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ کو بکریاں چرانے پر مقرر کیا کہ صبح و شام بکریاں چراتے ہوئے غار کے قریب لے آیا کرے تاکہ وہ ان کا دودھ پیا کریں، شام ہی کے وقت حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کھانا لے آتی تھیں۔

ان تمام انتظامات سے فارغ ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ نقدی جس کی سفر میں ضرورت پوری ہو سکے ساتھ لے لی، روایات میں آتا ہے کہ وہ رقم پانچ ہزار درہم تھی۔ اس کے بعد نکلنے کا عزم فرمایا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے پیچھے کی کھڑکی سے دونوں نکلے، یہ رات کا وقت تھا آپؐ حضرت ابوبکر کے ساتھ غارِ ثور کی طرف چل دیئے، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام چل رہے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپؐ کے آگے آگے چل رہے تھے کبھی دائیں کبھی بائیں اور کبھی پیچھے چلتے تھے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق سے دریافت فرمایا، اے صدیقؓ! تم کبھی آگے کبھی پیچھے کبھی دائیں اور کبھی بائیں کیوں چلتے ہو؟ عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! گھات لگانے والے سے ڈرتا ہوں تو آگے آگے چلتا ہوں ہوں پھر کوئی خیال آتا ہے کہ کوئی دشمن ہماری تلاش میں نہ آرہا ہوں پیچھے ہو جاتا ہوں کبھی پہلو میں گھات لگائے سے ڈرتا ہوں تو دائیں بائیں یا آگے چلتا ہوں تاکہ اگر کوئی تکلیف پہنچے تو مجھے پہنچے۔ چلتے چلتے جب جبل ثور میں پہنچے تو چونکہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعلین پاک تنگ تھیں آپؐ کے پائے اطہر مجروح ہو گئے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پائے اقدس زخمی ہو گئے ہیں تو آپؐ کو اپنے کندھوں پر اٹھالیا اور غارِ ثور کے دہانہ تک لائے اور عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپؐ تھوڑی دیر یہاں آرام فرمائیں تاکہ میں غار میں پہلے جا کر اس کی دیکھ بھال کرلوں اندھیری رات ہے اور غار حشرات الارض سے خالی نہیں ہوا کرتا۔ یہ کہہ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں داخل ہو گئے اور

Marfat.com

ادھراُدھر ٹٹولا کہ اس میں کوئی سانپ یا درندہ ہو تو معلوم ہو جائے اور خود خطرے میں پڑ کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بچائیں، اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے احتیاط کے ساتھ اپنی چادر مبارک پھاڑ کر غار کے تمام سوراخ کو بند کیا غار میں سخت اندھیرا تھا صرف ایک سوراخ رہ گیا اور چادر کا کپڑا ختم ہو گیا آپ ؓ نے اپنے پاؤں کی ایڑی مضبوطی کے ساتھ اس سوراخ سے لگادی پھر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اندر تشریف لے آیئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غار کے اندر تشریف لے آئے اور اپنا سرِ اقدس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانو پر رکھ کر آرام فرما ہو گئے۔ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی غار کے اندر تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے فوری طور پر غار کے منہ پر جھاڑیاں اگا دیں تا کہ وہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کا تعاقب کرنے والوں کے درمیان حائل ہو جائیں جنگلی کبوتروں کے ایک جوڑے کو حکم ہوا کہ وہ ان جھاڑیوں میں اپنا گھونسلہ بنائیں، اسی رات ایک کبوتری نے وہاں پر انڈے دیئے۔ مکڑی کو حکم ربانی ہوا کہ وہ غار کے دروازے پر اپنا جالا تنے چنانچہ مکڑی نے غار کے دہانے پر جالا تن دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تمام انتظامات حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے کیے تھے تا کہ آپ ﷺ کی ذات اقدس کو کفار کی ایذا رسانی سے بچالیا جائے۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جو ایڑی سوراخ کے اوپر رکھی ہوئی تھی اس پر سانپ نے ڈس لیا تکلیف کی شدت اس قدر زیادہ تھی کہ برداشت نہ ہو سکی اور آنکھوں سے آنسو نکل آئے اس وقت حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سرِ اطہر آپ ؓ کی گود میں تھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استراحت فرما رہے تھے حضرت ابوبکر صدیق کی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کے قطرے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرۂ انور پر پڑے آپ ﷺ نے چشم پاک کھولیں اور حال دریافت فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے ڈس لیا گیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا لعاب دھن لگایا اور تکلیف رفع ہو گئی۔ احادیث مبارکہ میں آتا

Marfat.com

ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، میں نے جب غار میں حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پائے اطہر کی طرف دیکھا کہ ان سے خون بہہ رہا ہے تو مجھے رونا آ گیا کیونکہ میں جانتا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتنی محنت و مشقت کی عادت نہیں ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماءؓ بیان فرماتی ہیں کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور میرے والد محترم مکہ مکرمہ سے باہر نکل گئے تو چونکہ کفار مکہ حضرت ابوبکر صدیق کی حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ دوستی کو جانتے تھے اس بناء پر قریش کی ایک جماعت دوسرے دن ہمارے گھر آئی اور ہمارے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا میں باہر آئی تو کفار نے مجھ سے دریافت کیا کہ تمہارے والد کہاں ہیں؟ میں نے جواب دیا، مجھے معلوم نہیں۔ ان میں سے ابوجہل نے میرے منہ پر تھپڑ مارا۔ یہاں سے ناکام ہو کر ابوجہل لعین نے ہر جگہ یہ اعلان کر دیا کہ جو شخص محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور ابوبکرؓ کو گرفتار کر کے لائے گا اُسے سو اونٹ انعام دوں گا اسی طرح جو شخص ان کے بارے میں ٹھیک ٹھیک اطلاع دے گا اُسے بھی سو اونٹ دوں گا۔ قریش کے نوجوانوں نے جب ابوجہل لعین کا یہ اعلان سنا تو انعام کے لالچ میں مسلح ہو کر پہاڑوں اور گزرگاہوں کی طرف نکل پڑے۔

اس لالچ میں بہت سے لوگ تلاش میں نکل کھڑے ہوئے مشرکین کے چند لوگوں کے ساتھ ایک کھوجی بھی شامل تھا جو مشرکین کو پاؤں کے نشانات دیکھتا دیکھتا غار ثور تک لے گیا اور کہا کہ اس جگہ سے آگے قدموں کے نشان نہیں جاتے نہ معلوم اس جگہ سے آسمان پر چلے گئے ہیں یا زمین کھا گئی ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ کھوجی نے کہا، وہ اس غار میں ہیں۔ مشرکین نے جب کبوتری کا انڈہ اور مکڑی کا جالا دیکھا تو کھوجی سے کہا، تیری عقل تو نہیں ماری گئی یہاں پر جو جالا لگا ہوا ہے وہ برسوں پرانا معلوم ہوتا ہے اگر وہ غار میں داخل ہوتے تو جالا ٹوٹا ہوتا۔ ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ جب کھوجی مشرکین کو یہ بتا رہا تھا کہ پاؤں کے نشانات اس غار تک آتے ہیں اور وہ غار کے اندر ہیں کھوجی اپنے

Marfat.com

کہنے پر انتہائی ضد کر رہا تھا مشرکین کی جماعت جب غار کے دہانے کے نزدیک ہوئی تو کبوتر اپنے گھونسلے سے اُڑا جب مشرکین نے کبوتری کا انڈہ اور مکڑی کا جالا دیکھا تو کہنے لگے کہ اس غار میں کوئی شخص داخل ہوتا تو لازمی طور پر یہ انڈہ ٹوٹ جاتا اور مکڑی کا جالا پھٹ جاتا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مشرکین کی باتیں سن رہے تھے آپ سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ نے مکڑی کے جالے کے ذریعہ کفار کے شر سے محفوظ رکھا اور کبوتری کے انڈے کے ذریعے اپنی پناہ میں لے لیا ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی، مواہب لدنیہ میں درج ہے کہ حرم مکہ میں جس قدر کبوتر ہیں وہ اسی کبوتر کی نسل ہیں جس کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعائے خیر فرمائی تھی۔

روایات میں آتا ہے کہ مشرکین اس قدر نزدیک پہنچ گئے تھے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے درمیان چالیس گز سے زیادہ فاصلہ نہیں تھا جب کھوجی نے یہ کہا کہ اس جگہ سے آگے قدموں کے نشان نہیں جاتے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی باتوں سے بہت پریشان ہوئے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ اس رونے کا کیا سبب ہے؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں آپ کی ذاتِ اقدس کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ابوبکرؓ! غم نہ کر بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ مشرکین نے ہمارا کھوج لگا لیا تھا اور غارِ ثور پر آ کھڑے ہوئے تھے اگر ان میں سے کوئی جھک کر اپنے قدموں کی طرف دیکھتا تو وہ ہمیں دیکھ لیتا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اے ابوبکرؓ! ان دو اشخاص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔

(سیرت ابن ہشام، سیرت دحلانیہ، مواہب لدنیہ، مدارج النبوۃ، تاریخ اسلام)

......☆......

Marfat.com

غارِ ثور سے مدینہ طیبہ تک

غار ثور میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تین دن رات تک قیام فرمایا حضرت عبداللہ بن ابوبکر ہر رات حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور قریش کے جو حالات دیکھتے اور سنتے وہ سب آپؐ کے گوش گزار کر دیتے اس طرح حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مشرکین کی کارروائیوں کی مسلسل خبر ملتی رہتی۔ حضرت ابوبکر صدیق کے غلام عامر بن فہیرہ اس جگہ بکریاں چرانے لاتے جب رات کا کچھ حصہ گزر جاتا تو بکریوں کو غار کے دہانے پر لے آتے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام دودھ پر رات گزارتے اسی طرح تین راتیں گزر گئیں پھر آپؐ نے غار ثور سے نکل کر مدینہ طیبہ کی طرف جانے کا ارادہ فرمایا کیونکہ پروگرام کے مطابق تیسری رات کی صبح سویرے عبداللہ بن اریقط جسے رہبری کے لیے اُجرت کے طور پر لیا تھا دونوں اونٹوں کو لے کر غار کے نزدیک آ گیا اور اس نے دونوں اُونٹ پیش کر دیئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام حضرت عامرؓ بن فہیرہ بھی تشریف لے آئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اُونٹ پر حضرت ابوبکر صدیق کو اپنے ساتھ بٹھایا جبکہ دوسرے اونٹ پر حضرت عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط بیٹھے اور مدینہ منورہ کی طرف چل پڑے۔ چلتے چلتے آپؐ ایک صحرا میں سے گزرے سورج پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا کوئی سایہ نظر نہیں آ رہا تھا اچانک ایک بہت بڑا پتھر نظر آیا جو

Marfat.com

سایہ دار تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آرام کرنے کے لیے اس پتھر کے سائے میں جگہ صاف کر کے درست کی اور حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہاں پر آرام فرما ہو گئے اسی اثناء میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک چرواہا نظر آیا جو بکریاں چرا رہا تھا آپؓ نے پہچان لیا کہ ان بکریوں کا مالک کون ہے آپؓ نے اس چرواہے سے کچھ دودھ طلب کیا چرواہے نے ایک پیالے میں دودھ دوہ کر پیش کیا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس میں کچھ پانی ملا کر اسے ٹھنڈا کیا اور اس میں سے پیا اس کے بعد جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بیدار ہوئے تو ایک پیالہ دودھ آپؐ کو بھی نوش کرایا اس کے بعد دوبارہ سفر شروع ہو گیا۔

ہجرت کے اس سفر کے دوران ایک واقعہ یہ بھی پیش آیا کہ آپؐ کا گزر قدید کے مقام پر اُم معبد عاتکہ بنت خالد خزاعی کے گھر کے پاس سے ہوا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہاں پر قیام فرمایا۔ اُم معبد کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ بڑی مہمان نواز اور سخی تھی عمر رسیدہ ہو چکی تھی اور اپنے گھر کے دروازہ پر اکثر اوقات بیٹھی رہتی اور آنے جانے والے مسافروں کی مہمان نوازی اور خاطر داری کرتی رہتی تھی یہ انتہائی عقل مند اور ذہین عورت تھی۔ اس سال بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط سالی کی صورت حال پیدا ہو چکی تھی اس لیے اُم معبد کے مالی اور معاشی حالات ٹھیک نہ تھے جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں پر پہنچے تو اُم معبد سے گوشت اور کھجوریں قیمتاً طلب فرمائیں۔ اُم معبد نے کہا، کاش میرے گھر میں گوشت اور کھجوریں ہوتیں تو میں یقیناً آپؐ کی مہمان نوازی کرتی خریدنے کی ضرورت نہیں تھی یہ سال ہمارے لیے سخت قحط سالی کا ہے بہت تنگ دستی میں ہیں اگر کچھ بھی موجود ہوتا تو ضرور آپؐ کی مہمان نوازی کرتی۔ اس کے بعد حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُم معبد کے گھر کے ایک گوشے کی طرف دیکھا تو وہاں پر انتہائی لاغر و دُبلی پتلی بکری کھڑی تھی جو کہ کمزوری، لاغری کی وجہ سے چراگاہ میں جانے سے رہ گئی تھی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُم معبد سے پوچھا کہ یہ کیسی بکری ہے جو دکھائی دیتی ہے ہو سکتا ہے کہ اس کے پستانوں سے دودھ حاصل ہو جائے۔ اُم معبد نے کہا، یہ ایک ایسی

Marfat.com

بکری ہے جو کمزوری اور ناتوانی کی وجہ سے چراگاہ میں جانے سے رہ گئی ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا، کچھ دُودھ دیتی ہے؟ اُم معبد نے کہا، یہ اس قدر ناتواں ہے کہ دودھ نہیں دے سکتی۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا آپ اجازت دیتی ہیں کہ میں اس بکری کا دودھ دوہ لوں۔ اس نے عرض کیا، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اگر آپ کو اس میں دودھ نظر آتا ہے تو ضرور دوہ لیں۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بکری کو اپنے نزدیک منگوایا اور اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک لیا پھر برکت کی دعا فرمائی (یا اللہ اُم معبد کی اس بکری میں برکت عطا فرما) اور دستِ مبارک بکری کے تھنوں پر پھیرے فوری طور پر بکری کے تھن دُودھ سے بھر گئے اور اس کے دونوں پاؤں ایک دوسرے سے فاصلے پر ہو گئے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُم معبد سے برتن مانگا اور بکری کو دوہا جب برتن دودھ سے بھر گیا تو پہلے اُم معبد کو دیا تا کہ وہ پی لے پھر اپنے ساتھیوں کو دیا یہاں تک کہ وہ سب سیر ہو گئے اس کے بعد خود نوش فرمایا پھر دوبارہ بکری کو دوہا اور گھر میں موجود تمام برتن دُودھ سے بھر دیئے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ جو دُودھ انہوں نے پیا اس کی قیمت ادا فرمائی پھر وہاں سے خیر و عافیت سے روانہ ہوئے۔ روایات میں آتا ہے کہ اُم معبد کی یہ بکری حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک چھونے کی برکت سے اٹھارہ سال تک زندہ رہی اور جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں شدید قحط پڑا اس میں بہت سی مخلوق ہلاک ہو گئی تھی اس بکری سے صبح و شام ان دنوں میں بھی دُودھ دوہتے تھے اسی زمانہ میں یہ بکری مر گئی۔

جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اُم معبد کے گھر سے رخصت ہو کر آگے کو روانہ ہو گئے تو اُم معبد کا خاوند اکتم بن ابی الحون اپنے گھر آیا جو کہ اپنی بکریوں کو چرا کر لایا تھا اور وہ بکریاں لاغری و کمزوری کی وجہ سے سوکھی ہوئی تھی اس نے جب دُودھ سے بھرے ہوئے برتن گھر میں دیکھے تو بڑا حیران ہوا اور پوچھا کہ یہ دُودھ کہاں سے آیا گھر میں تو کوئی دُودھ دینے والی بکری بھی نہیں تھی اور جو دُودھ دینے والی بکریاں تھیں وہ تو دُور چراگاہ میں

Marfat.com

تھیں۔ اُم معبد نے کہا، ہمارے گھر کو ایک برکت والے اور بلند ہمت شخص نے اپنی تشریف آوری سے مشرف فرمایا اس کے دستِ مبارک کی برکت سے یہ تمام فراخی و آسائش حاصل ہوئی ہے۔ اُم معبد کے شوہر نے کہا کہ اس صاحبِ کمال کی صفات اور حلیہ مبارک تو بیان کرو۔ چنانچہ اُم معبد نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوش اخلاقی اور خوبصورتی حسن و جمال کی تعریف کی تو ابو معبد نے کہا، خدا کی قسم! یہ وہی شخصیت ہے جسے قریش تلاش کر رہے ہیں اگر مجھے اُن کی خدمت اقدس میں پہنچنے کا شرف حاصل ہو جاتا تو میں ہمیشہ ان کی خدمت میں رہتا اور میں تمنا رکھتا ہوں کہ میں ضرور ان کے ساتھ مل جاؤں گا اور اُن کی صحبت سے مشرف ہوں گا۔

روایات میں آتا ہے کہ ایک عرصہ کے بعد ابو معبد مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کلمۂ اسلام پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ایک اور روایت میں اس طرح آتا ہے کہ چند دنوں بعد ہی اُم معبد اور اس کے خاوند نے ہجرت کی اور مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے۔

ہجرت کے اس سفر کے دوران یہ واقعہ بھی پیش آیا جو بخاری شریف میں سراقہؓ بن مالک کے بھتیجے عبدالرحمٰن بن حارث بن مالک ہذیلی کے حوالے سے درج ہے جس کے مطابق عبدالرحمٰن بن حارث بن مالک بن جعشم نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے چچا سراقہ بن جعشم سے روایت فرمائی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے تو قریش نے آپؐ کے متعلق یہ فیصلہ کیا کہ جو شخص محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور اس کے ساتھی کو قتل کرے یا قید کرے ہر ایک کے بدلے اُسے ایک سو اُونٹ انعام کے طور پر دیئے جائیں گے اور اس کے تمام اخراجات کی کفایت کی جائے گی۔ اس فیصلے کے ساتھ ہی قریش نے ہر طرف اپنے قاصد روانہ کر دیئے اور یہ خبر ہر جگہ پھیل گئی۔

جناب سراقہؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں قریش کے درمیان بنی مدلج میں بیٹھا ہوا

Marfat.com

تھا کہ ایک شخص نے آ کر کہا کہ میں نے ایک جماعت کو دیکھا ہے جو دُور ساحل کے راستہ چلے جا رہے ہیں بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں۔ میں نے اس شخص کو آنکھ کے اشارہ سے کہا کہ خاموش رہ اور پھر میں نے کہا، وہ تو فلاں قبیلے کے لوگ تھے جو اپنے گم شدہ جانور کو تلاش کر رہے تھے اس شخص نے کہا، شاید ایسا ہی ہو اور وہ خاموش ہو گیا۔ سراقہ کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح کی گفتگو کر کے اس کو شک میں ڈال دے اور پھر اپنے کام کی تدبیر کرے۔ جناب سراقہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت تو میں تھوڑی دیر ٹھہرا رہا پھر اٹھا اور اپنے گھر گیا اور اپنی لونڈی سے کہا کہ میرے گھوڑے کو فلاں ٹیلے کے پیچھے تیار رکھے۔

روایات میں آتا ہے کہ سراقہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہتھیار اٹھائے اور اپنے وہ تیر بھی لیے جن سے فال دیکھا کرتا تھا زرہ پہن لی اور تیر نکال کر ان سے فال دیکھی تو وہ اس کے مقصد کے خلاف نکلی مگر اس کے باوجود وہ نہ رُکا اور اس کا لالچ فال پر غالب آیا اور وہ اپنے گھوڑے کے پاس پہنچا اور اس پر سوار ہو کر اسے سرپٹ چھوڑ دیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت مقام غدید سے آگے بڑھ چکے تھے اور اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر نہایت اطمینان سے مدینہ منورہ کا راستہ طے کر رہے تھے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قرآن پاک کی تلاوت فرمائے جا رہے تھے، اچانک دُور سے سراقہ آتا ہوا دکھائی دیا جو بڑی تیزی سے آپ ﷺ کی جانب بڑھا چلا آ رہا تھا یہاں تک کہ جب وہ نزدیک پہنچا تو اس کا گھوڑا سر کے بل گرا اور وہ زمین پر گر پڑا وہ پھر اٹھا اور سو اونٹوں کے لالچ نے اُسے پھر ابھارا اور وہ دوبارہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارادہ سے چل پڑا اور حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عقب میں گھوڑا سرپٹ دوڑا دیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قدر نزدیک پہنچ گیا کہ قرآن پاک کی تلاوت کی آواز اسے سنائی دینے لگی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہمیں پکڑنے والا قریب آ گیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا، دشمن کا غم مت کیجئے کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی، یا اللہ! اس دشمن کے شر کو جس طرح تو چاہتا ہے دُور فرما۔ اس وقت حضور صلی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سراقہ کے درمیان ایک نیزہ یا دو نیزہ کا فاصلہ رہ گیا تھا کہ اچانک سراقہ کے گھوڑے کے چاروں پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے۔ سراقہ چلا اٹھا، اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! میں جانتا ہوں کہ یہ سب کچھ آپ ؐ کی دُعا کا اثر ہے اب آپ ؐ دُعا فرمائیں تا کہ میرا گھوڑا آزاد ہو جائے مجھے آپ ؐ سے کوئی سروکار نہیں ہوگا، میں آپ ؐ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں واپس چلا جاؤں گا اور جو شخص پیچھے آرہا ہوگا اسے بھی واپس لے جاؤں گا۔ اس پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُعا فرمائی، یا اللہ! اگر یہ سچ بول رہا ہے تو اس کے گھوڑے کو نجات دے دے۔ اسی وقت گھوڑے کے پاؤں زمین سے باہر نکل آئے پھر سراقہ نے کہا، اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے یہ نظر آرہا ہے کہ آپ ؐ کی شمع ہدایت کی شعاؤں سے ساری دنیا روشن ہو جائے گی، آپ ؐ مجھے ایک تحریر لکھ دیں جو میرے پاس بطور نشانی کے رہے تا کہ جب آپ ؐ کی عزت وجلال کا پرچم انتہائی بلندیوں تک پہنچ جائے تو میں اس کے وسیلہ سے آپ ؐ کی بارگاہ اقدس میں پناہ حاصل کرسکوں۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب عامر بن فہیرہ سے فرمایا، اے عامر! کیا تمہارے پاس قلم دوات ہے؟ انہوں نے عرض کیا، ہاں۔ چنانچہ عامر بن فہیرہ نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر امان نامہ لکھا اور سراقہ کے حوالے کر دیا۔ ایک اور روایت کے مطابق ابن ہشام نے لکھا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، اے ابوبکرؓ! اسے لکھ دو۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے کسی ٹھیکری یا ہڈی یا چمڑے پر ایک تحریر لکھی اور اس کو سراقہ کے حوالے کر دیا۔ (واللہ اعلم) اس کے بعد سراقہ کے پاس جو زادِ راہ تھا اور جو سامان تھا اس نے اسے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بطور نذرانہ پیش کیا لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُسے قبول نہ فرمایا۔ ایک اور روایت میں آتا ہے کہ سراقہ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور عرض کیا کہ اس نشانی کو لے لیجئے راستے میں میرے بہت سے مواشی ہیں اثنائے راہ میں جس چیز کی ضرورت ہو اس نشانی کے ذریعے لے کر استعمال فرمائیں تو مجھ پر بہت بڑا احسان ہوگا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، مجھے ان کی ضرورت نہیں، میں تجھ

Marfat.com

سے یہی توقع رکھتا ہوں کہ تو میرے معاملہ کو پوشیدہ رکھے گا۔ سراقہ نے حضور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس بات کو قبول کیا اور امان نامہ کو اپنے ترکش میں رکھ کر واپس ہو گیا۔

یہ فتح مکہ کے بعد کا واقعہ ہے کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام غزوۂ حنین سے لوٹے تو مقام جعرانہ میں سراقہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے جناب سراقہ بیان فرماتے ہیں کہ میں جعرانہ کے مقام پر انصار کے رسالے میں داخل ہوا تو وہ لوگ مجھے برچھوں سے مارنے لگے اور کہنے لگے ہٹ جا، ہٹ جا، تو چاہتا کیا ہے؟ میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس گیا اس وقت آپؐ اونٹنی پر سوار تھے اللہ کی قسم! اُس وقت مجھے یوں معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے میں آپؐ کی پنڈلی مبارک کو دیکھ رہا ہوں وہ رکاب میں ایسی لگ رہی تھی جیسے کھجور کے درخت کے گابھے کی طرح نرم اور سفید ہو۔ میں نے وہ تحریر نکالی اور اپنا ہاتھ بلند کر کے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں سراقہ بن جعشم ہوں، یہ میری نسبت آپؐ کی تحریر ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، آج کا دن وعدوں کے پورا کرنے اور نیکی کرنے کا ہے۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں سے فرمایا، اسے میرے نزدیک لاؤ۔ میں آپؐ کے قریب گیا اور دولتِ اسلام سے بہرہ مند ہوا۔ پھر میں نے ایک بات یاد کی کہ اس کے بارے میں حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کروں لیکن وہ بات مجھے یاد نہ آرہی تھی پھر میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے حوض پر بھولے بھٹکے اُونٹ آتے ہیں اور میں نے اس حوض کو اپنے اونٹوں کے لیے بھر رکھا ہے اگر میں ان کو بھی پانی پلاؤں تو کیا مجھے کوئی اجر ملے گا؟ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، ہر پیاسے جگر والی چیز کے متعلق اجر ہے۔ پھر میں اپنی قوم کی جانب واپس ہوا اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں زکوٰۃ کے اونٹ روانہ کیے۔

روایات میں آتا ہے کہ جب حضرت سراقہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے امان نامہ لے کر واپس ہوئے تو بہت سے ڈھونڈنے والے اس راستہ پر ان کے پیچھے آرہے

Marfat.com

تھے، جناب سراقہؓ جس کے پاس پہنچتے اسے کہتے کہ میں بھی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلاش میں اس راستہ پر آیا تھا مجھے تو ان کا کوئی نشان نہیں ملا۔ اس طرح لوگ ان کی بات سن کر وہیں سے واپس لوٹ جاتے رہے۔

ہجرت کے اس سفر کے دوران یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مکہ مکرمہ سے نکل گئے تو حضرت بریدہؓ بن الخصیب نے کفار مکہ کا یہ اعلان سنا کہ جو کوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گرفتار کر کے لائے گا اُسے سو اُونٹ انعام میں دیئے جائیں گے اس لالچ میں آ کر حضرت بریدہؓ نے بھی اپنے قبیلہ کے ستر سوار ساتھ لیے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے، حضرت بریدہؓ نے اس وقت تک اسلام قبول نہیں کیا تھا اور انعام کے لالچ میں بھاگم بھاگ چلے جا رہے تھے یہاں تک کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تلاش کر لیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے پوچھا، تم کون ہو؟ عرض کیا، میں بریدہؓ بن الخصیب ہوں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، اے ابوبکرؓ! ہمارا کام خوش و خنک ہے اور اس کے آخر صلح و خیر ہے۔ پھر فرمایا، تم کون سے قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ عرض کیا، میں قبیلہ بنی اسلم سے ہوں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، ''اسلمنا'' خیر و سلامتی ہے۔ پھر آپؐ نے دریافت فرمایا، بنی اسلم کی کون سی قوم میں سے ہو؟ عرض کیا، بنی سہم سے۔ ارشاد فرمایا، تو نے اپنا حصہ پالیا یعنی تو نے اسلام سے اپنا حصہ پالیا۔

جناب بریدہؓ نے جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ شیریں گفتگو سنی تو حیران رہ گئے اور پوچھا آپؐ کون ہیں؟ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں محمدؐ بن عبداللہ، اللہ تعالیٰ کا سچا رسولؐ ہوں۔ حضرت بریدہؓ نے جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم مبارک سنا تو فوراً اسلام قبول کر لیا اور کہنے لگے، اشھدان لا اِلٰہ الا اللّٰہ واشھدان محمدً عبدہ و رسولہ۔ ان کے ساتھ جو ستر سوار تھے انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ وہ رات حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت بریدہ رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ گزاری، صبح سویرے حضرت بریدہؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت آپؐ کے ساتھ ایک جھنڈا ہونا چاہیے، اس کے بعد انہوں نے اپنے سر سے اپنی پگڑی کھولی اور نیزہ کے اوپر باندھ کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آگے آگے چلنے لگے، پھر عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے غریب خانہ میں قیام فرمائیے اس سے مراد ان کی یہ تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس گھر کو شرفِ نزول سے مشرف فرمائیں جو انہوں نے مدینہ منورہ میں کرایہ پر لے رکھا تھا خواہش تھی کہ پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر اس گھر کو منزل بنائیں تو مجھے بہت بڑی سعادت حاصل ہو جائے گی، مگر حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میرا اُونٹ مامور ہے، جس جگہ بیٹھ جائے گا وہیں قیام کروں گا۔

روایات میں آتا ہے کہ مدینہ منورہ کے مسلمانوں نے جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں یہ سنا کہ آپؐ مکہ مکرمہ سے روانہ ہو چکے ہیں تو وہ صبح سویرے ہر روز پہاڑی مقام سے باہر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انتظار میں نکل جایا کرتے اور وہیں ٹھہرے رہتے جب ہوا شدید گرم ہو جاتی دھوپ سایہ دار مقامات پر پھیل جاتی اور کہیں سایہ نہ ملتا تو پھر واپس چلے آتے ان دنوں گرمی بھی خوب شدید ہوتی تھی جس دن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ منورہ میں نزول فرمایا تو اس دن بھی مسلمان اسی طرح انتظار میں بیٹھے رہے یہاں تک کہ جب سایہ نہ رہا تو اپنے گھروں میں واپس آ گئے اور جیسے ہی گھروں میں داخل ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہو گئی۔ اس وقت اتفاق سے ایک یہودی قلعہ کی چھت پر کسی کام سے چڑھا ہوا تھا اس نے دُور سے دیکھا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لا رہے ہیں چونکہ اسے معلوم تھا کہ مسلمان ہر روز آپؐ کے آنے کا انتظار کرتے ہیں چنانچہ اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتے ہی بلند آواز سے پکارا، اے بنی قیلہ! وُہ ذی شان ہستی پاک آ گئی جس کا تم انتظار کرتے تھے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد مبارک کی خبر سارے مدینہ منورہ میں پھیل گئی، تمام لوگ آپؐ کی جانب نکل کھڑے ہوئے مسلمانوں نے اس قدر خوشی و

Marfat.com

مسرت کا اظہار فرمایا کہ ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے تھے بچے بوڑھے جوان اور عورتیں سبھی خوشی کا اظہار کر رہے اور کہہ رہے تھے ”اللہ کے رسول تشریف لے آئے، اللہ کے نبی تشریف لے آئے“۔ اور اپنی عادت کے مطابق خوشی و مسرت سے اُچھل کود رہے تھے روایات میں آتا ہے کہ قبیلہ بنی نجار کی لڑکیاں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کی خوشی میں دف بجاتی ہوئی اور گاتی ہوئی نکل آئیں:

نحن جوار من بنی نجار
یَاحبذا محمدًا مِن جار

اسی طرح انصار کی خواتین نے بھی ہدیۂ تہنیت پیش کرتے ہوئے کہا:

طلع البدر علینا
مِن ثنیة الوداع
وَجب الشکرُ علینا
مادعیٰ لِلّٰہ داعِ

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری پر حبشی اپنی نیزہ بازی کے کرتب دکھاتے تھے مدینہ منورہ نے اس سے پہلے کبھی ایسا خوش کن منظر نہ دیکھا تھا اس دن لوگ تکبیر کے نعرے بلند کرتے تھے ہر چھوٹا بڑا بے انتہا خوش تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں میری عمر آٹھ نو سال کی تھی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری سے مدینہ منورہ کے در و دیوار ایسے روشن و منور ہو گئے جیسے سورج طلوع ہوتا ہے۔

جب حضور سرو کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خوشی و مسرت کے اِس عظیم الشان مظاہرہ کا مشاہدہ فرمایا تو قبائل انصار کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا، کیا تم مجھے پسند کرتے ہو؟ سب نے بیک زبان کہا، یقیناً یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اس پر آپؐ نے فرمایا، میں بھی تم سے محبت رکھتا ہوں، پھر فرمایا، اللہ گواہ ہے کہ میں تمہیں دلی دوست رکھتا ہوں تم میں سے میں عام لوگوں کو گروہ خواص میں سمجھتا ہوں۔

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مدینہ منورہ کے لوگ آپس میں گفتگو کرنے لگے لیکن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آج رات ہم بنی نجار میں رہیں گے چنانچہ آپ بنی عمرو بن عوف کے قبیلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کلثوم بن الہدم کے گھر کو شرف نزول کا اعزاز بخشا۔ ایک روایت کے مطابق بنی عبید کے ایک شخص کے گھر میں ٹھہرے، بعض کا کہنا ہے کہ سعد بن خثیمہ کے ہاں قیام فرمایا جن لوگوں نے یہ روایت کی ہے کہ آپ کلثوم بن الہدم کے ہاں اترے ان کا کہنا ہے کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کلثوم بن الہدم کے گھر سے باہر تشریف فرما ہوتے تو سعد بن خثیمہ کے گھر میں لوگوں سے ملنے کے لیے تشریف فرما ہوا کرتے تھے کیونکہ ان کی شادی نہیں ہوئی تھی اس لیے ان کے اہل وعیال نہ تھے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہاجرین صحابہ کرامؓ میں سے کنوارے صحابہ کرامؓ کا قیام ان ہی کے گھر میں تھا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے محلہ شیخ قبیلہ بنی الحارث بن الخزرج کے ایک شخص خبیب بن اساف کے پاس مقام سخ میں قیام فرمایا۔ بعض کا کہنا ہے کہ اسی قبیلہ کے خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے ہاں ٹھہرے۔ (واللہ اعلم)

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کھجور کے ایک درخت کے سائے میں سر مبارک جھکا کر خاموش تشریف فرما تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی پاس ہی تشریف فرما تھے اور لوگوں کی خیر وعافیت معلوم کرنے میں مصروف تھے انصار کے اکثر لوگ ایسے تھے جنہوں نے اس سے پہلے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا تھا، آپؐ کے پاس بہت بھیڑ لگ گئی وہ انصار جنہوں نے اس سے قبل آپ کی زیارت نہیں کی تھی وہ آپؐ میں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں امتیاز نہیں کر پا رہے تھے۔ اور پھر جب سورج بلند ہوا اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سایہ ہٹا تو حضرت ابوبکر صدیق اُٹھے اور آپؐ پر اپنی چادر پھیلا کر سایہ کیا اس وقت ان لوگوں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہچانا۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے محلے میں

Marfat.com

چار دن رات قیام فرمایا وہاں پر مسجد قبا کی بنیاد رکھی اور پہلی مسجد جس میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ منورہ میں نماز ادا فرمائی وہ مسجد قبا تھی۔ پھر جمعہ کے دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاص مدینہ شہر میں نزول فرما ہونے کے ارادے سے قبیلہ بنی عمرو بن عوف سے روانہ ہوئے اور بنی سالم بن عوف کے ہاں پہنچے پھر بطن بتولی میں جمعہ کی نماز ادا فرمائی اس مقام پر تقریباً ایک سو مسلمانوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جمعہ کی نماز ادا کی۔ اسی جگہ پر حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا اور یہ سب سے پہلا خطبہ تھا جو اسلام میں پڑھا گیا۔

اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاص مدینہ منورہ شہر کی طرف اپنے سفر کا آغاز کر دیا بنی سالم بن عوف کے لوگوں نے آپؐ سے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپؐ ہمارے ہاں تشریف فرما ہوں ہم تعداد، ساز و سامان اور عزت میں زیادہ ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی سواری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، اس کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ یہ مامور ہے۔ ان لوگوں نے راستہ چھوڑ دیا اور سواری چل پڑی۔ جب بنی بیاضہ کے احاطے کے نزدیک پہنچی تو اس قبیلے افراد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپؐ ہمارے پاس تشریف رکھیے ہم تعداد، ساز و سامان اور عزت میں زیادہ ہیں، زیادہ تعداد والوں، ساز و سامان والوں اور عزت والوں میں تشریف لائیے۔ آپؐ نے اپنی سواری کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، اس کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ یہ مامور ہے۔ ان لوگوں نے راستہ چھوڑ دیا اور دوبارہ سفر شروع ہو گیا۔ جب آپؐ کی سواری بنی ساعدہ کے احاطے سے گزری تو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت منذرؓ بن عمرو بنی ساعدہ کے لوگوں کو ساتھ لے کر راستے میں آ کھڑے ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہمارے پاس تشریف لائیے کہ ہم تعداد، ساز و سامان اور عزت و مرتبہ میں زیادہ ہیں، آپؐ نے ارشاد فرمایا، اس کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ یہ مامور ہے، انہوں نے راستہ چھوڑ دیا۔ سفر پھر شروع ہو گیا حتیٰ کہ آپؐ کی سواری بنی عدی بن نجار کے احاطے سے گزری، حضرت

Marfat.com

عبدالمطلب کی والدہ سلمیٰ بنت عمرو اسی خاندان کی تھیں۔اس قبیلے کے لوگ بھی راستے میں کھڑے ہوگئے اور عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اپنے ننھیال میں تشریف لائیے جو تعداد، سامان اور عزت ومرتبہ میں زیادہ ہیں۔آپؐ نے پھر فرمایا، اس کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ یہ مامور ہے جہاں اسے حکم ہوا ہے یہ اسی جگہ پر ٹھہرے گی۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری سفر کرتے کرتے بنی مالک بن النجار کے احاطے میں آئی اور اس میدان میں آئی جو حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسجد کے بالمقابل ہے تو وہ بیٹھ گئی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر تشریف فرما تھے جب سواری بیٹھ گئی تو آپؐ اُترے نہیں، سواری پھر اٹھی اور تھوڑی دُور جا کر واپس اسی جگہ پر آ کر بیٹھ گئی۔حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اُتر آئے اور ارشاد فرمایا کہ انشاء اللہ ہماری منزل یہی ہے چونکہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر وہاں سے نزدیک تھا اس لیے وہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سامان اٹھا کر اپنے گھر لے گئے اسی اثناء میں بعض انصار نے درخواست کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپؐ کا سامان مبارک تو حضرت ابوایوب انصاریؓ لے گئے ہیں اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے گھر تشریف آوری فرمائیں تو ہمارے لیے بڑی سعادت کی بات ہوگی، حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، مرد اپنے سامان کے ساتھ ہوتا ہے مطلب یہ تھا کہ آدمی کا قیام وہیں ہوتا ہے جہاں پر اس کا سامانِ سفر ہو۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر قیام فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سات ماہ تک اس مکان میں قیام پذیر رہے۔جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ایوب انصاریؓ کے مکان کو شرفِ اقامت سے سرفراز فرمایا تو آپؐ کے مکان کی نچلی منزل کو اپنے لیے پسند فرمایا اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اہل وعیال سمیت مکان کی بالائی منزل میں رہائش پذیر ہوگئے۔ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر

Marfat.com

ہوئے اور عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں اور میرے اہل وعیال رات بھر نہیں سوسکتے۔ آپؐ نے پوچھا کیوں؟ عرض کیا، اس خیال سے کہ ایسا نہ ہو بالائی منزل میں کوئی حرکت کرے یا چھت پر چلے اور خاک یا غبار نیچے آئے۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں میں چاہتا ہوں کہ آپؐ بالائی منزل میں تشریف رکھیں اور ہم نچلی منزل میں رہیں تاکہ ہمیں فکرو پریشانی سے نجات حاصل ہو، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اے ابوایوبؓ! مجھے نچلی منزل میں رہنے میں سہولت ہے اور مناسب بھی ہے کیونکہ میرے پاس لوگ آتے جاتے رہتے ہیں اُوپر آنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپؐ نچلی منزل میں ہوں اور ہم اوپر کی منزل میں الغرض حضرت ابوایوب انصاریؓ نے بہت اصرار کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبول فرمالیا اور کچھ مدت بالائی منزل میں قیام فرمایا، پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور حکم لائے کہ اب آپؐ اپنے لیے حجرہ مبارک اور مسجد تعمیر فرمائیں چنانچہ آپؐ نے مسجد اور اپنے حجرہ مبارک کی تعمیر شروع فرمائی۔

(تفہیم البخاری، سیرت ابن ہشام، زرقانی، مواہب لدنیہ، سیرت حلبیہ، معارج النبوۃ، مدارج النبوۃ، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، تاریخ طبری، تاریخ اسلام)

......☆......

Marfat.com

مدینہ طیبہ سے بدر تک

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ سفر مبارک مدینہ منورہ سے مقام بدر تک غزوۂ بدر کے سلسلہ میں تھا اس مبارک سفر میں بھی بہت سے واقعات پیش آئے۔ چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ جب حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر کرتے ہوئے مقام روحا پر پہنچے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ یہ عرب کی وادیوں میں سے ایک مقدس وادی ہے۔ یہ فرما کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہاں پر توقف فرمایا اور اسی مقام پر عشاء کی نماز ادا فرمائی۔ کہا جاتا ہے کہ نماز عشاء ادا فرمانے کے بعد وتر ادا فرمائے اور سجدہ سے سر اقدس اٹھانے کے بعد کفار کے لیے لعنت بھیجی اور تمام مشرکین میں سے ابو جہل اور قریش کی دوسری جماعت کے لیے بھی بددعا فرمائی اس کے ساتھ ہی آپ نے اُن مسلمانوں کے لیے جو مکہ مکرمہ میں کفار کی قید میں تھے نجات کی دُعا فرمائی۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مبارک سفر میں مدینہ منورہ کے بہادروں اور دلیروں میں سے ایک جری شخص خبیب بن یساف بھی آپ کے ساتھ شاملِ سفر تھا اور دوسرا شخص قیس بن محرث بھی شامل تھا اس بات سے قطع نظر کہ یہ دونوں اشخاص مشرک تھے لیکن پھر بھی لشکرِ اسلام کے ساتھ مدینہ منورہ سے چل پڑے تھے اور عقیق کے مقام پر مسلمانوں سے آملے تھے۔

خبیب بن یساف نے اپنے چہرے پر حریر کا نقاب ڈال رکھا تھا اور سر پر خود بھی رکھا ہوا تھا اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب ہی ساتھ ساتھ چلا آرہا تھا۔ حضور

Marfat.com

سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبیب کی طرف دیکھا اور اسے پہچانتے ہوئے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب رُخ انور پھیر کر ان سے استفسار فرمایا (حضرت سعد بن معاذؓ اس سفر میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلو مبارک میں چلے جا رہے تھے) کیا یہ خبیب یساف نہیں؟ حضرت سعد بن معاذؓ نے عرض کیا، ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اس کے بعد خبیب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے آ گیا چنانچہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے اور قیس بن محرث سے دریافت فرمایا کہ تم کس لیے ہمارے ساتھ آ رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپؐ ہمارے ہمسائے کے بھانجے ہیں، اب آپؐ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم اپنی قوم کے مال غنیمت کو حاصل کرنے کے لیے آئے ہیں۔ خبیب بن یساف نے کہا، میری جرأت و بہادری کا حال قوم کو معلوم ہے اور میں آپؐ کے ہم رکاب رہ کر دشمنوں کے ساتھ مال غنیمت کے لیے جنگ کروں گا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، پہلے اسلام قبول کرو اس کے بعد جنگ کرو۔ چنانچہ مقام روحاء پر پہنچ کر جناب خبیبؓ بن یساف حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں جلدی سے پہنچے اور کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں آپؐ کے اور ساری دنیا کے پروردگار پر ایمان لاتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت خبیب بن یساف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے سے بہت خوش ہوئے جبکہ قیس نے ایمان قبول نہ کیا اور کفر کی حالت میں واپس لوٹ گیا لیکن جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ منورہ پہنچے تو قیس حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ایمان کی دولت حاصل کی اور اپنی جان اسلام پر اس طرح قربان کی کہ غزوۂ احد میں شہید ہو گئے۔

راستے کی مسافت طے کرتے ہوئے جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام وادیٔ صفرا میں پہنچے تو آپؐ کی خدمت اقدس میں عرض کیا گیا کہ قریش کا لشکر ہماری جانب رُخ کر رہا ہے۔ اس پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مقام پر اپنے صحابہ

Marfat.com

کرامؓ میں سے اکابر صحابہ کرامؓ سے مشورہ فرمایا کہ قریش مکہ مکرمہ سے نکل آئے ہیں اور ہوسکتا ہے کہ ہماری ان کی لڑائی کی نوبت آئے پس تمہارا کیا مشورہ ہے؟ صحابہ کرامؓ میں سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھے اور نیک مشورہ دیا ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رائے سے اتفاق کیا پھر ساتھ ہی کہا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اللہ کی قسم! وہ قریش کے معززین کی جماعت ہے جب سے وہ معززین کی صف میں داخل ہوئے ہیں انہیں ذلت کا سامنا نہیں کرنا پڑا ہے اور وہ شروع سے کافر رہے ہیں اور ایمان نہیں لائے اور اب بھی وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے لہٰذا ان سے لڑنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی اس کے بعد اور بھی کئی صحابہ کرامؓ نے اسی طرح کی باتیں کیں۔ انصار کی طرف سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہم آپؐ پر ایمان لا کر آپؐ کی تصدیق کر چکے اور گواہی دے چکے ہیں کہ جو کچھ آپؐ لائے ہیں وہ حق اور سچ ہے اور آپؐ سے ہم نے عہد و پیمان باندھ رکھا ہے اب تک ہم اس پر قائم ہیں آپؐ ہمیں جہاں لے جانا چاہیں لے جائیں۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اس اللہ کی قسم! جس نے آپؐ کو سچائی کے ساتھ مخلوق کی جانب بھیجا ہے اگر آپؐ دریا میں بھی چھلانگ لگانے کا حکم دیں گے تو ہم دریا میں چھلانگ لگا دیں گے اور ہم میں سے کوئی پیچھے نہیں رہے گا جس کے ساتھ آپؐ تعلق رکھنا چاہیں تعلق رکھیں اور جس کے ساتھ منقطع کرنا چاہیں منقطع فرمائیں اور جس قدر بھی آپؐ چاہیں ہمارے اموال میں سے تصرف فرمائیں ہمارے لیے خوشی کا باعث ہوگا اور جو چاہیں چھوڑ دیں اور اس اللہ کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں ہماری جان ہے ہمیں کوئی ناگوار نہیں ہوگا کہ ہم دشمن تک پہنچیں اور اس سے جنگ کا موقع آئے شاید اللہ تعالیٰ ہم سے کوئی ایسی بات آپؐ کو دکھا دے کہ جس سے آپؐ کی چشمان مبارک روشن ہوں پس آپؐ چل پڑیں۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات کو انتہائی پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور انتہائی مسرت کا اظہار فرمایا اور منزل مقصود کی

Marfat.com

جانب دوبارہ سفر کا آغاز فرمایا اور ارشاد فرمایا، چلو اللہ کی عنایات و برکات کی تم کو بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے خاص ان دو جماعتوں ابوسفیان اور قوم قریش کے بارے میں مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ بخدا میں ان کے پچھڑنے کی جگہ کو دیکھ رہا ہوں۔

جب مسافت طے کرتے ہوئے بدر کے نزدیک پہنچے تو اثنائے راہ میں ایک بوڑھا شخص ملا جس کا نام سفیان الصمہ تھا اس بوڑھے سے پوچھا گیا کہ تم کون ہو؟ اس نے پوچھا کہ تم بتاؤ کہ تم لوگ کون ہو؟ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تم اپنے بارے میں ہمیں نہ بتاؤ گے تو ہم بھی تمہیں کچھ نہیں بتائیں گے۔ سفیان الصمہ نے کہا کہ آپ کا مقصد کیا ہے بتائیں؟ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تجھے قریش کی کوئی خبر ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ لوگ فلاں دن مکہ مکرمہ سے چل پڑے ہیں، اگر یہ بات درست ہے تو ان کو آج فلاں مقام پر ہونا چاہیے، پھر اس نے اس منزل کا نام لیا کہ فی الواقع قریش نے اس دن وہاں پر قیام کیا تھا، اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے پوچھا کہ کیا تمہیں محمدؐ اور ان کے صحابہ کرامؓ کا بھی کچھ پتہ ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ فلاں دن مدینہ منورہ سے نکل چکے ہیں اگر یہ بات واقعی درست ہے تو آج انہیں فلاں مقام پر ہونا چاہیے، پھر اس نے اس جگہ کا نام لیا جس پر واقعی مسلمان پہنچ چکے تھے اس کے بعد سفیان نے کہا کہ اب آپ اپنے بارے میں بتائیں کہ کہاں سے تشریف لا رہے ہیں؟ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا، من الماء چونکہ اس زمانے میں عراق کے باشندے اپنے علاقہ کو کثرت آب کی وجہ سے اہلِ ماء کا نام دیتے تھے اس لیے سفیان الصمہ نے یہ خیال کیا کہ شاید یہ عراقی ہیں لیکن حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقصد نطفہ سے تھا، اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی منزل کی جانب متوجہ ہوئے۔

بدر کے پہلے کنویں کے نزدیک پہنچ کر مسلمانوں نے قریش کے کئی غلاموں کو گرفتار کر لیا اور کئی بھاگ گئے۔ اس منزل پر قیام کے وقت حضرت خباب المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اگر اس منزل میں ہمارا قیام وحی کے

Marfat.com

مطابق ہے تو ہم ایک قدم نہ آگے بڑھا سکتے ہیں اور نہ ایک قدم پیچھے ہٹا سکتے ہیں، اگر یہ آپ ؐ کی ذاتی رائے کی بناء پر ہے تو یہ منزل ہمارے لیے مناسب نہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، نہیں اس بارے میں کوئی وحی نہیں آئی یہ میری ذاتی رائے تھی۔ حضرت خباب المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ پھر ہمیں یہاں سے کوچ کر جانا چاہیے اور آخری کنویں پر قیام کرنا چاہیے کیونکہ مجھے اس کنویں کے پانی کی مٹھاس اور بہتات کا پتہ ہے جب ہم وہاں پر پہنچیں تو ایک حوض بنالیں کنویں کو پاٹ دیں تا کہ ہمارے لیے پانی ہو اور دشمنوں کے لیے نہ ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اسی اثناء میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور وحی لائے کہ خباب ؓ کی رائے مناسب ہے۔ اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا کہ وہاں سے کوچ کیا جائے اور خباب ؓ کی رائے کے مطابق عمل کیا جائے۔

اسی رات حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اسلامی لشکر کے ہمراہ بدر کے نزدیک جا پہنچے اور ایک ایسے ریگستان میں اترے جہاں گھٹنوں گھٹنوں ریت میں دھنس جاتے تھے پیاس نے مسلمانوں پر غلبہ کیا بعض کو غسل کی اور بعض کو وضو کی حاجت تھی اور پانی نہیں تھا۔ چونکہ اسلامی لشکر اور پانی کے درمیان خاصہ فاصلہ تھا پس شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ باوجود اس کے کہ تم پیغمبر کے ساتھی ہو اور تمہارے ساتھ فتح و نصرت کا وعدہ کیا گیا ہے اور تمہاری یہ حالت ہے کہ پانی بھی تمہیں نہیں میسر ہے۔ اس وجہ سے کافی مسلمان رنجیدہ خاطر سے تھے کہ اچانک ابرِ رحمت آیا اور بارش شروع ہوگئی مسلمانوں نے غسل اور وضو کیا اور خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ اس جگہ کی ریت دب گئی اور زمین سخت ہوگئی چنانچہ اس پر سے گزرنا آسان ہوگیا دوسری طرف کافروں کی زمین میں کیچڑ ہوگیا شیطان کا وسوسہ جاتا رہا اور مسلمانوں کو اطمینان و سکون حاصل ہوا اور یہ آیت کریمہ اسی ضمن میں نازل ہوئی:

ترجمہ: "اور اللہ نے آسمان سے پانی اتارا تا کہ اس سے تم پاکی حاصل کرو اور اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں سے شیطان کو وسوسہ دُور فرمائے۔"

(مواہب لدنیہ، سیرت دحلانیہ، معارج النبوۃ، سیرت ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

نجد کا سفر مبارک

اس سفر مبارک کا سبب یہ تھا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خبر ملی کہ بنی ثعلبہ اور محارب کی ایک جماعت ذوامر میں جو کہ نجد میں ایک مقام ہے جمع ہوئی ہے اور ان کا ارادہ ہے کہ مدینہ منورہ کے نواح سے کوئی چیز اٹھا لے جائیں اور اس کا باعث ایک شرارتی آدمی غورث نامی ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرامؓ کے ایک لشکر کے ساتھ مدینہ منورہ سے باہر نکلے اور سفر کا آغاز فرمایا۔

اس سفر کے دوران راستے میں ایک جبار نامی شخص ملا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے دشمن کے بارے میں خبر پوچھی اس نے کہا کہ وہ آپ کے ساتھ لڑائی نہیں کریں گے بلکہ جب وہ آپ کی خبر سنیں گے تو پہاڑوں میں بھاگ جائیں گے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبار کو اسلام کی دعوت دی جبار نے اس دعوت کو قبول کیا اور اسلام پر ایمان لا کر مسلمان ہو گیا۔ جناب جبارؓ کو حضرت بلالؓ کا ساتھی بنا دیا گیا۔

اس سفر میں لڑائی کی نوبت نہیں آئی دشمن پہاڑوں پر پناہ گزین ہو گئے اور مسلمان ان کو دیکھتے رہے۔ اس سفر کے واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ اس دن خوب بارش ہوئی جس سے صحابہ کرامؓ کے کپڑے بھیگ گئے جس منزل پر پڑاؤ تھا وہاں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قمیص مبارک اُتار کر ایک درخت پر ڈال دی تا کہ خشک ہو جائے اس

Marfat.com

وقت بارش بھی بند ہو چکی تھی اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے دشمنوں نے جب حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تنہا دیکھا تو اپنے میں سب سے زیادہ بہادر اور دلیر شخص غورث کو ایک تلوار دے کر بھیجا کہ اس وقت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تنہا درخت کے نیچے آرام فرما رہے ہیں اور یہ بڑا اچھا موقع ہے کہ ان پر ہاتھ اٹھاؤ۔

چنانچہ غورث تلوار ہاتھ میں لے کر چپکے سے آیا اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سرہانے آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا، اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! آج کون آپ ؐ کو مجھ سے چھڑا سکتا ہے؟

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اللہ تعالیٰ۔ یہ سننا تھا کہ غورث کے دل پر دہشت طاری ہو گئی اور تلوار اس کے ہاتھ سے زمین پر گر پڑی۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی تلوار اٹھائی اور اس کے سر پر جا پہنچے اور فرمایا، تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ غورث نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی شخص آپ ؐ سے نہیں بچا سکتا۔ پھر غورث نے کلمۂ اسلام پڑھا اور اسلام قبول کیا اور قسم کھائی کہ پھر کبھی دشمنوں کو جمع نہیں کرے گا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام گیارہ روز وہاں سفر میں گزار کر واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ (سیرت رسول عربی ﷺ، سیرت سرکار دو عالم ﷺ)

......☆......

Marfat.com

مدینہ طیبہ سے اُحد تک

اس مبارک سفر میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ اسلامی لشکر بھی تھا اس سفر میں حضرت سعد بن معاذؓ اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں زرہ پہنے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے آگے چل رہے تھے۔ یہ سفر مبارک چھ شوال تین ہجری کو درپیش ہوا۔ اس سفر کی مسافت طے کرتے ہوئے جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام منزلِ شیخین میں پہنچے تو آپؐ نے درشت آواز سنی کہ ایک جماعت چیختے ہوئے فریاد کر رہی تھی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں؟

بتایا گیا کہ یہ عبداللہ بن ابی سلول کے یہودی ساتھی ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا، شرک والوں سے مشرکین پر مدد نہ لو۔ اس کے بعد حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس مقام پر لشکرِ اسلام کو ملاحظہ فرمایا، لشکرِ اسلام کی گنتی فرمائی اور صحابہ کرامؓ کے بچوں کی ایک ٹولی کو ملاحظہ کر کے ان کو واپسی کی اجازت فرمائی ان میں حضرت زید بن ارقمؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت رافع بن خدیجؓ، حضرت سمرہ بن جندبؓ، حضرت براُ بن عازبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت اُسامہ بن زیدؓ اور حضرت اسد بن ظہیرؓ شامل تھے۔ آپؐ نے ان سب کو فرمایا کہ مدینہ منورہ واپس چلے جائیں۔

حضرت اسد بن ظہیرؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! رافعؓ تیر انداز ہے۔ حضرت رافعؓ نے اس وقت اپنے آپ کو اُونچا کیا ہوا تھا تاکہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں بلند دکھائی دے اور ان کو اپنے ہمراہ لے چلیں۔ حضور سرور کائنات

Marfat.com

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت رافع رضی اللہ عنہ کو ساتھ چلنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ دیکھا کہ حضرت رافع رضی اللہ عنہ کو ساتھ چلنے کی اجازت مل گئی ہے تو حضرت بامر رضی اللہ عنہ بن سنان کو جوان کی والدہ کے خاوند تھے کہا، رافع رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دی ہے حالانکہ میں ان کو کشتی میں پچھاڑ سکتا ہوں۔ حضرت بامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں عرض کی۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کشتی کرنے کا حکم فرمایا۔ جب انہوں نے کشتی کی تو حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت رافع کو پچھاڑ دیا اس پر حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی شمولیت کی اجازت مل گئی۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی مقام پر رات گزاری، روایات میں آتا ہے کہ عشاء کی نماز ادا فرمانے کے بعد حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، آج کی رات کون ہماری نگہبانی کرے گا۔ ایک صحابی نے اُٹھ کر کہا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں نگہبانی کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، تم کون ہو؟ عرض کیا ذکوان۔ ارشاد فرمایا، بیٹھ جاؤ۔ دوبارہ دریافت فرمایا، آج رات کون ہماری حفاظت کرے گا۔ ایک صحابی اُٹھے اور کہا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں نگرانی کے فرائض انجام دوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تم کون ہو؟ عرض کیا ابوسبع۔ فرمایا، بیٹھ جاؤ۔

پھر تیسری مرتبہ پوچھا کہ آج رات ہماری پاسبانی کون کرے گا۔ ایک صحابی اُٹھے اور کہا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں پاسبانی کروں گا۔ دریافت فرمایا کہ تم کون ہو؟ عرض کیا، ابنِ عبد قیس۔ فرمایا، بیٹھ جاؤ۔ تھوڑی دیر گزرنے کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، کھڑے ہو جاؤ۔ حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے آپ نے فرمایا، تیرے دوسرے دو ساتھی کہاں ہیں؟ عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! تینوں مرتبہ میں نے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیا تھا۔ اس پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو اجازت مرحمت فرمائی۔ چنانچہ حضرت ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زرہ پہنی ڈھال کندھے پر رکھی اور تمام رات لشکر کے گرد گھومتے رہے اور حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

علیہ وسلم کے خیمہ کی پاسبانی کرتے رہے یہاں تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سو گئے۔
جب رات کا پچھلا پہر ہوا تو حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور ارشاد فرمایا، کہ کوئی ایسا رہبر چاہیے جو راستے کو اچھی طرح جانتا ہوتا کہ وہ دشمنوں کے سر پر عمدہ راستہ سے لے جائے۔ حضرت ابوحثمہ حارثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خدمت کو قبول کیا۔
اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام گھوڑے پر سوار ہوئے اور ابوحثمہ رہبر بنے۔
راستے میں مجبوراً ایک منافق کے باغ کے پاس سے گزر ہوا اس منافق کا نام ربع بن قبطی تھا یہ ظاہری آنکھوں سے بھی اندھا تھا اور باطنی آنکھوں سے بھی اندھا تھا اس اندھے کو جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گزرنے کی خبر ہوئی تو بدحواس ہوکر اٹھا اور لشکرِ اسلام کے سامنے خاک اڑانے لگا اور کہتا اگر تو اللہ کا رسول ہوتا تو میرے باغ میں داخل نہ ہوتا۔ یہ سن کر حضرت سعید بن زید بن اشہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کمان اس اندھے کے سر پر زور سے ماری جس سے اس کا سر پھٹ گیا اور خون بہنے لگا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اسے چھوڑ دو یہ اندھا ہے دل کا اندھا۔

اس منافق کا تعلق بنی حارثہ سے تھا اور لشکرِ اسلام میں بنی حارثہ کے کچھ لوگ شامل تھے وہ اس منافق کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت سعید سے کہا، تیرا یہ طرز عمل اس دشمنی کا نتیجہ ہے جو بنی عبدالاشہل کو بنی حارثہ سے ہے جسے انہوں نے ابھی تک ترک نہیں کیا۔ حضرت اُسید بن حضیر آگے بڑھے اور کہا اللہ کی قسم! یہ تمہارے ساتھ دشمنی کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ تمہارے نفاق کا نتیجہ ہے۔ خدا کی قسم! اگر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرمائیں تو تمہاری اور ہر اس شخص کی جو تمہاری طرح ہیں گردن اڑا دوں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا تو وہ خاموش ہو گئے اور سفر جاری رہا طلوع فجر کے ساتھ احد میں پہنچ گئے اس جگہ پر فجر کی نماز با جماعت ادا فرمائی۔

(زرقانی، مواہب لدنیہ، سیرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

......☆......

Marfat.com

مدینہ طیبہ سے دومتہ الجندل تک

دومتہ الجندل کا مقام مدینہ منورہ سے تیرہ چودہ روز کی مسافت پر شمال کی جانب واقع ہے، اس سفر پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ۲۵ ربیع الاول ۵ ھ کو روانہ ہوئے اس سفر کا سبب یہ تھا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ خبر ملی کہ دومتہ الجندل کے مقام پر ایک جماعت اکٹھی ہوگئی ہے جو کہ مسافروں کو بہت تکلیف پہنچاتی ہے اور اکیدر بن مالک نصرانی اس جگہ کا حاکم ہے اور وہ قیصر کے زیر فرمان ہے اور اس نے بہت سی فوج جمع کر رکھی ہے تاکہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ لڑائی کرے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی سرکوبی کے لیے مدینہ منورہ سے نکلے اور دومتہ الجندل کی طرف سفر کا آغاز فرمایا لشکر اسلام بھی ہمراہ تھا۔

اس سفر کے لیے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک رہبر کا تقرر بھی فرمایا تاکہ مختصر راستوں سے ہوتے ہوئے جلد از جلد منزل تک پہنچا جا سکے۔ رات کو سفر کرتے اور دن کے وقت راستہ سے ایک طرف ہو جاتے اور قیام فرماتے تھے جب ایک دن کا سفر رہ گیا تو رہبر نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مخالفین کے مویشی نزدیک ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دشمنوں کے مویشی پکڑنے اور اُن کا سامان ضبط کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ مسلمان اس مقصد کے لیے آگے بڑھے یہ دیکھ کر دشمن کے مویشی چرانے والوں اور سامان کے محافظوں نے اِدھر اُدھر بھاگ کر قلعہ دومتہ الجندل میں جا کر

Marfat.com

پناہ لی اور وہاں کے باشندوں کو صورت حال سے خبردار کیا وہاں کے لوگ بھی بھاگ اٹھے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہاں پر چند یوم تک قیام فرمایا کوئی بھی شخص مقابلے پر نہ آیا۔ اس مقام پر قیام کے دوران حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دشمنوں کے ایک شخص کو گرفتار کر کے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے اس کی قوم کے بارے میں خبر دریافت فرمائی اس نے بتایا کہ جب انہوں نے آپؐ کے اس طرف متوجہ ہونے کی خبر سنی تو وہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر تیزی سے بھاگ نکلے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شخص کو اسلام کی دعوت دی جو اس نے قبول کی اور مسلمان ہو گیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں پر چند روز قیام کے بعد واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے اس سفر کی مدت ایک ماہ سے زیادہ تھی۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم، سیرت ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

......☆......

Marfat.com

مریسع سے مدینہ طیبہ تک

یہ سفر مبارک شعبان ۵ھ ہجری کو پیش آیا یہ غزوۂ بنی المصطلق سے واپسی مدینہ منورہ کی جانب سفر تھا جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام لشکرِ اسلام کے ساتھ مریسیع کے مقام سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہونے لگے تو اس مقام پر واپسی کے دوران یہ واقعہ پیش آیا جو یہ تھا کہ سنان بن جہنی جو قبیلہ خزرج کی طرف سے عمرو بن عوف کا حلیف تھا اور جہجاہ بن سعید غفاری جو کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجیر اور مزدور تھے ان دونوں کے مابین ایک معمولی سی بات پر جھگڑا ہو گیا وہ جھگڑا یہ تھا کہ دونوں کے ڈول ایک کنویں میں گر گئے اور یہ دونوں ڈول ایک دوسرے سے ملتے جلتے تھے ان دونوں میں سے ایک ڈول نکل آیا۔ سنان نے کہا کہ یہ میرا ڈول ہے اور جہجاہ نے کہا یہ میرا ڈول ہے۔ اصل میں یہ ڈول سنان کا تھا بات بڑھتے بڑھتے جھگڑے تک جا پہنچی اور جہجاہ نے ایک زبردست گھونسہ سنان کے چہرے پر مار دیا جس سے ان کے منہ سے خون بہنے لگا۔ اس کے بعد سنان نے جو کہ انصار کا حلیف تھا انصار کو مدد کے لیے پکارا اور جہجاہ نے مہاجرین کو مدد کے لیے آواز دی۔ دونوں فریقین تلوار نکال کر ایک دوسرے کے مقابلے پر آ گئے قریب تھا کہ فتنے کی آگ بھڑک اٹھے مہاجرین نے سنان کی دل جوئی کی اور اسے پیار سے سمجھاتے ہوئے درخواست کی کہ وہ اپنے بھائی کو معاف کر دے اور اپنے حق کو چھوڑ دے۔ سنانؓ نے دوستوں کی خاطر جہجاہؓ سے درگزر کیا اور اپنے حق سے دستبردار ہو گئے۔ اس کے بعد یہ صورت حال مشہور منافق عبداللہ بن ابی سلول نے سنی تو وہ بڑا غضب ناک ہوا اور اپنے

Marfat.com

ساتھی منافقین کی جماعت میں آ کر کہنے لگا، مہاجرین کو جو قوت و طاقت حاصل ہوئی ہے وہ ہماری وجہ سے ہے خدا کی قسم میں مدینہ میں جا کر جو سب سے زیادہ عزت والا ہے اُسے سب سے زیادہ ذلیل کروں گا۔ پھر اس منافق نے کہا کہ یہ وہ کام ہے جو ہم نے خود کیا ہے تم نے انہیں اپنے شہر میں جگہ دی اپنے اموال میں ان کو شریک کیا اور وہ تمہارے ساتھ یہ معاملہ کرتے ہیں اگر تم ان کی اس طرح مدد و اعانت نہ کرتے تو آج وہ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوتے۔ الغرض یہ کہ اس منافق نے اسلام دشمنی میں بڑی بڑھ چڑھ کر باتیں کیں اور معاملے کو خوب اُچھالنے اور بھڑکانے کی کوشش کی۔

حضرت زید بن ارقم انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس منافق کی مجلس میں موجود تھے اور ابھی کمسن تھے جب اس منافق ملعون نے اس طرح کی باتیں کیں تو آپؓ نے باوجود کم عمری کے اس کے خلاف شدید احتجاج کیا اور پھر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں آ کر اس منافق سے جو کچھ سنا تھا بغیر کسی زیادتی کے اُسے بیان کر دیا۔ اس وقت بہت سے جید صحابہ کرامؓ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ایسا تو نہیں کہ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہو۔ حضرت زیدؓ نے قسم کھا کر اپنی بات کی سچائی کا یقین دلایا۔ عبداللہ بن ابی منافق کی بات سارے لشکر اسلام میں پھیل گئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ نبویؐ میں عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے اجازت مرحمت فرمایئے کہ میں اس منافق کو قتل کر دوں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اے عمرؓ! اگر میں اس کے قتل کو جائز قرار دوں تو مدینہ منورہ کے بہت سے سردار کانپ اٹھیں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، اگر آپؐ مہاجرین کو نہیں فرماتے تو محمد بن مسلمہؓ، سعد بن معاذؓ یا عبادہ بن بشرؓ سے فرمایئے کہ وہ اسے قتل کر دیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ لوگ کہیں گے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے بلکہ تم لوگوں سے کہو کہ وہ کوچ کریں۔ سخت گرمی کے باوجود حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپؐ کے فرمان کے مطابق عمل کیا۔ انتہائی شدید گرمی میں

Marfat.com

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار ہوئے اور کوچ کا ارادہ فرماتے ہوئے سفر کا آغاز فرمایا۔ لوگوں کو کچھ علم نہیں تھا کہ باوجود اس قدر شدید گرمی کے کوچ کا کیا سبب ہے دراصل مقصد یہ تھا کہ لوگ ان باتوں میں مصروف نہ ہوں۔ روایات میں آتا ہے کہ اس وقت حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیا وجہ ہے کہ اس وقت آپؐ نے کوچ فرمایا ہے؟ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہیں وہ بات نہیں پہنچی جو تمہارے ساتھی نے کہی ہے۔ انہوں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کون ساتھی اور اس نے کیا کہا ہے؟ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ابن ابی نے کہا ہے کہ جب میں مدینہ میں جاؤں گا تو عزیز ترین شخص کو ذلیل ترین کر کے نکال دوں گا۔ حضرت اسیدؓ نے عرض کیا کہ اگر آپؐ چاہیں تو اسے وہاں سے نکال دیں کیونکہ آپؐ کا عزیز ہونا مسلم ہے اور ذلیل ترین وہ شخص ہے اور عزت اللہ، اس کے رسول اور ایمان والوں کے لیے ہے۔

روایات میں آتا ہے کہ اس سفر کے دوران جب یہ واقعہ پیش آیا تو بعض انصار صحابہ کرامؓ جو کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھے انہوں نے جب حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے یہ باتیں سنیں تو عبداللہ بن ابی منافق کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ تیری طرف سے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں چند باتیں پہنچائی گئی ہیں اگر اس قسم کی باتیں تم سے سرزد ہوئی ہیں تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں پہنچ کر معذرت کر لے اور توبہ کر کے معافی مانگ لے تاکہ آپؐ اللہ تعالیٰ سے تیرے لیے مغفرت طلب کریں اور اپنی باتوں کا انکار ہرگز نہ کرنا تاکہ تیرے بارے میں کوئی ایسی آیت مبارکہ نہ نازل ہو جائے جو تجھ کو جھوٹا ثابت کر دے اور اگر تم نے یہ باتیں نہیں کی ہیں تو پھر بھی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں پہنچ کر قسم کھالے تاکہ اس الزام سے تیری بریت ہو۔ الغرض یہ کہ عبداللہ بن ابی منافق حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور بڑی بڑی

Marfat.com

قسمیں کھائیں کہ وہ باتیں جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گوش مبارک تک پہنچائی گئی ہیں وہ درست نہیں ہیں اور میں نے قطعاً وہ باتیں نہیں کی ہیں اور زید بن ارقمؓ اپنی بات میں جھوٹا ہے۔ بعض مسلمانوں نے اس کی باتوں کا یقین کرلیا اور بعض کا یہ خیال تھا کہ کم عمری کی وجہ سے حضرت زید بن ارقمؓ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ وہ لوگ جو عبداللہ بن ابی منافق کو عزت و وقار کی نظروں سے دیکھتے تھے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ایک بچے کی بات ہمارے بزرگ شیخ کے بارے میں تسلیم نہیں کی جاسکتی۔ الغرض یہ کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عبداللہ بن ابی منافق کی قسم اور بعض لوگوں کے کہنے سننے سے اس معاملہ سے درگزر فرمالیا۔
بعض لوگوں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہت ناراضگی اور غصے کا اظہار کیا حتیٰ کہ حضرت زید کے چچا نے ان سے کہا، اے زیدؓ! یہ کوئی کام نہیں جو تم نے کیا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تیری بات کی تکذیب کی اور عبداللہ بن ابی کی تصدیق فرمائی ہے لوگ تمہیں دشمن خیال کرتے ہیں۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس واقعہ سے بہت زیادہ غمگین ہوئے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ واپسی کے سفر کے دوران حضرت زیدؓ اونٹ پر سوار غم و ملال کی کیفیت میں خاموش چلے جارہے تھے کہ اچانک حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی سواری ان کی طرف دوڑائی اور ان کا کان پکڑ کر پیار سے مروڑا اور مسکراتے ہوئے ان کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا، اے زیدؓ! تمہیں خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تیری تصدیق اور منافقین کی تکذیب فرمائی ہے۔ اس کے بعد حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سورۃ المنافقون کی آیات کی تلاوت فرمائی۔

جب حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سچائی ثابت ہوئی تو حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبداللہ بن ابی کے پاس آئے اور اس کی خوب مذمت کی اور کہا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوتا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے لیے مغفرت طلب کریں۔ لیکن اس سیاہ دل اور باطن کے اندھے نے اپنی گردن کو اکڑایا اور منہ دوسری طرف پھیر لیا جیسے اُس پر کسی بات کا کوئی اثر نہیں اس پر

Marfat.com

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا، اللہ کی قسم! تیری گردن پھیرنے کے بارے میں بھی ضرور قرآن پاک نازل ہوگا۔ چنانچہ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

ترجمہ: ''اور جب ان منافقوں سے کہا جاتا ہے چلو تاکہ رسول اللہ تمہارے لیے استغفار کریں تو وہ سروں کو جھٹکتے ہیں اور تم دیکھتے ہو کہ وہ حاضر ہونے سے کتراتے ہیں یہ لوگ متکبر ہیں۔''

ایک روایت میں آتا ہے کہ عبداللہ بن ابی منافق کا ایک بیٹا تھا جو مسلمان تھا اور اسلام کی راہ میں بہت ثابت قدم اور محبت کی منازل میں بڑا مستحکم اور جذباتی تھا جب اس نے یہ سنا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے درخواست کی کہ محمد بن مسلمہؓ حضرت عبادہ یا کسی دوسرے انصاری کو فرمائیں تاکہ وہ اس منافق کو قتل کردے تو وہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اگر آپ میرے باپ کو قتل کرنا چاہیں تو مجھے اس کام پر مامور فرمائیں اللہ کی قسم! میں اس کے سر کو آپ کی خدمت اقدس میں حاضر کروں گا۔ خدا کی قسم! خزرج کے لوگ جانتے ہیں کہ میں اپنے باپ کا سب سے زیادہ خدمت گار ہوں بڑی مدت سے وہ میرے بغیر کسی دوسرے کے ہاتھ سے کھانا نہیں کھاتا مجھے ڈر ہے کہ اگر میرے بغیر کسی دوسرے نے اسے قتل کیا اور اس کے بعد میں نے اُسے دیکھا تو میری خواہش نفسانی مجھے اس بات پر اُبھارے گی کہ میں اس سے بدلہ لوں اور اس سبب سے میں دوزخ کا ایندھن بن جاؤں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تیرے والد کے قتل کرنے کا ارادہ نہیں کیا اور نہ ہی کسی شخص کو اسے قتل کرنے کا حکم دیا ہے جب تک وہ ہمارے درمیان ہے ہم اس کے ساتھ نیکی واحسان کریں گے۔

روایات میں آتا ہے کہ اس سفر کے اختتام کے وقت جب تمام لوگ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ مدینہ منورہ کے نزدیک پہنچ گئے تو اس وقت عبداللہ بن ابی منافق بھی مدینہ منورہ کے قریب پہنچا یہ وادی عقیق کا مقام تھا عبداللہ بن ابی نے مدینہ طیبہ میں

Marfat.com

داخل ہونا چاہا تو اس کا لڑکا اس کی راہ میں آ کر حائل ہو گیا اور اس نے اپنے والد کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر اسے روک لیا اور کہا، اللہ کی قسم! میں اس وقت تک تجھے شہر میں داخل نہیں ہونے دوں گا جب تک کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اجازت نہ فرمائیں کیونکہ تمام بنی آدم میں سب سے زیادہ عزیز ترین نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور سب سے زیادہ ساری دنیا میں تو ذلیل ہے اور تو بھی اس بات کا اقرار کر، میں نے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تیرے قتل کی اجازت طلب کی ہے۔

یہ تکرار جاری تھی کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے پاس سے گزرے۔ صحابہ کرام ؓ بھی تعجب سے اس صورت حال کو ملاحظہ کر رہے تھے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ بیٹا باپ کے ساتھ جھگڑ رہا ہے اور اپنے باپ کو مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے تلوار کھینچ کر روک رہا ہے اور اُس کا باپ فریاد کر رہا ہے کہ ”میں بچوں سے زیادہ ذلیل ہوں اور میں عورتوں سے زیادہ خوار ہوں“۔ مگر اس کا بیٹا اسے اُسی طرح پکڑے ہوئے ہے اور آگے نہیں بڑھنے دے رہا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا کہ ماجرا کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! عبداللہ بن ابی منافق کا بیٹا اپنے والد کو شہر میں داخل نہیں ہونے دیتا جب تک کہ آپ اجازت نہ فرمائیں اور عبداللہ بن ابی اپنے ذلیل ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے بیٹے سے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اور اس کے ساتھ نیکی اور نرمی کا سلوک کرو۔ چنانچہ اس نے اپنے باپ کا راستہ چھوڑ دیا۔

روایات میں آتا ہے کہ اسی سفر کے دوران حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار مدینہ منورہ کے نزدیک صُلصُل کے مقام پر گم ہو گیا۔ یہ منزل مدینہ طیبہ کے قریب ہی واقع ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہار کی گمشدگی کی وجہ سے اس منزل میں توقف فرمایا تاکہ گمشدہ ہار کو تلاش کر لیا جائے۔ اس مقام پر پانی نہیں تھا اور لوگوں کے پاس بھی پانی نہیں تھا نماز کے وقت وضو کے لیے بھی کسی کے پاس پانی موجود نہیں تھا اور نماز کا وقت فوت ہونے کے قریب پہنچ گیا اس وقت مسلمانوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر شکایت کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہار گم ہو جانے کی وجہ سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰہ والسلام نے اس مقام پر توقف فرمایا ہے جہاں پانی نہیں ہے اور قریب ہے کہ نماز کا وقت نکل جائے۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس آئے اس وقت حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی آغوش میں اپنا سر مبارک رکھے استراحت فرما رہے تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ پر سخت غصے اور ناراضگی کا اظہار فرمانا شروع کیا اور ان کو سخت باتیں کیں پھر اپنے ہاتھ کو نیزے کی طرف حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پہلو مبارک میں مارا لیکن حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس خوف سے حرکت تک نہ کی کہیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چشمان پاک خواب سے بیدار نہ ہو جائیں۔ جب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے تو پانی موجود نہیں تھا جس سے وضو فرمائیں اور نماز کی ادائیگی فرمائیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی اور سب نے تیمم کر کے فجر کی نماز ادا کی۔ اس موقع پر حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اے آل ابو بکرؓ! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اس قسم کی بہت سی برکات تمہاری وجہ سے مسلمانوں کو پہلے بھی پہنچی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب میں نے اُونٹ کو اُٹھایا تو اس کے نیچے سے ہار پڑا ہوا مل گیا۔

روایات میں آتا ہے کہ اس مبارک سفر سے واپسی کے وقت مدینہ طیبہ کے نزدیک اس قدر تیز اور شدید رفتار سے آندھی چلی کہ بعض لوگوں نے یہ سمجھا کہ شاید دشمنوں نے مدینہ طیبہ پر حملہ کیا ہے اور وہ لوٹ مار میں مصروف ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، خوفزدہ نہ ہو کیونکہ مدینہ منورہ امن و امان کی جگہ ہے اور یہ ہر آفت و بلا سے محفوظ ہے اور اس کا کوئی گوشہ اور کوئی گھاٹی خالی نہیں ہے جہاں پر کوئی فرشتہ حفاظت پر مامور نہ ہو۔ لیکن آج کوئی بہت ہی بڑا منافق مر گیا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان درست نکلا کیونکہ عبداللہ بن ابی منافق کا دوست زید بن رفاعہ فوت ہو گیا تھا اس کے مرنے سے عبداللہ بن ابی کو بڑا دکھ ہوا کیونکہ یہ دونوں منافقین آپس میں بڑی محبت رکھتے

Marfat.com

تھے۔اس سفر مبارک سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ۳۰ شعبان ۵ ھ کو مدینہ منورہ پہنچے۔(سیرت ابن ہشام، زرقانی، مدارج النبوۃ، تاریخ اسلام)

......☆......

عمرے کے لیے سفر مبارک

ذی قعدہ ۶ ھ کو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ عمرے کی نیت سے مکہ مکرمہ کو روانہ ہوئے یہ سفر کسی جنگ کی غرض سے نہیں تھا لیکن ایک موقع پر جنگ کا اندیشہ پیدا بھی ہو گیا تھا جس کے پیش نظر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیعت لی تھی۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں دیکھا کہ صحابہ کرامؓ کے ساتھ خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے ہیں عمرہ ادا فرمایا اور اپنے دست اقدس میں خانہ کعبہ کی چابی پکڑی۔بعض صحابہ کرامؓ نے سر منڈوائے اور عرفات میں ٹھہرے۔ جب حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے سامنے خواب بیان فرمایا تو وہ بہت خوش اور مسرور ہوئے اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سفر کا سامان مہیا کرنے میں مصروف ہوئے اور صحابہ کرمؓ سے بھی فرمایا کہ سفر کی تیاری کرو۔

یہ ذی قعدہ کی پہلی تاریخ اور دوشنبہ کا دن تھا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی اونٹنی قصویٰ پر کجاوہ ڈال کر سوار ہوئے اور مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔مدینہ منورہ میں حضرت عبداللہ بن مکتومؓ کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔روایات میں آتا ہے کہ اس سفر میں اکثر صحابہ کرامؓ کے پاس تلوار کے علاوہ کوئی ہتھیار نہ تھا کیونکہ وہ عمرہ کی نیت سے جا رہے تھے جبکہ بعض صحابہ کرامؓ مثلاً حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعد بن عبادہ رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلحہ کے متعلق مکمل اہتمام کیا تھا حالانکہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا کوئی حکم نہیں فرمایا تھا۔

اس سفر میں قربانی کے لیے ستر اُونٹ بھی ساتھ تھے۔ جب مشرکین مکہ کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکہ مکرمہ کی طرف آنے کی خبر ہوئی تو ان سب نے اتفاق کرلیا کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے انہوں نے اردگرد کے قبائل اور گروہوں سے اس معاملے میں مدد طلب کی تمام ان کی امداد کے لیے متفق ہو گئے اور مکہ مکرمہ سے باہر نکل کر چھاؤنی قائم کرلی۔

ابن ہشام نے لکھا ہے کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مقام عسفان میں پہنچے تو آپؐ سے بشر بن سفیان نے ملاقات کی، ان کو آپؐ نے حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا ہوا تھا۔ اُنہوں نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! قریش آپؐ کی آمد کی اطلاع سن چکے ہیں اور مکہ مکرمہ کے نزدیک ذی طوی کے مقام پر ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں انہوں نے ایک دوسرے سے عہد کیا ہے کہ آپؐ کو مکہ مکرمہ سے روکیں گے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس اطلاع کے ملنے پر صحابہ کرامؓ سے مشورہ طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا، کیا یہ مناسب ہے کہ ہم ان لوگوں کے اہل وعیال پر حملہ کریں جنہوں نے قریش کی مدد کی ہے اور ان کے گھر بار لوٹ لیں تاکہ ان میں بے چینی پیدا ہو اور وہ اپنے گھر بار کی خاطر قریش سے الگ ہو جائیں پھر ہم قریش کے ساتھ آسانی سے نمٹ لیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہم اس سال خانہ کعبہ کی زیارت اور عمرہ ادا کرنے کی نیت سے نکلے ہیں ہمارا کسی کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ نہیں تھا اگر قریش ہمیں خانہ کعبہ کی زیارت سے روکیں گے تو پھر اُس وقت ان سے جنگ کریں گے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مشورہ کو پسند فرمایا اور ارشاد فرمایا، اللہ کا نام لے کر چلو لیکن مقام کراع غمیم میں خالد بن ولید قریش کے ہراول دستہ کو لیے بیٹھا ہے اس لیے کون ہے جو ہمیں یہ راستہ چھوڑ کر جس پر کہ قریش ہیں کسی دوسرے راستے سے لے چلے تاکہ ہم ان کی بے خبری میں ان کے

Marfat.com

سر پر پہنچ جائیں۔ قبیلہ اسلم کے ایک آدمی نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ خدمت میں سر انجام دوں گا۔ چنانچہ یہ صحابی سب مسلمانوں کو ایک سخت پتھریلے راستوں سے گھاٹیوں کے اندر سے ہوتے ہوئے لے گئے جب اس راستے سے سب نکل گئے۔ مسلمانوں پر راستہ بڑا دشوار تھا اور نرم زمین پر وادی کے موڑ پر پہنچے تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، ''تم سب کہو ہم اللہ سے بخشش کے طلب گار ہیں اور اس کے حضور توبہ کرتے ہیں''۔ چنانچہ سب نے توبہ استغفار کی۔

روایات میں آتا ہے کہ خالد بن ولید کو اُس وقت علم ہوا جب مسلمانوں کے گھوڑوں کے سموں کے غبار کو دیکھا اور اسلامی لشکر کے حملہ سے شکست کو غنیمت جانتے ہوئے بھاگ کر قریش سے جا ملے اور ان کو صورت حال کی خبر دی۔ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حدیبیہ کے نزدیک واقع مقام ثنیہ المرار کے نزدیک پہنچے تو آپ ؐ کی اُونٹنی قصویٰ جس پر آپ ؐ سوار تھے بیٹھ گئی صحابہ کرام ؓ نے بڑی کوشش کی کہ اونٹنی اُٹھ جائے لیکن اونٹنی نہ اُٹھی اس پر صحابہ کرام ؓ نے فرمایا، قصویٰ تھک گئی ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، قصویٰ چلنے سے تھکی نہیں ہے اور نہ یہ اس کی عادت ہے البتہ اسے ہاتھی کے روکنے والے نے روک دیا یعنی جس نے محمود نامی ہاتھی کو جو خانہ کعبہ کو منہدم کرنے والے ہاتھیوں کے ساتھ آیا تھا جس طرح روک دیا تھا اور اسے بٹھا دیا تھا اسی طرح اس کو بھی روک دیا ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا، آج قریش مجھ سے جو بھی سوال کریں گے جس میں حرم کی تعظیم ہو میں اُسے قبول کرلوں گا۔ اس کے بعد آپ ؐ نے اونٹنی کو اشارہ فرمایا تو وہ کھڑی ہو گئی اور اُس کنویں کے پاس جا کر بیٹھ گئی جو حدیبیہ کی حدود میں واقع ہے اور اس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ اس پانی کو بھی صحابہ کرام ؓ نے نکال لیا اور تھوڑی دیر میں پانی ختم ہو گیا۔ صحابہ کرام ؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پیاس کی شکایت کی آپ ؐ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور اپنے ایک صحابی کو دیا یہ صحابی تیر لے کر وہاں ایک کنویں میں اُتر گئے اور وہ تیر کنویں کے بالکل درمیان میں گاڑ دیا چنانچہ پانی نے اس قدر جوش مارا کہ تمام لشکر سیراب ہو گیا۔

اس مقام پر اسلامی لشکر قیام پذیر ہو گیا تو پھر قبیلہ بنو خزاعہ کے دوسرے افراد کے

Marfat.com

ساتھ بدیل بن ورقاء خزاعی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلا کی خدمت اقدس میں آئے اور آپؐ سے دریافت کیا کہ آپؐ کس مقصد سے آئے ہیں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہم جنگ کے ارادے سے نہیں آئے ہمارا مقصد صرف زیارت کعبہ اور عمرہ ادا کرنا ہے۔ قریش کو جنگ کی بڑی خواہش ہے اور ان کی یہ خواہش ان کے لیے نقصان دہ ہے اگر وہ پسند کریں تو میں مدت متعین کر دیتا ہوں تا کہ ہم اس میں ایک دوسرے کے ساتھ جنگ کریں اور مجھے تمام کے ساتھ چھوڑ دیں اگر میں مغلوب ہو گیا تو ان کا مقصد حل ہو جائے گا اور اگر ان پر میں غالب آیا تو وہ بھی اگر چاہیں تو دوسروں کی طرح میری اطاعت کریں اور اگر نہ کریں گے تو پھر مصالحت کی معینہ مدت تک جنگ وجدال اور حرب وقتال سے فرصت ہوگی۔ اگر قریش میری ان باتوں سے جو میں نے کہی ہیں انکار کریں تو مجھے قسم ہے اُس اللہ کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں ان کے ساتھ جنگ کروں گا اور اُس وقت تک لڑتا رہوں گا جب تک کہ قتل نہ ہو جاؤں اور بے شک اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد کرے گا اور اپنے حکم کو نافذ کرے گا۔

بدیل اور دوسرے خزاعی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے اُٹھ کر واپس قریش کے پاس گئے اور کہا، اے گروہ قریش! محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معاملے میں تم جلد بازی کرر ہے ہو، محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جنگ کے لیے بالکل نہیں آئے ان کا مقصد صرف خانہ کعبہ کی زیارت کرنا ہے۔ یہ سن کر قریش بگڑ گئے اور کہا کہ اگر چہ جنگ کے ارادے سے نہیں آئے مگر ربِ کعبہ کی قسم! پھر بھی انہیں بیت اللہ میں بزور داخل نہ ہونے دیا جائے گا۔

روایات میں آتا ہے کہ اس کے بعد قریش نے باری باری دو اور اشخاص کو بھیجا اور اُنہوں نے بھی اسی طرح کی باتیں کیں جیسی کہ بدیل خزاعی نے کی تھیں اس پر عروہ بن مسعود ثقفی اُٹھا اور کہنے لگا، اے گروہ قریش! میں وہ سخت سست الفاظ سن چکا ہوں جو تمہارے پاس ہر وہ شخص لاتا ہے جسے تم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پاس روانہ کرتے ہو اور تم جانتے ہو کہ آپ لوگ میرے باپ کی جگہ ہیں اور میں آپ کا بچہ ہوں اور مجھے یہ بھی معلوم

Marfat.com

ہے کہ آپ پر کیا اُفتاد پڑی ہے اس لیے میں نے اپنی قوم کے ان لوگوں کو جمع کرلیا ہے جنہوں نے میری اطاعت کی ہے پھر میں تمہارے پاس آیا ہوں تا کہ تمہاری مدد کرسکوں۔ (یہ عروہ بن مسعود ثقفی بعد میں اسلام لے آئے تھے) قریشیوں نے ان سے کہا کہ تم نے سچ کہا ہے ہمیں تم پر اعتماد ہے۔ چنانچہ عروہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں آیا۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہی باتیں جو بدیل سے کی تھیں اسے بھی کہیں عروہ نے کہا، اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! تم نے اوباش لوگوں کی جماعت اپنے اردگرد جمع کرلی ہے پھر انہیں لے کر آئے ہو کہ اپنے قبیلے کو ان سے زک پہنچاؤ، سن لو قریش مع اپنی عورتوں اور بچوں کے نکل آئے ہیں چیتے کی کھالوں میں ملبوس ہیں خدا سے اُنہوں نے عہد کیا ہے کہ وہ تمہیں بہ زور مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہونے دیں گے اور خدا کی قسم! کل لڑائی کا رُخ بدلا تو یہ تمہیں چھوڑ جائیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے عروہ کی گفتگو سن کر گالی دیتے ہوئے کہا، کیا ہم لوگ انہیں چھوڑ جائیں گے؟ عروہ نے پوچھا، یہ شخص جو حد سے بڑھ رہا ہے کون ہے؟ عروہ کو بتایا گیا کہ یہ ابوبکرؓ بن ابوقحافہ ہیں۔ عروہ کہنے لگا، خدا کی قسم! اگر مجھ پر تمہارا احسان نہ ہوتا تو میں اس سخت کلامی کا جواب دیتا۔ حضرت ابوبکرؓ کا اس پر حق یہ تھا کہ زمانۂ جاہلیت میں عروہ پر قرض ہوگیا تھا اور حضرت ابوبکرؓ نے عروہ کو دس گائیں دی تھیں۔ اس کے بعد عروہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عربوں کے پرانے رواج کے مطابق داڑھی پکڑ کر باتیں کرنے لگا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر پر خود پہنے تلوار ہاتھ میں لیے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک کھڑے تھے جب عروہ کا ہاتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ریش مبارک تک پہنچتا تو حضرت مغیرہؓ تلوار کا دستہ عروہ کے ہاتھ پر مار کر کہتے ادب کا خیال رکھ اور اپنے آپ کو حد ادب سے نہ بڑھا۔ جب حضرت مغیرہؓ کی تنبیہ اور منع کرنا کئی بار ہوا تو عروہ بولا، تیرا بُرا ہو کتنا سخت دل اور درشت مزاج ہے۔ اس پر حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا، پھر عروہ نے پوچھا، یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا، یہ تمہارے عم زاد مغیرہ بن شعبہؓ ہیں۔ عروہ نے

Marfat.com

کہا، اے غدار! میں تیرے غدر کی اصلاح کرتا ہوں اور تیرے معاملہ کو درست کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور تو مجھے اس طرح بدلہ دیتا ہے۔عروہ کا اس جملے سے مطلب یہ تھا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے اسلام لانے سے پہلے بنو مالک جو کہ بنو ثقیف کی شاخ ہے کے تیرہ آدمی قتل کر دیئے تھے اس پر ثقیف کے دونوں قبیلے بھڑک اُٹھے تھے اس وقت عروہ نے مقتولین کے تیرہ خون بہا دیئے تھے اس طرح معاملہ ہموار کیا تھا۔

حاصل کلام یہ کہ عروہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے واپس قریش کے پاس گیا تو اس نے بھی وہی باتیں ان سے کیں جو پہلے آنے والے لوگ کر چکے تھے۔قریش نے کہا، اے عروہ! اس قسم کی باتیں ہم قبول نہیں کر سکتے ہم اپنے اس ارادہ پر ڈٹے ہوئے ہیں کہ ہم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کو خانہ کعبہ کی زیارت نہیں کرنے دیں گے۔

روایات میں آتا ہے کہ قریش نے اپنے چالیس یا پچاس آدمی بھیجے اور انہیں ہدایت کی کہ وہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لشکر کا چکر لگائیں اور آپؐ کے ساتھیوں میں سے اگر کوئی ہاتھ آئے تو اُسے مار دیں لیکن یہ تمام گرفتار ہو گئے اور ان کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں لایا گیا۔اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور ارشاد فرمایا کہ تمہیں مکہ مکرمہ جانا چاہیے تاکہ قریش کو سمجھاؤ کہ وہ جنگ کے ارادے سے نہیں بلکہ عمرہ کرنے کے لیے آئے ہیں۔حضرت عمرؓ نے فرمایا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپؐ کے قلبِ انور پر روشن ہے کہ قریش کی عداوت میرے متعلق کس قدر ہے اور آپؐ میری شدت طبع کو کفار کے بارے میں جانتے ہی کہ اگر ان کو مجھ پر قابو پانے کا موقع ملا تو بلاشبہ وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے اور مکہ مکرمہ میں بنو عدی سے کوئی شخص نہیں جو میری حمایت کر سکے۔اس لیے حضرت عثمان بن عفانؓ کو بھیجیے تو بہتر ہوگا کیونکہ وہ قریش کے نزدیک بہت عزیز ہیں اور ان کے بہت سے عزیز و اقارب بھی مکہ مکرمہ میں موجود ہیں۔

حضور نبی کرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تجویز کو پسند فرمایا چنانچہ حضرت عثمان

Marfat.com

غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے وقت حضرت عثمان ؓ کو ابان بن سعید بن العاص ملا اُس نے آپ ؓ کو اپنے یہاں قیام پر آمادہ کیا اور اُس وقت تک اپنی پناہ میں رکھا جب تک حضرت عثمان ؓ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیغام نہ پہنچا دیا۔ پھر حضرت عثمان غنی ؓ ابو سفیان اور دوسرے قریشی معززین کے پاس آئے اور ان کو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ پیغام سنایا جو وہ لے کر آئے تھے۔ قریش نے اس پیغام کے جواب میں حضرت عثمان غنی ؓ سے کہا، اگر تم چاہو تو بیت اللہ کا طواف کر لو۔ حضرت عثمان ؓ نے فرمایا، میں اُس وقت تک طواف نہ کروں گا جب تک حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود طواف نہ کریں۔ اس پر قریش نے حضرت عثمان ؓ کو اپنے پاس روک لیا۔ جب حضرت عثمان غنی ؓ کے جانے اور وہاں قیام کو کئی دن گزر گئے تو اسلامی لشکر میں یہ خبر پھیل گئی کہ حضرت عثمان ؓ کو شہید کر دیا گیا ہے۔

جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ خبر ملی کہ حضرت عثمان ؓ کو قتل کر دیا گیا ہے تو آپ ؐ نے ارشاد فرمایا، اب ہم اس جگہ سے اُس وقت تک نہ ہٹیں گے جب تک کہ اس قوم سے جنگ نہ کر لیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو بیعت کرنے کی دعوت دی یہی بیعتِ رضوان ہے جو درخت کے نیچے لی گئی کوئی ایک مسلمان بھی ایسا نہ تھا جو وہاں پر موجود ہو اور اُس نے بیعت نہ کی ہو۔ اس بیعت میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بائیں دست مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، یہ عثمان ؓ کا ہاتھ ہے۔ اس کے بعد آپ ؐ نے دست مبارک دوسرے دوست مبارک پر رکھ کر حضرت عثمان غنی ؓ کی طرف سے خود بیعت فرمائی۔

مسلمانوں کے اس عزم کی اطلاع جب کفار کو ملی تو اُنہوں نے مکرز بن حفص، سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبد العزیٰ کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس صلح کے لیے بھیجا۔ سہیل نے درخواست کی کہ قریش آپ ؐ سے صلح کرتے ہیں بشرطیکہ آپ ؐ اس سال واپس چلے جائیں اور آئندہ سال عمرہ ادا فرمائیں۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نرمی برتتے ہوئے قریش کے ساتھ اس طرح صلح فرمائی کہ دس سال تک

Marfat.com

مسلمانوں اور قریش میں جنگ نہیں ہوگی ان دس سالوں میں جنگی ہتھیار نہیں اُٹھائے جائیں گے اور ایک دوسرے کے شہروں میں آمدورفت ہوتی رہے گی ایک دوسرے کے اموال اور جانوں سے تعرض نہیں کریں گے اور مشرکین میں سے ہر شخص جو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس معاہدہ میں شامل ہوگا قریش اس سے تعرض نہیں کریں گے اور جو شخص قریش کے ساتھ معاہدہ کرے گا مسلمان اس سے مزاحم نہیں ہوں گے۔ جب مسلمان آئندہ سال عمرہ ادا کرنے کے لیے آئیں گے تو تلواریں میان میں ہوں گی اور تین دن سے زیادہ مکہ مکرمہ میں قیام نہیں کریں گے اور ایک دوسرے کے حلیف سے بالکل تعرض نہ کریں گے کفار میں سے جو شخص بغیر اجازت مسلمان ہوکر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خدمت اقدس میں آئے گا اور اپنے دین سے بیزار ہوکر مسلمانوں کے پاس آجائے گا اُسے واپس بھیج دیا جائے گا اور مسلمانوں میں سے جو شخص مرتد ہوکر قریش کی پناہ میں چلا جائے گا قریش اُسے واپس نہیں بھیجیں گے۔ آخری شرط سے صحابہ کرام ؓ کو تعجب ہوا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپؐ اس شرط کو قبول فرماتے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ السلام نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا، جب اس جماعت میں سے کوئی شخص ہمارے پاس آئے گا اور ہم اسے واپس کردیں گے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کشادگی کا راستہ پیدا کردے گا اور جو شخص ہم سے اعراض کرے گا اور کفار کے پاس چلا جائے گا سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں بلکہ وہ مشرکین کے ساتھ ہی رہنے کے زیادہ مناسب ہے۔

قریش کے ساتھ معاہدۂ امن کے بعد آپؐ اواخر ذی قعدہ میں واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ روایات میں آتا ہے کہ صلح حدیبیہ سے پہلے اسلام میں اتنی بڑی کوئی فتح حاصل نہیں ہوئی اس لیے کہ جہاں بھی لوگ ایک دوسرے سے دوچار ہوتے تھے جنگ ہوکر رہتی تھی لیکن جب یہ معاہدہ ہوا تو جنگ روک دی گئی لوگ ایک دوسرے سے مامون ہوگئے اور میل ملاقات کرنے لگے آپس میں گفت وشنید اور تبادلۂ خیال ہونے لگا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگر کوئی شخص اسلام کے بارے میں بات کرتا اور اس کی سمجھ میں کوئی چیز آجاتی تو وہ اسلام

Marfat.com

میں داخل ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا۔اس سے پہلے مسلمانوں کی جو تعداد تھی اس کے برابر یا ان سے بھی زیادہ لوگ ان دو برسوں میں اسلام میں داخل ہوئے اور پھر جب آپ ؐ صلح حدیبیہ کے دو سال بعد مکہ مکرمہ فتح کرنے نکلے تو آپؐ کے ساتھ دس ہزار مسلمان مجاہدین تھے۔(سیرت دھلانیہ، سیرت حلبیہ، الاستیعاب، تاریخ طبری)

......☆......

خیبر کی طرف سفر مبارک

یہ سفر مبارک ہجرت کے ساتویں برس پیش آیا تھا اس کا سبب یہ تھا کہ جنگِ خندق میں یہودی بُری طرح ناکام ہوئے تھے اس لیے وہ ہر وقت اس موقع کی تلاش میں رہتے تھے کہ کسی طرح مسلمانوں پر کاری ضرب لگائی جائے۔قبائل غطفان جو کہ لوٹ مار کے شوقین تھے ان کے ہاتھ بھی کچھ نہ آیا تھا اور پھر جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قریش سے حدیبیہ میں صلح کر لی تھی اور چونکہ بظاہر اس صلح نامہ میں کچھ شرائط ایسی تھیں جو قریش کے حق میں جاتی تھیں اس لیے غطفان اور اہل خیبر کی ہمت بڑھ گئی اور یہود طرح طرح سے مسلمانوں کو تنگ کرنے لگ گئے تھے۔چنانچہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ۷ھ کے ماہ محرم کے آخری دنوں میں خیبر کی طرف تشریف لے گئے۔مدینہ منورہ میں حضرت سباع بن عرفطہ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر فرمایا اور ایک ہزار چار سو صحابہ کرامؓ کے ساتھ ایک روایت کے مطابق سولہ سو صحابہ کرامؓ کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئے اسلامی لشکر میں دو سو گھوڑے بھی تھے۔

مدینہ منورہ کی جانب شمال کی طرف سے ایک سمت مشرق کی طرف صحرائے نجد اور دوسری طرف مغرب میں پہاڑی سلسلہ دور تک چلا گیا ہے جس کے کنارے سے تقریباً سو میل کے فاصلے پر ایک سرسبز و شاداب وادی ہے جس کو خیبر کہتے ہیں۔اُس زمانے میں یہ وادی یہودیوں کی طاقت کا زبردست مرکز تھی جہاں چھ مضبوط قلعے تھے جن کی وجہ سے یہ

Marfat.com

مقام اور بھی مضبوط ہو گیا تھا۔ خیبر کے اطراف میں بنی غطفان کا زبردست قبیلہ آباد تھا جس کی مختلف شاخیں بنی مرہ اور فزارہ وغیرہ مدینہ منورہ کے قریب تک آباد ہو گئی تھیں۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مدینہ منورہ سے خیبر جانے کو نکلے تو مدینہ منورہ اور وادی الفرع کے درمیان واقع عضر پہاڑ کے راستے چلے جہاں آپؐ کے لیے ایک مسجد بنائی گئی تھی آپؐ مدینہ منورہ اور خیبر کے درمیان واقع ایک مقام صبا پہنچے اس کے بعد لشکر لے کر خیبر سے قریب ترین وادی رجیع میں قیام فرمایا یہ منزل خیبر اور غطفان کے درمیان تھی اس جگہ پر قیام کرنے کا مقصد یہ تھا کہ آپؐ اہلِ خیبر اور غطفان کے درمیان حائل ہو جائیں تا کہ غطفان اہلِ خیبر کو کوئی کمک نہ پہنچا سکیں۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد کی خبر سن کر یہود اپنے قلعوں میں گھس گئے اور اندر سے پتھر اور تیر برسانے لگے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلامی لشکر کو قلعوں کے چاروں طرف اس طرح سے پھیلا دیا کہ ہر قلعہ کا الگ الگ محاصرہ کر لیا اس طرح ایک قلعے کا دوسرے قلعے سے رابطہ ٹوٹ گیا۔ سب سے پہلے ناعم قلعہ فاتح ہوا جس میں محمد بن مسلمہؓ کے بھائی محمود بن مسلمہؓ انتہائی بے جگری سے مقابلہ کرتے ہوئے کنانہ بن الرجیع کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ اس کے بعد دوسرے قلعے بھی مسلمانوں نے آہستہ آہستہ فتح کر لیے مگر خیبر کا قلعہ قموص جس میں مشہور یہودی مرحب رہتا تھا کسی طرح فتح نہ ہوتا تھا اسلامی لشکر بار بار اس قلعہ پر تابڑ توڑ حملے کرتا لیکن یہودیوں کی طرف سے زبردست مزاحمت ہوتی تھی احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ ایک رات حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جس کو اللہ اور اس کا رسول چاہتا ہے اور جو اللہ اور رسول کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح فرمائے گا۔

جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا کہ کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جس کو اللہ اور اس کا رسول چاہتا ہے تو حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھا اور پھر اس اُمید کے ساتھ اُٹھا کہ جھنڈا مجھے عنایت فرمایا جائے گا۔ حضرت سہیل بن سعدؓ

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ جس رات حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کلمۂ زبانِ اقدس سے ادا فرمایا تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان جوش وخروش پیدا ہوا کہ دیکھیں کل ہم میں سے کس کو جھنڈا عطا ہوتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے سوائے اس دن کے کبھی بھی امارت کو پسند نہیں کیا اور نہ ہی کبھی اس کی خواہش کی۔

حضرت بریدہ بن خضیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قریش کی ایک جماعت ایک دوسرے سے کہتی تھی کہ یہ تو طے شدہ بات ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مرتبہ پر فائز نہ ہوں گے کیونکہ وہ آنکھوں میں درد کی وجہ سے مدینہ منورہ میں ہیں اور شدت درد کی وجہ سے اپنے پاؤں تک نہیں دیکھ سکتے۔ جب صبح ہوئی تو حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیمہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور فرمایا، علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ان کی آنکھیں دُکھتی ہیں۔ آپؐ نے حکم فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ کو لاؤ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لایا گیا حضورؐ نے حضرت علیؓ کے سر کو اپنی ران پر رکھ کر اپنا لعاب دہن مبارک ان کی آنکھوں میں لگایا فوری طور پر آنکھوں کی تکلیف رفع ہو گئی اور آنکھیں پہلے سے بھی زیادہ اچھی ہو گئیں۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُعا فرمائی، یا اللہ! ان سے گرمی وسردی دونوں کو دُور رکھ۔ ابن ابی لیلیٰ کا کہنا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ گرمی کے موسم میں روئی سے بھرا ہوا لباس پہنتے تھے اور ان کو گرمی نہیں لگتی تھی اور سخت سردیوں میں باریک لباس پہنتے تھے اور انہیں اس سے کوئی نقصان نہ ہوتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد پھر کبھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آنکھوں کی تکلیف بھی نہیں ہوئی۔

جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا مرحمت فرمایا تو اس وقت ان کو اپنی خاص زرہ بھی پہنائی اور ذوالفقار تلوار میان میں باندھ کر ارشاد فرمایا، یہ جھنڈا لے کر جاؤ اور لڑو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا کرے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، "ان کو اسلام کی طرف دعوت دو اور خبر کر دو اس چیز سے جو ان پر حق اللہ میں سے واجب ہے"۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھنڈا لے کر نکلے تمام صحابہ کرامؓ ان کے ساتھ تھے حضرت علیؓ نے وہاں پہنچ

Marfat.com

کر قلعے کے نیچے پتھروں کے ایک ڈھیر پر جھنڈا گاڑ دیا۔ قلعے کی چوٹی سے ایک یہودی نے جھانک کر دیکھا اور پوچھا، تم کون ہو؟ جواب میں فرمایا، ''میں علی بن ابو طالبؓ ہوں'' اب یہودی نے کہا، اُس کتاب کی قسم! جو موسیٰؑ پر نازل کی گئی تم ہم پر غالب ہو چکے ہو۔ پھر یہودی نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا، توریت کی قسم! تم اس شخص سے مغلوب ہو گے یہ فتح کیے بغیر نہ لوٹے گا۔

ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ قلعہ سے مرحب کا بھائی حارث یہودی نکلا اُس کے ساتھ اُس کی قوم کے کئی افراد تھے انہوں نے قلعہ سے باہر نکلتے ہی مسلمانوں پر حملہ کر دیا جس سے کئی مسلمان شہید ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوری طور پر ادھر متوجہ ہوئے اور تلوار کے ایک ہی وار سے حارث یہودی کو جہنم واصل کر دیا۔ جب مرحب کو اپنے بھائی کے مارے جانے کا پتہ چلا تو وہ انتہائی غیظ وغضب کے عالم میں یہودیوں کی ایک جماعت کے ساتھ قلعہ سے باہر نکلا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے مقابلے کے لیے آگے بڑھے اور تھوڑی دیر کے بعد مرحب کی لاش زمین پر پڑی تڑپ رہی تھی۔ باقی یہودی شکست کھا کر قلعے کی طرف بھاگے اور چاہا کہ قلعے کا پھاٹک بند کر لیں مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قلعے کا دروازہ اُکھاڑ کر پھینک دیا اس طرح اسلامی فوج قلعے میں داخل ہو گئی۔

جب اسلامی فوج نے خیبر کے تمام قلعوں کو فتح کر لیا تو تمام قلعوں والے امان دیئے جانے کی فریاد کرنے لگے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت طلب فرمائی، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے اہلِ خیبر کو امان دے دی گئی اور یہ شرط رکھی گئی کہ ہر آدمی اونٹ پر کھانا لاد کر لے جائے اور ان شہروں سے باہر نکل جائیں۔ نقدی، اسلحہ اور تمام سامان مسلمانوں کے پاس چھوڑ جائیں اور کسی چیز کو چھپا کر نہ رکھیں اور اگر کوئی ایسا سامان ظاہر ہو جائے جو انہوں نے بتایا نہ ہو گا تو پھر امان نامہ بھی ان کے عہد و پیمان کی مانند ختم و نابود ہو جائے گا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب فتح کی خبر لے کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں پہنچے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو آغوش میں لیا اور

Marfat.com

دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور ارشاد فرمایا، ''تمہاری کوشش اور بہادرانہ کردار کی خبر مجھے، پہنچی بے شک اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہے اور میں تجھ سے راضی ہوں۔''

جب خیبر کے تمام قلعے مسلمانوں نے فتح کر لیے تو کنانہ بن ابی الحقیق کا قلعہ قموص فتح کرنے سے مسلمانوں کے ہاتھ چار سو تلواریں، ایک سو ڈھال، پانچ سو کمانیں، ایک ہزار نیزے اور بے شمار مال و اسباب آیا۔ روایات میں آتا ہے کہ بنی نضیر جب مدینہ منورہ سے جلاوطن ہوئے تو ان میں ابی الحقیق کا خاندان بہت ہی رئیس تھا ابو رافع سلام بن ابی الحقیق کا لقب تاجر الحجاز تھا اور قریش اور عرب قبائل میں اس کا سود کا کاروبار تھا۔ کعب بن اشرف اس کا نواسہ تھا اور ملک الیہود کنانہ بن ربیع اس کا بھتیجا تھا۔ کنانہ کے پاس بے شمار دولت تھی اُس نے اونٹ کی کھال میں وہ سونا، زیور اور جواہرات جو اُسے اپنے باپ کی وراثت سے ملے تھے بھر رکھے تھے اور اس کے پاس بے شمار لوگوں کے زیوارت جمع تھے چونکہ مکہ مکرمہ میں جب کسی کو شادی یا دیگر ضروری کاموں کی وجہ سے ضرورت پڑتی تو وہ کنانہ سے اُدھار لیا کرتے تھے اس تمام خزانے کو اس نے ایک ویرانے میں دفن کر دیا تھا تاکہ مسلمانوں کے ہاتھ نہ لگے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کنانہ کے خزانے کے بارے میں علم تھا اس لیے آپؐ نے کنانہ کو بلایا اور اُس سے اُس کے خزانے کے بارے میں پوچھا اُس نے کہا، یا ابوالقاسم! سب خرچ ہو چکا اُس کو تو ہم جنگی سامان کی فراہمی اور دیگر ضروریات میں خرچ کر چکے ہیں اب اس میں سے کچھ بھی باقی نہیں ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتمام حجت کے واسطے فرمایا کہ اگر اس کے بعد اس کے خلاف ظاہر ہوا تو تمہارا خون مباح ہوگا اور تمہیں امان نہیں ہوگی۔ کنانہ نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس بات پر گواہ ہوئے اس کے ساتھ ہی یہودیوں کی ایک جماعت کو بھی گواہ بنا لیا گیا۔

خیبر کے ایک شخص نے کنانہ سے کہا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تم سے جو کچھ طلب کرتے ہیں اگر تمہارے پاس ہیں اور تم جانتے ہو کہ وہ کہاں ہے تو ان کو بتا دو ورنہ مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس پر سے مطلع فرما دے گا اور تو ذلیل ہوگا۔ کنانہ نے اس شخص

Marfat.com

کی بات کی طرف کوئی توجہ نہ کی اور اپنی ضد پر ڈٹا رہا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس سے آگاہ فرمادیا کہ وہ خزانہ کہاں ہے۔ چنانچہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کنانہ کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ آسمانی خبر کے مطابق تم جھوٹے نکلے ہو۔ اس کے بعد آپؐ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ اُس ویرانہ میں بھیجا اور مسلمان زمین کو کھود کر وہاں سے خزانہ نکال لائے۔ ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ ایک یہودی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں آیا اُس نے آپؐ کو بتایا کہ میں نے کنانہ کو ہر روز صبح کے وقت اس ویرانے کا چکر لگاتے ہوئے دیکھا ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کنانہ سے فرمایا، کیا تمہیں معلوم ہے کہ اگر خزانہ تمہارے پاس سے برآمد ہوا تو تم مارے جاؤ گے۔ کنانہ نے اثبات میں جواب دیا اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا انہوں نے ویرانہ کھود کر خزانہ نکال لیا چونکہ اس عذر کی وجہ سے جو کنانہ کی طرف سے ظہور پذیر ہوا یہود کا خون مباح ہو گیا۔ کنانہ جس کے سابقہ جرائم انتہائی سنگین تھے اس نے لڑائی کی یہ آگ بھڑکائی تھی اور محاصرے کے دنوں میں حضرت محمود بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تھا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کنانہ کو محمد بن مسلمہؓ کے حوالے کر دیا تا کہ وہ اس کو اپنے بھائی محمود بن مسلمہؓ کے عوض قتل کر دیں۔

کنانہ کے قتل کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہودیوں پر اپنا کرم فرمایا اور ان کا خون نہ بہایا صرف یہ حکم فرمایا کہ ان کی عورتوں کو قید اور ان کے اموال کو غنیمت کے طور پر قبضہ میں لے لیا جائے، پھر اس حکم کو عام کر دیا گیا کہ تمام اکٹھی ہونے والی غنائم کو ساز و سامان، اسلحہ اور مویشیوں سمیت قلعہ نطاۃ میں جمع کر دیا جائے اس کے ساتھ ہی یہ اعلان بھی کرا دیا گیا کہ اگر ایک سوئی یا رسی بھی کسی نے چھپائی تو وہ غنیمت میں خیانت تصور ہو گی اور دوزخ میں لے جانے کا باعث ہو گی۔ کہا جاتا ہے کہ ایک حبشی غلام کرکرہ نامی جس کے سپرد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سفری سامان ہوتا تھا انہی دنوں

Marfat.com

میں فوت ہوگیا حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ دوزخ میں ہے۔ صحابہ کرامؓ نے اس بارے میں جستجو کی تو اس کے سامان میں سے غنائم خیبر میں سے ایک ریشمی چادر ملی جو اُس نے تقسیم سے پہلے ہی چھپا کر رکھی ہوئی تھی۔

جب تمام غنائم جمع ہو گئے تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ تمام اہلِ لشکر کو بھی جمع کریں چنانچہ جب تمام مسلمان جمع ہو گئے تو ایک ہزار چار سو مرد تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خمس نکالنے کے بعد ان غنائم کو ان لوگوں پر تقسیم کیا پیدل کو ایک حصہ اور سوار کو دو حصے دیے وہ عورتیں جو لشکر کی خدمت کے لیے تھیں اور مریضوں اور زخمیوں کا علاج معالجہ کرتی تھیں انہیں بھی کچھ دے دیا لیکن حصہ مقرر نہیں دیا اور وہ مسلمان جو خیبر کی جنگ میں موجود نہ تھے ان کو غنائمِ خیبر میں سے کچھ نہیں دیا صرف مہاجرین حبشہ کو دیا۔ خیبر کی اراضی کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو حصے کیے نصف بیت المال میں مہمانی، سفارت اور غرباء و مساکین کی امداد کے لیے اپنے قبضہ میں رکھا باقی مجاہدین میں تقسیم کر دیا۔ اراضی مکمل طور پر یہود کے قبضے میں رکھی گئی تھی وہی کاشت کرتے تھے اور پیداوار کا نصف سالانہ ادا کرتے تھے۔

جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خیبر سے واپس ہوئے تو وادی القریٰ کی طرف توجہ فرمائی اور منزل صہبا میں قیام فرمایا وہیں پر حضرت صفیہؓ سے زفاف ہوا اور پھر چند دنوں کے بعد واپس مدینہ منورہ تشریف لائے۔

(سیرت ابن ہشام، مدارج النبوۃ، سیرت رسول عربی ﷺ، سیرت ہادیٔ عالم ﷺ)

......☆......

Marfat.com

فتح مکہ کے لیے سفر مبارک

یہ سفر مبارک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رمضان المبارک ۸ھ کو پیش آیا مروی ہے کہ صلح حدیبیہ اور خیبر کے یہودیوں کی سرکوبی کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صرف سترہ ماہ کی مدت ایسی ملی تھی جس میں آپ ؑ کو بذاتِ خود ہتھیار نہیں اُٹھانے پڑے۔ اس کے بعد چونکہ قریش اور ان کے حلیف بنی بکر دو سال بھی اس معاہدے کو نبھا نہ سکے چنانچہ ان کی عہد شکنی کی سزا دینے کے لیے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور وسیع پیمانے پر تیاری فرمائی۔

اس سفر کا سبب یہ تھا کہ جب صلح حدیبیہ ہوئی تو اس میں ایک شرط یہ تھی کہ دونوں فریق ایک دوسرے کے حلیفوں کے ساتھ تعرض نہ کریں گے اور ہر کوئی جس فریق کو چاہے اختیار کر سکتا ہے چاہے وہ قریش کا حلیف بن جائے یا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حلیف بن جائے چنانچہ بنو بکر قریش کے حلیف بنے اور بنی خزاعہ مسلمانوں کے حلیف بن گئے مگر بنی خزاعہ نے اسلام قبول نہ کیا۔ زمانہ جاہلیت سے ہی بنی بکر اور بنی خزاعہ میں تنازعہ چلا آ رہا تھا اور اِس بناء پر ان کی آپس میں کئی لڑائیاں بھی ہو چکی تھیں۔ صلح حدیبیہ کے بعد جب دونوں قبیلوں کو فرصت ہوئی تو جب ایک دوسرے کے سامنے آتے تو بڑے پر جوش اور غصے میں بھرے ہوئے ہوتے تھے یہاں تک کہ ایک روز بنی بکر کا ایک شخص حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہجو کر رہا تھا وہاں قریب ہی بنی خزاعہ کا ایک شخص کھڑا تھا اُس نے اُس کو اس حرکت سے منع کیا لیکن وہ باز نہ آیا چنانچہ انتہائی غصے کے عالم میں اس پر حملہ کر کے اُسے

Marfat.com

شدید زخمی کر دیا اُس شخص نے اپنے قبیلہ بنی بکر جا کر فریاد کی اس پر بنی بکر بنوخزاعہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے تیار ہو گئے اس مقصد کے لیے بنی بکر نے بنی مدلج سے مدد مانگی مگر اس قبیلے نے صاف انکار کر دیا اس طرف سے مایوس ہو کر انہوں نے قریش سے رجوع کیا چنانچہ قریش میں سے عکرمہ بن ابوجہل، سہیل بن عمرو اور صفوان بن امیہ وغیرہ نے ایک جماعت تیار کر کے اپنے حلیے تبدیل کیے اور چہروں پر نقاب ڈال کر بنی بکر کے ساتھ مل کر بنو خزاعہ پر شب خون مارا اور خوب قتل و غارت گری کی اور جنگ کرتے ہوئے حرم پاک کی زمین میں داخل ہو گئے۔ اس لڑائی میں بنی خزاعہ کے بیس افراد مارے گئے۔ قریش کا خیال تھا کہ ان کو کسی نے شناخت نہیں کیا لیکن حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس معاملے میں خبر ہو گئی۔ اس کے بعد بنی خزاعہ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مدد کی درخواست کی اس پر آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو تیاری کرنے کا حکم دے دیا۔

سردارانِ قریش کو جلد ہی اس بات کا احساس ہو گیا کہ عکرمہ بن ابوجہل اور ان کے ساتھیوں نے ان کو خطرے میں ڈال دیا ہے اُن کو یقین ہوتا جا رہا تھا کہ اب مسلمان اہلِ مکہ سے بنوخزاعہ کا انتقام لیں گے چنانچہ انہوں نے آپس میں مشورہ کرنے کے بعد ابوسفیان کو مدینہ منورہ بھیجا تاکہ وہ صلح حدیبیہ کی قرارداد کو مستحکم کرائے اور کسی طرح سے اس معاملے کو ٹھنڈا کرے۔ ابوسفیان مدینہ منورہ پہنچا تو سب سے پہلے اپنی بیٹی حضرت اُم حبیبہؓ کے گھر آیا جو کہ اُم المومنین ہیں۔ ابوسفیان جب گھر میں داخل ہوا تو اُس نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بستر مبارک پر بیٹھنے کا ارادہ کیا حضرت اُم حبیبہؓ نے فوری طور پر بستر پاک لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے حیرت اور غصے کے ملے جلے جذبات ظاہر کرتے ہوئے پوچھا، کیا تم نے اپنے باپ کو اس قابل بھی نہ سمجھا کہ وہ بستر پر بھی بیٹھ سکے؟ حضرت اُم حبیبہؓ نے جواب دیا کہ یہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بستر ہے اور آپ ابھی مشرک ہیں میں نہیں چاہتی کہ آپ کے بیٹھنے سے اس بستر کے تقدس میں فرق آئے۔

پھر ابوسفیان حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے گفتگو کرنی چاہی آپؐ نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ ابوسفیان نے حضرت ابوبکرؓ سے

Marfat.com

کہا کہ تم میری طرف سے اس بارے میں گفتگو کرو۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا، میں یہ کام نہیں کروں گا۔ پھر ابوسفیان حضرت عمر فاروقؓ کے پاس پہنچ اور ان سے بھی اس سلسلے میں گفتگو کی اُنہوں نے بھی یہی جواب دیا اور فرمایا، بھلا میں تمہارے لیے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سفارش کروں گا؟ خدا کی قسم! اگر مجھے معمولی سی قوت بھی مل جائے تو اس کے ذریعے سے تمہارے خلاف جہاد کروں گا۔ اس کے بعد ابوسفیان مایوس ہو کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر گیا حضرت فاطمہؓ بھی وہاں موجود تھیں ابوسفیان نے اپنی آمد کا مدعا بیان کیا۔ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا کہ کوئی بھی شخص حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے ارادے سے باز نہیں رکھ سکتا۔ ابوسفیان نے انتہائی مایوسی کے عالم میں حضرت فاطمہؓ سے اس امر کی سفارش چاہی کہ ان کا فرزند حضرت حسنؓ ابوسفیان کو لوگوں کے سامنے اپنی پناہ میں لے لے۔ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی کو نبی کریمؐ کی منشاء اور اجازت کے بغیر پناہ نہیں دے سکتا۔ اس صورت حال سے گھبرا کر ابوسفیان نے حضرت علیؓ کی طرف دیکھا حضرت علیؓ نے فرمایا، بخدا مجھے ایسی کوئی صورت نظر نہیں آتی جو تمہارے لیے مفید ہو۔ ہاں ایک بات ہے اور وہ یہ کہ تم بنی کنانہ کے سردار ہو اس لیے تم خود ہی مدینہ منورہ کے کسی مناسب مقام پر کھڑے ہو کر اعلان کر دو کہ صلح قائم ہے اور پھر مکہ کا راستہ لو۔ چنانچہ ابوسفیان نے مسجد میں جا کر کھڑے ہو کر کہا، لوگو! میں سب کے سامنے معاہدہ حدیبیہ کی تجدید کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر ابوسفیان اپنے اونٹ پر سوار ہوا چل دیا۔

جب ابوسفیان قریش کے پاس پہنچا تو انہوں نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ ابوسفیان نے اُن کو پوری بات سناتے ہوئے کہا کہ میں نے علیؓ کے مشورے سے مسجد نبویؐ میں کھڑے ہو کر معاہدہ حدیبیہ کی تجدید کی۔ قریش نے کہا، تیرا بُرا ہو خدا کی قسم! علیؓ نے تجھ سے مذاق کیا ہے اس سے کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوگا۔ ابوسفیان نے کہا، خدا کی قسم! اس کے سوا اور کوئی چیز سمجھ میں نہیں آئی۔ ابوسفیان کے مدینہ منورہ سے جانے کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فوری طور پر لشکر کو ترتیب دیا اور اس راز کی کسی کو خبر نہ کی تھی آپؐ کا مقصد یہ تھا کہ قریش کو اتنا موقع ہی نہ دیا جائے کہ وہ مسلمانوں کے مقابلے کی تیاری کر سکیں اور چاہتے تھے کہ

Marfat.com

اہل مکہ پر اچانک حملہ کر دیا جائے تا کہ انہیں مدافعت کا موقع ہی نہ ملے اور وہ جنگ وقتال کے بغیر ہتھیار ڈال دیں۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام رمضان المبارک ۸ھ میں مدینہ منورہ روانہ ہوئے جب آپؐ مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لائے اور لشکرِ اسلام کو ملاحظہ فرمایا تو چار ہزار انصار میں سے تھے جن میں سے پانچ سو کے پاس گھوڑے تھے۔ سات سو مہاجرین تھے جن میں سے تین سو کے پاس گھوڑے تھے عرب قبائل میں سے قبیلہ غفار، سلیم، اسلم، اشجع اور جہنیہ کے تقریباً چار سو، پانچ سو یا ایک ہزار افراد موجود تھے۔ اثنائے راہ میں بھی مسلمان اِدھر اُدھر سے آ کر لشکرِ اسلام میں شامل ہوتے رہے یہاں تک کہ اسلامی فوج کی تعداد دس ہزار کی ہو گئی بعض کا کہنا ہے کہ بارہ ہزار کی تعداد تھی۔ چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ قبیلہ بنی سلیم تقریباً دو ہزار افراد کے ساتھ جن میں سے اکثر گھوڑ سوار تھے بعد میں آ کر شامل ہوئے۔ اسلامی فوج منزلوں پر منزلیں طے کرتی ہوئی مکہ مکرمہ کی طرف بڑھ رہی تھی اور قریش کو اس لشکر کی کانوں کان خبر نہ تھی اور وہ ابھی تک اُس ترکیب کے بارے میں سوچ و بچار میں مصروف تھے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حملے سے بچاؤ کے لیے کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے۔ روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سفر پر جانے سے قبل مدینہ منورہ میں حضرت ابورہم غفاریؓ کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت ابن اُم مکتومؓ کو نائب مقرر فرمایا جبکہ بعض کا کہنا ہے کہ حضرت ابوذر غفاریؓ کو خلیفہ مقرر فرمایا۔ جب اسلامی لشکر مرالظہران کے مقام پر خیمہ زن ہوا تو حضورؐ نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنے خیمے کے آگے آگ روشن کرے۔ اس طرح ہزاروں مقامات پر آگ ہی آگ روشن ہو گئی۔ قریش اسلامی لشکر کے متعلق جستجو میں تھے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مرالظہران میں ڈیرہ ڈالے ہوئے تھے تو میں نے سوچا کہ قریش کی خیر ہو۔ بخدا اس سے قبل کہ قریش خود رسول کریمؐ سے آ کر ملیں اور آپؐ سے امن کی التجا کریں اگر آپؐ مکہ مکرمہ میں طاقت کے بل پر داخل ہوئے تو پھر قریش کی ہمیشہ کے لیے موت ہو جائے گی

Marfat.com

چنانچہ میں یہ سوچ کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سفید خچر پر سوار ہوا اور نکل گیا یہاں تک کہ جب میں مقام اراک تک پہنچا تو خیال کیا کہ شاید کوئی لکڑیاں چننے والا یا کوئی دُودھ والا یا کوئی اور ضرورت والا مکہ مکرمہ جاتا ہوا نظر آجائے اور وہ جا کر قریش کو خبردار کردے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں موجود ہیں اور اس سے پہلے کہ وہ مکہ مکرمہ میں طاقت کے زور پر داخل ہوں بہتری اسی بات میں ہے کہ قریش خود نکل کر حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملیں اور آپؐ سے ان کی درخواست کریں۔

اس کے بعد حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں خچر پر بیٹھ کر یہی سوچتا ہوا چلا جارہا تھا کہ اچانک میں نے ابوسفیان اور بدیل بن ورقا کو مصروف گفتگو پایا ابوسفیان کہہ رہا تھا کہ میں نے کسی رات اس قسم کی روشن آگ اور اتنی بھاری فوج نہیں دیکھی، بدیل کہہ رہا تھا بخدا! یہ بنی خزاعہ کے لوگ ہیں جو لڑنے کے لیے آپہنچے ہیں۔ ابوسفیان کہہ رہے تھے، نہیں یہ لشکر بنی خزاعہ کا نہیں ہوسکتا ان کے پاس اتنی طاقت اور ان کی ایسی عزت کہاں؟ حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آواز سے پہچان لیا کہ ہو نہ ہو یہ ابوسفیان کی آواز ہے اور انہیں آواز دی ابوحنظلہ! ابوسفیان نے جواب میں پوچھا کیا ابوالفضل ہیں۔ میں نے کہا، ابوسفیان! تمہارا بُرا ہو لشکرِ اسلام آپہنچا ہے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہمراہ ہیں، اگر وہ اس بات میں کامیاب ہوگئے کہ مکہ مکرمہ میں طاقت کے زور پر داخل ہوجائیں تو پھر قریش پر قیامت گزر جائے گی۔ ابوسفیان نے کہا کہ اب کیا صورت اختیار کی جائے؟ میں نے کہا، میرے پیچھے اس خچر پر سوار ہوجاؤ میں تمہیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں لے چلتا ہوں اور تمہارے لیے امن کی درخواست کرتا ہوں۔ ابوسفیان سوار ہوگئے اور ان کے ساتھی واپس چلے گئے۔ میں چلا جارہا تھا جب بھی کسی مسلمان کی آگ کے نزدیک سے گزرتا تو مسلمان مجھ سے پوچھتے یہ کون ہے؟ جب وہ مجھے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری پر سوار دیکھتے تو کہتے کہ یہ تو رسول کریمؐ کے چچا آپؐ کے خچر پر سوار ہیں حتیٰ کہ میں حضرت عمر فاروقؓ کے پاس سے گزرا اُنہوں نے بھی پوچھا یہ کون ہے؟ اور کھڑے ہوکر میری طرف دیکھنے لگے جب اُنہوں نے دیکھا کہ خچر کے پچھلے حصے پر

Marfat.com

ابوسفیان ہیں تو اپنی جگہ سے اُچھلے اور کہا، اے دشمنِ خدا! اللہ کا شکر ہے کہ تو بغیر کسی عہد و پیمان کے میرے ہاتھ آ گیا ہے۔ یہ کہہ کر تلوار میان سے نکالی اور تیزی سے پیچھے روانہ ہوئے اس تیزی سے ان کی غرض یہ تھی کہ حضرت عباسؓ سے پہلے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مل کر ابوسفیان کے قتل کی اجازت حاصل کر لیں۔ حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کے مقصد کو سمجھ کر جلدی سے اپنے آپ کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچایا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فوری طور پر پہنچ کر کہا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ ابوسفیان ہے جو بغیر ایمان اور امان کے ہاتھ آیا ہے اجازت دیجئے کہ میں اس کا سر اُڑا دوں۔ میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے ابوسفیان کو پناہ دے دی ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ آگے بڑھے تاکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کان میں بات کریں۔ حضرت عباسؓ نے آگے بڑھ کر حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر مبارک کو اپنی بغل میں لے لیا اور کہا، آج رات کوئی شخص بھی ہم میں سے ان سے سرگوشی نہیں کرے گا۔

پھر جب حضرت عمر فاروقؓ نے ابوسفیان کے قتل پر بہت زیادہ اصرار کیا تو حضرت عباسؓ نے فرمایا، خدا کی قسم! اگر ابوسفیان بنی عدی بن کعب میں سے ہوتے تو تم یہ سب کچھ نہ کہتے لیکن تم نے سمجھ لیا ہے کہ یہ بنو عبد مناف کے لوگوں میں سے ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا، اے عباسؓ! ایسا مت کہو خدا کی قسم! جس دن آپ اسلام لائے ہیں اور مسلمان ہوئے ہیں تو مجھے آپ کا اسلام لانا زیادہ پسند آیا اپنے باپ خطاب کے اسلام لانے کی صورت سے بھی زیادہ۔ اس قسم کی گفتگو کو سنتے ہوئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، اے عباسؓ! آج رات ابوسفیان کو اپنے خیمہ میں رکھو جب صبح ہو جائے تو اسے میرے پاس لاؤ۔

جب دوسرے دن سورج طلوع ہوا تو حضرت عباسؓ نے ابوسفیان کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ آپؐ نے ابوسفیان سے فرمایا، اے ابوسفیان! تجھ پر افسوس ہے کیا تیرے لیے اب تک اس بات کا وقت نہیں آیا کہ یہ سمجھ سکے کہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ابوسفیان نے جواب دیا، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں آپؐ کس قدر حلیم اور کریم ہیں اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں کہ اس قدر ظلم وستم کے باوجود آپؐ کی طرف سے وفاداری کا مشاہدہ کرتا ہوں مجھے معلوم ہوگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے اگر ہوتا تو وہ ہماری مدد کرتا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اے ابوسفیان! تیرا بُرا ہو، کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تو جان لے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟ ابوسفیان نے کہا، آپؐ پر میرے ماں باپ قربان! آپؐ کتنے بُردبار، کتنے شریف اور کتنے صلہ رحمی کرنے والے ہیں لیکن خدا کی قسم! یہ معاملہ ایسا ہے کہ ابھی تک اس بارے میں میرا دل مطمئن نہیں ہوا۔

اس گفتگو میں مداخلت کرتے ہوئے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور ابوسفیان سے فرمایا، بات کو لمبا نہ کرو اور زبان سے کلمہ شہادت ادا کرو ورنہ حضرت عمر فاروقؓ اسی وقت تمہارا خون بہانے کے لیے تیار ہیں۔ حضرت عباسؓ کے کہنے پر ابوسفیان نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد حضرت عباسؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ابوسفیانؓ ایک ایسا آدمی ہے جو سرداری اور فخر کو پسند کرتا ہے اس لیے آپؐ اس کے لیے کچھ مقرر فرما دیجئے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، جو ابوسفیانؓ کے گھر میں داخل ہوگا اسے امن ملے گا جو اپنا دروازہ بند کر لے گا اُسے امن ملے گا اور جو مسجدِ حرام میں داخل ہوگا وہ بھی مامون ہوگا۔

جب ابوسفیانؓ نے اسلام قبول کر لیا اور واپسی کے ارادے سے جانا چاہا تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ ابوسفیان کو پہاڑ کی تنگ وادی میں جس کا رُخ مکہ مکرمہ کی طرف تھا روک کر ٹھہراؤ۔ چنانچہ حضرت عباسؓ نے ابوسفیان کو وادی کی تنگ جگہ پر روک لیا تمام لشکرِ اسلام کو دیکھ کر ابوسفیان کے دل پر اسلامی فوج کی ہیبت طاری ہوگئی اس کے بعد ابوسفیان اپنی قوم کے پاس گئے اور بہ آواز بلند اعلان کیا، اے گروہ قریش! محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک جاہ وجلال والے لشکر جو کہ پہاڑ کی مانند لوہے میں غرق ہے کے ساتھ آپہنچے ہیں ان میں سے اکثریت ان بہادروں کی ہے کہ کوئی شخص ان

Marfat.com

کا مقابلہ نہیں کرسکتا اور کہا جو شخص میرے گھر میں داخل ہو جائے گا جو شخص اپنے گھر میں دروازہ بند کر کے بیٹھ جائے گا جو شخص ہتھیار پھینک دے گا اور جو شخص مسجد حرام میں داخل ہو جائے گا وہ امان میں ہے۔ قریش نے کہا، یہ کیسی خبر ہے جو تم ہمارے لیے لائے ہو۔

حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ مکرمہ کی ایک وادی ذی طوی میں پہنچے تو اس جگہ اپنی سواری پر توقف فرمایا آپؐ کا عمامہ مبارک بغیر شملے کے تھا اور وہ نصف سرخ یمنی چادر کا تھا آپؐ اپنا سر اطہر اللہ تعالیٰ کے حضور میں انکسار و خضوع کے عالم میں جھکائے ہوئے تھے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مکہ مکرمہ کی فتح سے نوازا تھا سر مبارک اس قدر جھکا ہوا تھا کہ ریش مبارک کجاوے کے پٹھے کے ساتھ لگ رہی تھی۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس فتح پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرمایا اور احتیاط کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے حکم فرمایا کہ لشکر اسلام کو چار حصوں میں تقسیم کیا جائے اور انتہائی مجبوری کے سوا کسی بھی صورت میں خون نہ بہایا جائے۔ آپؐ نے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لشکر کے بائیں بازو کا سالار مقرر کر کے ان کو شمال کی طرف سے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ لشکرِ اسلام کے دائیں بازو کی جانب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سالار مقرر فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ نچلے حصے کی طرف سے داخل ہوں۔ اہلِ مدینہ کا سالار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ مغربی حصے سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوں۔ مہاجرین کے سالار حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ بالائی حصے کی طرف سے داخل ہوں۔ جب اسلامی لشکر مکہ مکرمہ میں داخل ہو رہا تھا تو مہاجرین میں سے کسی نے حضرت سعد بن عبادہؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ آج کا دن جنگ کا دن ہے آج کعبۃ اللہ کی حرمت حلال سمجھی جائے گی۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپؐ نے اسلامی پرچم ان سے لے کر ان کے بیٹے حضرت قیسؓ کے سپرد کر دیا۔ ابن ہشام کا کہنا ہے کہ اسلامی پرچم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے فرمایا۔

Marfat.com

اسلامی لشکر مکہ مکرمہ میں بڑی شان و شوکت کے ساتھ داخل ہو رہا تھا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستے کے سوا مکہ والوں نے کسی بھی دستے کا مقابلہ نہ کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ مکہ مکرمہ کے نچلے حصے میں قریش کے چند ایسے لوگ آباد تھے جو حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سخت ترین دشمن تھے اور یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے بنو بکر سے مل کر بنی خزاعہ پر حملہ کر کے معاہدہ حدیبیہ کو توڑ دیا تھا ان لوگوں کو ابوسفیان کی تجویز پسند نہیں آئی تھی اور انہوں نے اسلامی لشکر کا مقابلہ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اس مقصد کے لیے ان لوگوں نے جنگ کی تیاری کر لی تھی لیکن ان لوگوں میں سے بھی بعض اس بات پر تیار تھے کہ اگر آگے سے شدید مزاحمت ہوئی تو پھر فرار کی راہ اختیار کی جائے گی ان لوگوں کی قیادت عکرمہ بن ابوجہل، صفوان اور سہیل کر رہے تھے۔ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا دستہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوا تو ان لوگوں نے تیر اندازی شروع کر دی لیکن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جلد ہی ان کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

فتح مکہ کے نتیجے میں چوبیس مشرکین ہلاک ہوئے چار کفار کو سابقہ جرائم کی سزا کے طور پر قتل کر دیا گیا جبکہ اس غزوہ میں تین مسلمان شہید ہوئے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ مکرمہ میں داخل ہو کر بالائی حصے کے سامنے نصب شدہ خیمہ میں قیام فرمایا۔ اہل مکہ ڈر رہے تھے کہ پتہ نہیں آج ان کی قسمت کا کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے خیمہ پاک سے باہر آئے اور مکہ والوں کو خطاب فرمایا، اے گروہِ قریش! تمہیں معلوم ہے کہ میں تم سے کیا سلوک کروں گا؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ ہمیں آپ ﷺ سے اچھے سلوک کی اُمید ہے، آپ ﷺ شریف بھائی کے شریف بیٹے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، جاؤ تم آزاد ہو۔ اس طرح آپ ﷺ نے تمام اہلِ مکہ کو عام معافی دے دی۔

اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت اللہ میں داخل ہوئے آپ ﷺ کے دست مبارک میں لکڑی تھی خانہ کعبہ میں بے شمار بت پڑے ہوئے تھے آپ ﷺ ان نصب شدہ بتوں کی طرف اشارہ کرتے جاتے اور فرماتے جاتے "اور فرما دیجئے کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا

Marfat.com

بے شک باطل مٹ جانے والا ہے۔'' (بنی اسرائیل ۸۱) اس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خانہ کعبہ سے تمام بتوں کو اشارے سے گرا گرا کر صفایا کر دیا۔ حضورؐ جب بت کی جانب اشارہ فرماتے وہ اوندھے منہ زمین پر آ کر گرتا۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سفر کے دوران پندرہ دن مکہ مکرمہ میں قیام پذیر رہے۔ ایک روایت کے مطابق اٹھارہ دن جبکہ ایک روایت کے مطابق سترہ دن اور بعض کا کہنا ہے کہ انیس دن۔ اس کے بعد واپس مدینہ طیبہ تشریف لائے۔

(ترمذی شریف، سیرت ابن ہشام، مواہب لدنیہ، مدارج النبوۃ، تاریخ اسلام)

......☆......

Marfat.com

تبوک کا سفر مبارک

حضور نبی کریم علی الصلوٰۃ والسلام نے اس سفر مبارک کا آغاز اواخر رجب المرجب ۹ ھ کو فرمایا تھا۔تبوک ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ منورہ اور شام کے درمیان مدینہ طیبہ سے چودہ منزل کے فاصلے پر ہے۔اس سفر میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اسلامی لشکر بھی تھا۔روایات میں اس مبارک سفر کے دوران پیش آنے والے بہت سے واقعات درج ہیں ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک دن سفر میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایک جماعت جو کہ نفاق میں مبتلا تھی اس میں وریقہ بن ثابت بھی شامل تھے چلی جارہی تھی۔ یہ جماعت آپس میں چہ میگوئیاں کرتی ہوئی چلی جارہی تھی اور ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ اس مرد کو دیکھو کہ یہ شام کے قلعوں کو فتح کرنے کے لیے نکلا ہے کیونکہ یہ بات بڑی مشکل اور ناممکن ہے ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا۔ان لوگوں کے ساتھ قبیلہ اشجع کا ایک شخص محش مخشی حمیر بھی چلا جارہا تھا اور اس گفتگو میں شریک تھا اُس نے کہا کہ مجھے یہ بات پسند ہے کہ ہماری اس بات کے بدلے میں ہم میں سے ہر ایک کو سو تازیانے مارے جائیں لیکن ہمارے بارے میں قرآن پاک نازل نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی اس گفتگو کی خبر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہنچادی چنانچہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمار یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اس جماعت کے پاس پہنچو وہ تباہ ہوگئے اور اس جماعت سے پوچھو کہ وہ کیا کہتے

Marfat.com

ہیں اور اگر وہ انکار کریں تو اُن کو کہنا کہ تم اس طرح اور اس طرح کہتے تھے۔ حضرت عمار یاسرؓ نے فرمان نبوی کے مطابق عمل کرتے ہوئے جو کچھ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا اس جماعت سے کہہ دیا یہ سن کر وہ لوگ بہت شرمندہ ہوئے اور فوری طور پر حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ودیعہ بن ثابت نے کہا کہ ہم آپس میں ہنسی مذاق سے باتیں کرتے تھے۔ اسی اثنا میں قرآن پاک کی آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں اور ان کی باتیں ظاہر ہوگئیں۔ روایات میں آتا ہے کہ مخش مخشی حمیران لوگوں میں شامل تھا جن کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا، مخش نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگی کہ وہ شہید ہوجائے اور اس کی قبر کسی کو معلوم نہ ہو۔ چنانچہ اس کی دعا قبول ہوئی اور ایک جنگ میں جناب مخشیؓ شہید ہوگئے ان کی لاش کی خبر کسی کو نہ ہوئی۔

تبوک کے اس سفر کے دوران ایک واقعہ یہ بھی پیش آیا کہ جب مسلمان حجر کے مقام سے گزر گئے تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پانی نہ ہونے کی شکایت کی اس پر حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کے لیے دست رحمت بڑھائے اس وقتِ شدید گرمی کا موسم تھا آپ ﷺ کی دعا کی بدولت آسمان پر بادل کے ٹکڑے نمودار ہوئے اور آپس میں مل گئے پھر ایک دم موسلا دھار بارش شروع ہوگئی اور پانی کی فراوانی ہوگئی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خوشی ومسرت کا اظہار فرمایا۔ پھر آسمان صاف ہوگیا اور گرمی کی لہر میں بھی کمی واقع ہوگئی اس صورت حال کے پیدا ہونے پر ایک مسلمان نے ایک منافق سے کہا کہ اب تو سچے دل سے ایمان لے آؤ کیونکہ اب تیرا کوئی عذر باقی نہیں رہ گیا۔ اس بے ایمان منافق نے جواب دیا کہ یہ کون سی بڑی بات ہے بادل گزر رہا تھا بارش برسا کر چلا گیا۔

اس سفر کے دوران ایک منزل میں قیام کے دوران حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اونٹ گم ہوگیا صحابہ کرامؓ اس کو ڈھونڈنے کے لیے جنگل کی طرف گئے۔ قنیقاع کا ایک یہودی جس کا نام زید اللصت تھا اور وہ مسلمان ہونے کے بعد منافق ہوگیا تھا اس نے جب یہ سنا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اونٹ گم ہوگیا ہے تو اس نے کہا کہ محمد صلی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آسمان والوں کی خبر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں پیغمبر ہوں اور یہ نہیں جانتے ہیں کہ ان کا اونٹ کہاں ہے۔ جب زید منافق نے یہ بات کہی تو اس وقت حضرت عمارہ بن خرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے اُسی وقت حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نور نبوت سے یہ بات معلوم کر کے ارشاد فرمایا، اے عمارہؓ! ایک شخص نے ابھی بات کہی ہے اللہ کی قسم! میں رب تعالیٰ کے بتلائے بغیر کسی چیز کو جاننے کا دعویٰ نہیں کرتا تو اب اللہ تعالیٰ نے مجھے آگاہ کیا ہے کہ میرا اونٹ کہاں ہے فلاں وادی میں جاؤ میرا اونٹ اس جگہ ہے اس کی نکیل ایک درخت کے ساتھ اٹکی ہوئی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مطابق عمل کیا اور اس وادی میں گئے اسی حالت میں جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی تھی اونٹ کو دیکھا درخت سے نکیل کو چھڑا کر اسے لے آئے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے س سفر میں ایک دن فرمایا کہ کل چاشت کے وقت ہم چشمہ تبوک پر پہنچیں گے اور جو شخص بھی وہاں پہنچے اُسے چاہیے کہ اس میں ہاتھ نہ ڈالے۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دوسرے دن چاشت کے وقت ہم چشمہ پر پہنچے دو آدمی ہم سے آگے بڑھ گئے تھے اور اس میں سے پانی لیا تھا اس وجہ سے پانی متحرک تھا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم نے پانی میں ہاتھ ڈالا ہے۔ پھر آپؐ نے ان دونوں پر خفگی کا اظہار فرمایا اس کے بعد آپؐ کے فرمان پر اس چشمہ سے تھوڑا تھوڑا پانی اٹھا کر ایک برتن میں ڈالا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس میں سے اپنے دست مبارک، چہرہ انور اور دہن پاک اس پانی سے دھوئے اور اس پانی کو چشمہ میں گرا دیا جس کے نتیجہ میں پانی وافر مقدار میں ہو گیا۔

روایات میں آتا ہے کہ اسلامی لشکر تبوک کے میدان میں خیمہ زن تھا ایک روز حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک کھجور کے درخت کے نزدیک کھڑے ہو کر یہ خطبہ ارشاد فرمایا، "بے شک حمد و ثناء کے بعد سب سے سچی بات اللہ کی کتاب اور سب سے زیادہ قابلِ اعتماد چیز تقویٰ ہے بہترین ملت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہے، اور سب سے

Marfat.com

بہتر طرزِ زندگی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا طرزِ زندگی ہے۔ سب سے اشرف بات اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور سب سے اچھا قصہ یہ قرآن پاک ہے بہترین کام وہ ہیں جو نص سے ثابت ہیں اور بدترین کام بدعات ہیں سب سے بہتر طریقہ انبیاء کرامؑ کا طریقہ ہے اور سب سے زیادہ عزت کی موت شہداء کا مقتول ہو جانا ہے۔ بدترین بے بصارتی ہدایت کے بعد گمراہی ہے۔ بہترین عمل وہ ہے جو فائدہ پہنچائے اور بہترین ہدایت وہ ہے جس کی پیروی کی جائے اور سب سے بڑی کور چشمی دل کا اندھا ہونا ہے، اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ تھوڑی چیز اگر کافی ہو تو وہ اس زیادہ سے بہتر ہے جو غافل کر دے۔ بدترین معذرت وہ ہے جو موت آنے کے وقت کی جائے اور بدترین ندامت وہ ہے جو قیامت کے دن ہو گی بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ کا ذکر چھوڑ چھوڑ کر کرتے ہیں۔ سب گناہوں سے بڑا گناہ جھوٹی زبان ہے، بہترین تونگری دل کی بے نیازی ہے اور بہترین توشہ تقویٰ ہے، دانائی کی بنیاد اللہ تعالیٰ کا خوف ہے، دل نشین باتوں میں سب سے بہتر یقین ہے، اور شکوک میں مبتلا رہنا کفر کی ایک قسم ہے، نوحہ کرنا جاہلیت کا کام ہے، مال غنیمت میں خیانت کرنا دوزخ کا بھوسہ ہے، شعر گوئی شیطان (کے کاموں) میں ہے، شراب گناہوں کا مجموعہ ہے، عورتیں شیطان کا جال ہیں، اور جوانی جنون کا ایک شعبہ ہے اور بدترین کمائی سود کی کمائی ہے اور بدترین غذا یہ ہے کہ آدمی یتیم کا مال کھائے نیک بخت وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے اور بد بخت وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ ہی سے شقی ہو۔ یاد رکھو! تم میں سے ہر ایک کو چار گز کی جگہ میں جانا ہے اور معاملہ آخرت تک پہنچے گا عمل کا دارومدار انجام اور خاتمے پر ہے اور بدترین مزاج جھوٹ کا مزاح ہے اور ہر وہ چیز جو آنے والی ہے قریب ہے مومن کو گالی دینا گناہ ہے، مومن کے ساتھ قتال کرنا کفر ہے اور اس کا گوشت کھانا (غیبت کرنا) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے، اور اس کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کی طرح ہے، اور جو شخص بلا ضرورت اللہ کی قسم کھاتا ہے اللہ اُسے جھوٹا کر دیتا ہے اور جو شخص اس سے مغفرت طلب کرتا ہے، اللہ اس سے درگزر کرتا ہے۔"

تبوک کے اس سفر کے دوران حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اسلامی لشکر کے

Marfat.com

ساتھ راستے کی منازل طے کرتے ہوئے جب تبوک کے مقام پر پہنچے تو وہاں پر بیس روز قیام فرمایا اور صبح وشام کوچ اور راستہ کے مصائب کی وجہ سے چند دن تک آرام حاصل کیا اس کے بعد حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مہاجرین وانصار کے اشراف سے اس معاملہ میں گفتگو فرمائی ان کی طرف سے انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر آپ ؐ آگے جانے پر مامور ہیں تو اس طرف عزم کی باگ پھیر دیجئے ہم تمام آپ ؐ کے ہم رکاب وہم سفر ہیں جس طرف متوجہ ہوں گے دل وجان سے سر کے بل چل کر ساتھ دیں گے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں مامور ہوتا تو مشورہ نہ کرتا۔ اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واپسی سفر کا مشورہ دیا چنانچہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر فاروق ؓ کی رائے کو درست قرار دیتے ہوئے واپس مدینہ منورہ کی جانب کوچ کرنے کا حکم فرمایا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام رمضان المبارک ۹ ھ میں اس سفر سے مدینہ منورہ واپس تشریف لائے۔

(سیرت حلبیہ، سیرت دحلانیہ، مواہب لدنیہ، سیرت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم، معارج النبوۃ)

......☆......

Marfat.com

تبوک سے مدینہ طیبہ تک

یہ سال ۹ھ کا واقعہ ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تبوک کے مقام سے مدینہ منورہ کی طرف سفر کے لیے گامزن ہوئے۔ واپسی کے اس سفر کے دوران ایک رات ایک ایسی دشوار گزار گھاٹی آئی کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منادی کو فرمایا کہ وہ ندا کر دے کہ اس گھاٹی پر اُس وقت تک کوئی نہ جائے جب تک کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے اوپر تشریف نے لے جائیں۔ چنانچہ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حذیفہ الیمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ اس گھاٹی کے اوپر چڑھے۔ حضرت حزیفہؓ نے آپؐ کے اونٹ کی مہار پکڑی ہوئی تھی اور حضرت عمارؓ اُونٹ کو پیچھے سے ہنکار ہے تھے۔

حضرت حذیفہؓ بیان فرماتے ہیں کہ اچانک میں نے چودہ سوار دیکھے جو ہماری جانب متوجہ ہوئے ہم نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی بابت بتایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو ڈانٹا اور وہ تمام بھاگ گئے۔ اور اس کے بعد آپؐ نے فرمایا، کیا تم نے اس قوم کو پہچانا، ہم نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! نہیں، کیونکہ انہوں نے اپنے چہرے ڈھانپ رکھے تھے۔ ارشاد فرمایا، یہ ایک جماعت ہے جو قیامت تک منافق رہیں گے اور تم کو بالکل علم نہیں کہ ان کا ارادہ اور مقصد کیا تھا؟ ہم نے عرض کیا، نہیں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ آپؐ نے فرمایا، وہ چاہتے تھے کہ اس گھاٹی میں میرے مزاحم ہوں اور میرے اونٹ کو بھگا دیں تا کہ میں گر پڑوں اور مجھے قتل کر دیں۔ ہم نے عرض

Marfat.com

کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپؐ ہمیں ان کے پاس کیوں نہیں بھیجتے تاکہ ان سب کو قتل کر دیں اور ان کے سر آپؐ کے پاس لائیں۔ ارشاد فرمایا، مجھے یہ بات پسند نہیں عرب کہیں گے کہ ایک قوم کی مدد سے اپنے دشمنوں کے ساتھ جنگ کی پھر اس قوم کو قتل کر دیا۔ پھر فرمایا، یا اللہ! ان کو دوبیلہ کے مرض میں مبتلا کر۔ میں نے پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! دوبیلہ کیا ہوتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا، ان کے دل میں آگ کا شعلہ پیدا ہوگا اور انہیں ہلاک کر دے گا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان منافقین کے باپوں کے ناموں کو حضرت حذیفہ اور حضرت عمارؓ سے بیان فرمایا اور حکم دیا کہ ان کو ظاہر نہ کریں اور اس قوم کو رسوا نہ کریں۔

راستے کی مسافت طے کرتے ہوئے جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ منورہ کے نزدیک منزل اذان میں جہاں سے مدینہ منورہ ایک چاشت کا راستہ ہے اُترے۔ اس مقام پر منافقین حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ درخواست کرنے کے لیے آئے کہ آپؐ کو مسجد ضرار میں لے کر جائیں۔

مسجد ضرار کا واقعہ یہ ہے کہ ابو عامر راہب فاسق آدمی تھا یہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ دشمنی رکھتا تھا یہ ملعون جب شام کی طرف گیا تو اس نے وہاں سے مدینہ طیبہ کے منافقین کو ایک خط لکھا کہ مسجد قبا کے مقابلے میں ایک ایسی عمارت بنائیں جس کی شکل مسجد کی طرح ہو لیکن اصل میں وہ بت خانہ ہو اُس نے یہ بھی لکھا کہ اسے اس طرح کھلا رکھیں کہ وہ اعتکاف اور رہائش کے لیے بھی موزوں ہو تاکہ وہ اور اس کے متبعین اس میں قیام کر سکیں۔ اُس لعین کا مطمح نظر یہ تھا کہ اس طرح وہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقابلہ کرے گا۔ چنانچہ منافقین نے اس لعین کے کہنے کے مطابق مسجد ضرار تعمیر کر دی۔ جس زمانہ میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام لشکر تبوک کی تیاری میں مصروف تھے وہ لوگ آپؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم نے اپنے محلہ میں اس محلہ کے دوستوں کی ضرورت کے لیے مسجد تعمیر کی ہے اگر آپؐ اپنی تشریف آوری سے مشرف فرمائیں گے تو ہم ممنون ہوں گے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن کو جواب دیا کہ جب

Marfat.com

تبوک کے سفر سے واپس آئیں گے تو پھر ہی کچھ ہو سکے گا۔ چنانچہ تبوک سے واپسی کے اس سفر کے دوران منافقین پھر آپ ؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور استدعا کی کہ مسجد ضرار میں تشریف فرما ہوں اور پھر مدینہ طیبہ میں تشریف لے کر جائیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی اس منزل سے سوار نہیں ہوئے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور منافقین کے دلی خیالات حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچائے اور مسجد ضرار کے بارے میں قرآن پاک کی آیات بھی نازل کیں۔ چنانچہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُسی وقت حضرت معن بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مالک بن الاخشم کو بھیجا انہوں نے مل کر مسجد ضرار کو جلا کر گرا دیا اور وہاں کے لوگوں کو بھگا دیا یہ جگہ آہستہ آہستہ مدینہ منورہ کے لوگوں کے لیے کوڑا کرکٹ ڈالنے کی جگہ بن گئی۔ روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام رمضان المبارک کے مہینہ میں مدینہ منورہ پہنچے اور اپنی عادت مبارکہ کے مطابق سب سے پہلے مسجد میں تشریف لے گئے اور دو رکعت نفل نماز ادا فرمائی۔

(سیرت حلبیہ، زرقانی، الاستیاب، سیرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

......☆......

Marfat.com

سفرِ حج

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ آخری سفر مبارک تھا۔ حج فرض ہونے کے بعد حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حج کے لیے یہ پہلا سفر مبارک تھا۔ حج ہجرت کے نویں سال فرض ہوا تھا اسی سال میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر حج بنا کر مکہ مکرمہ بھیجا تا کہ لوگوں کو حج ادا کرائیں۔ پھر سورۃ برأت کی چالیس آیات نازل ہوئیں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ آیات دے کر مکہ مکرمہ کی جانب روانہ فرمایا کہ حج کے موقع پر سب کو سنا دی جائیں۔

ہجرت کے دسویں سال ذی قعدہ کے مہینے میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود حج کی ادائیگی کا ارادہ فرمایا۔ جب حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود حج ادا فرمانے کا پختہ ارادہ فرمالیا تو ان قبائل کی طرف قاصدوں کو روانہ فرمایا جو اسلام قبول کر چکے تھے کہ حج کے لیے ارادہ پختہ ہو گیا ہے اس لیے جو شخص حج ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ آکر ساتھ مل جائے۔ جب یہ خبر اطراف واکناف میں پھیل گئی تو بے شمار مسلمان اطراف وجوانب سے مدینہ منورہ کی طرف آنا شروع ہو گئے تا کہ ابتداء سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رہ کر مناسک حج کی تعلیم حاصل کر لیں۔

جب تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمع ہو گئے تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پچیس ذی قعدہ دوشنبہ کے دن اور ایک روایت کے مطابق دوشنبہ کے دن، ایک اور

Marfat.com

روایت کے مطابق چھبیس ذی قعدہ کو ہفتہ کے دن مدینہ منورہ سے باہر نکلے اور سفر حج کا آغاز فرمایا۔ روایات میں آتا ہے کہ اس مبارک سفر پر جانے سے پہلے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غسل پاک فرمایا، موئے مبارک میں تیل ڈالا، سر اقدس پر کنگھی فرمائی، جسم اطہر کو پاکیزہ فرما کر احرام کے کپڑوں میں عطر لگایا اور حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے ظہر کی نماز مدینہ منورہ میں ادا فرمائی اور ذوالحلیفہ کے لیے روانہ ہوئے اس جگہ پر قیام فرمایا یہ مقام اہل مدینہ کے لیے میقات ہے اور تقریباً چھ سات میل کے فاصلے پر ہے۔ اس مقام پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عصر کی نماز قصر کر کے ادا فرمائی۔ پھر قربانی کے خاص چند اونٹ آپؐ کے لیے ساتھ لیے گئے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہدی کے اونٹوں کی حفاظت کے لیے حضرت ناجیہ بن جندبؓ اسلمیؓ کو متعین فرمایا۔ حضرت ناجیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اگر ان اونٹوں میں سے کوئی اونٹ ہلاک ہو جائے تو میں کیا کروں؟ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ نحر کر اور اس کے قلاوہ کو خون آلود کر کے اس کی کوہان پر مار تجھے اور تیرے ساتھیوں کو اس گوشت میں سے کچھ نہیں کھانا چاہیے۔ ایک اور روایت میں آتا ہے کہ حضرت ناجیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجازت مرحمت فرمائی کہ اگر عاجز آ جائے اور پیدل نہ چل سکے تو قربانی کے اونٹوں پر سوار ہو جائے۔

اس سفر مبارک میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور تمام امہات المومنینؓ نے ہودجوں میں تشریف فرما کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مصاحبت کا شرف حاصل کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس سفر میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بے حساب صحابہ کرامؓ جمع تھے، ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ کرامؓ کی تعداد تھی جبکہ ایک اور روایت میں اس طرح آیا ہے تعداد نوے ہزار تھی ایک اور قوی روایت کے مطابق صحابہ کرامؓ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذوالحلیفہ کے مقام پر نماز کی ادائیگی کے بعد احرام باندھ کر لبیک فرمائی اس کے بعد اپنے ناقہ پر جس کا نام قصویٰ تھا سوار ہوئے جب

Marfat.com

ناقہ اُٹھی تو پھر لبیک فرمائی:

"لبیك لبیك اللّٰھم لبیك لاشریك لك لبیك ان الحمد والنعمة لك و الملك لا شریك لك"

ترجمہ: ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں، اے اللہ! تیرے سامنے حاضر ہیں۔ تیرا کوئی شریک نہیں، ہم حاضر ہیں، ہر تعریف صرف تیرے لیے ہے اور ہر نعمت تیری ہے، سلطنت بھی تیری ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔"

راوی بیان فرماتے ہیں کہ میں نے آگے پیچھے اور دائیں بائیں دیکھا جہاں تک نگاہ جاتی تھی انسانوں کا ہی جنگل نظر آتا تھا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان اطہر سے لبیک کی صدا بلند ہوتی تو ہر طرف سے اس کی بازگشت آتی اِردگرد کے میدان اور پہاڑ گونج اُٹھتے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بلند آواز سے تلبیہ فرماتے تھے یہاں تک کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سن لیتے تھے اور حکم فرمایا کہ بلند آواز سے تلبیہ کہو کیونکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے ہیں اور وہ حکم دے رہے ہیں کہ اپنے صحابہ کرامؓ سے احرام میں بلند آوازی سے تلبیہ کہنے کا حکم فرمائیں۔

سفر کی منازل طے کرتے ہوئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ذی طوی کے مقام پر پہنچے اور فجر کی نماز اس مقام پر ادا فرمائی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میرے والد محترم نے مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی کہ وہ اونٹ جس پر زادِ راہ لادتے ہیں میرے پاس ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ ؐ کا توشہ مبارک اس پر لاد دوں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس درخواست کو قبول فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ آٹا، ستو اور کھجور زادِ راہ کے لیے ترتیب دے کر اُونٹ پر لادا جائے۔ چنانچہ اسی طرح ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک غلام کو اس پر سوار کیا۔ اس سفر کے دوران ایک رات غلام کو اس پر سوار کیا۔ اس سفر کے دوران ایک رات غلام نے اتر کر اونٹ کو بٹھا دیا اور سو گیا جب بیدار ہوا تو اُسے اونٹ دکھائی نہ دیا غلام پکارتا ہوا اپنے گمشدہ اونٹ کو تلاش کرتا تھا۔ جب

Marfat.com

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام منزل جرح پر اُترے ہوئے تھے اور ظہر کی نماز کا وقت تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے غلام کے پہنچنے کا شدت سے انتظار فرما رہے تھے جب وہ غلام پہنچا تو اس کے ساتھ اونٹ نہیں تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اُس سے دریافت فرمایا کہ اونٹ کہاں ہے۔ اس نے کہا کہ وہ مجھ سے گم ہو گیا ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق ؓ اٹھے اور تادیب کے طور پر اُسے مارنے لگے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دیکھ کر تبسم فرمایا اور کہا کہ محرم کو دیکھو کیا کر رہا ہے۔

روایات میں آتا ہے کہ بنی سالم سے آل فضل کو جب خبر ملی کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اونٹ گم ہو گیا ہے تو کھجوروں، پنیر اور روغن کا ایک پیالہ انہوں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے بھیجا۔ آپ نے ارشاد فرمایا، اے ابوبکرؓ! آؤ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے پاکیزہ غذا بھیج دی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلام کی شکایت کرتے تھے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اے ابوبکرؓ! اطمینان کرو یہ معاملہ ہمارے اور غلام کے ہاتھ میں نہیں ہے اور اس میں اس کا کوئی قصور نہیں۔ چنانچہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام، آپ ؐ کے اہل خانہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں سے تناول فرمایا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے صاحبزادہ حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ اونٹ جس پر ان کا زادِ راہ لدا ہوا تھا اسی طرح حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں لائے اور عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہم نے سنا ہے کہ آپ ؐ کا اونٹ گم ہو گیا ہے اس کے بدلے میں اسے قبول فرمائیں۔ اسی دوران حضرت صفوان معقل اسلمی ؓ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گمشدہ اونٹ کو تلاش کر کے لے آئے اور اس کو بٹھا کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ دیکھ لیں اس اُونٹ پر جو سامان لدا ہوا تھا ضائع نہ ہوا ہو؟ انہوں نے دیکھا تو فرمایا کہ تمام ٹھیک ہے صرف ایک پیالہ جس سے ہم پانی پیتے ہیں موجود نہیں ہے۔ غلام نے کہا وہ پیالہ میرے پاس ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اُونٹ کو صحیح وسلامت ہم تک پہنچا دیا ہے تم اپنے اونٹ کو اپنی ضروریات پر خرچ کرو۔ پھر آپؐ نے ان کے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ حضرت سعدؓ نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہمارے جن اموال میں آپ تصرف فرماتے ہیں ہمارے نزدیک وہ اُس مال سے جو ہمارے پاس باقی ہے سے زیادہ محبوب ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، تم نے سچ کہا، تجھے بشارت ہو کہ تو کامیابی اور فیروز مندی کو پہنچا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے عمدہ اخلاق اور اچھی صفات یعنی کرم و مروت تجھے عطا فرمائی ہے۔ حضرت سعدؓ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ذی طوی سے روانہ ہو کر مقام سرف میں پہنچے یہاں سے مکہ مکرمہ صرف چھ سات میل کے فاصلے پر ہے یہی وہ مقام ہے جہاں اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ساتھ قربانی کے جانور بھی لے گئے تھے اسی طرح اور بھی اشراف قربانی کے جانور ساتھ لے گئے تھے جب مقام سرف میں پہنچے تو آپؐ نے حکم فرمایا کہ جو لوگ قربانی کے جانور نہیں لائے وہ عمرہ کر کے احرام کھول دیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا اور اسی دن میں ایام سے ہو گئی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی، دریافت فرمایا، اے عائشہؓ! کیا ہوا؟ شاید تم ایام سے ہو گئیں۔ میں نے عرض کیا، جی ہاں کاش میں اس سال اس سفر میں آپؐ کے ساتھ نہ آتی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا، یہ بات ہرگز نہ کہو یہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹیوں کے لیے لکھا ہوا ہے تم تمام وہ مناسک ادا کر سکتی ہو جو حاجی ادا کرتے ہیں لیکن بیت اللہ کا طواف نہ کرنا اس بناء پر کہ وہ مسجد میں ہے اور حائضہ کو مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں ہے۔

جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام باب بنی شیبہ پر پہنچے جسے باب السلام بھی کہا جاتا ہے تو خانہ کعبہ کو دیکھتے ہی یہ دعا پڑھی:

اللھمہ انت السلام و منك السلام حینا ربنا بالسلام

Marfat.com

اللھمہ زدھذا البیت تشریفاً و تعظیماً و تکریماً و مھابة
من حجه واعتمر واتکریما وتشریفا وتعظیما وبراً۔"

اس کے بعد آپ ؑ مسجد الحرام میں تشریف لائے اور سیدھے خانہ کعبہ کی طرف روانہ ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کیا حجر اسود کو استلام کیا اور اسے بوسہ دیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام طواف اول میں پہلی تین مرتبہ تیزی سے چلے اور آخر میں سکون و آرام سے گئے اس وقت روئے مبارک کو داہنی بغل پاک سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالا ہر مرتبہ جب حجر اسود کے مقابل ہوتے تو اپنی اس لکڑی سے اشارہ فرماتے جو آپؑ کے دست اقدس میں تھی اور اس لکڑی کو بوسہ دیتے۔ ہر دو رکن یمانی و حجر اسود کے درمیان یہ دعا فرماتے:

"ربنا آتنافی الدنیا حسنةً وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب
النار۔"

خانہ کعبہ کے طواف سے فارغ ہوکر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مقام ابراہیم کی طرف متوجہ ہوئے اس مقام پر آپؑ نے یہ آیت کریمہ پڑھی:

"واتخذ وامن مقام ابراھیم مصلّٰی۔"

ترجمہ: "مقامِ ابراہیم کو سجدہ گاہ بناؤ۔"

اس مقام پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور مقام ابراہیم کو اپنے اور خانہ کعبہ کے درمیان رکھا۔ آپؑ نے پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد قل یا ایہا الکفرون اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب نماز کی ادائیگی فرما چکے تو پھر حجر اسود کے قریب آئے اور اسے استلام کیا اور باب الصفا سے باہر نکلے اور کوہ صفا کی طرف روانہ ہوئے جب کوہ صفا کے نزدیک تشریف لائے تو یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

"ان الصفا والمروة من شعائر اللّٰه۔"

ترجمہ: "بے شک صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں۔"

اس کے بعد آپؑ نے ارشاد فرمایا میں اس چیز سے ابتداء کرتا ہوں جس طرح اللہ

Marfat.com

نے بیان فرمائی ہے۔ آپؐ نے کوہ صفا اور مروہ کے درمیان سات مرتبہ سعی فرمائی جب صفا پر آئے تو قبلہ کی جانب رخ انور کیا اور خانہ کعبہ کو دیکھ کر فرمایا۔

ترجمہ: ”اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں سلطنت اُسی کی ہے اور حمد بھی اسی کے لیے زیبا ہے، وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور سب چیزوں پر قدرت رکھتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ ایک ہے اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اُس نے اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور اکیلے تمام گروہوں کو شکست دے دی۔“

اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی اور تین مرتبہ اس طریق پر دعا فرمائی جب سعی سے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے ساتھ قربانی کے جانور نہیں ہیں وہ احرام ترک کر دے اور حلال ہو جائے۔ جب بعض صحابہ کرامؓ پر احرام سے نکلنا گراں گزرا تو فرمایا کہ اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں بھی حلال ہو جاتا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بعض امہارت المومنین کے ساتھ ہدی نہیں تھیں اس لیے حلال ہو گئیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو جن لوگوں کے پاس قربانی کے جانور نہیں تھے انہوں نے عمرہ کر کے احرام کھول دیے پھر جب قربانی کا دن آیا یعنی ذی الحجہ کی دسویں تاریخ تو میرے لیے گائے کا بہت سا گوشت لایا گیا میں نے کہا، یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے گائے کی قربانی فرمائی ہے۔

روایات میں آتا ہے کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازواجِ مطہراتؓ کو حکم دیا کہ وہ عمرہ کر کے احرام کھول دیں تو ازواج مطہراتؓ نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہمارے ساتھ احرام کھولنے میں آپؐ کو کون سا امر مانع ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا، میں قربانی کے جانور ساتھ لایا ہوں اس لیے میں اس وقت تک احرام نہ کھولوں گا جب تک کہ قربانی نہ کرلوں۔ ایک روایت میں یہ بیان ہوا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نجران کی طرف بھیجا تھا پھر وہ آپؐ کے

Marfat.com

پاس مکہ مکرمہ میں اس حالت میں حاضر ہوئے کہ احرام باندھے ہوئے تھے اور چند اونٹ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہدی کی نیت سے ان کے ساتھ تھے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ جب تم نے احرام باندھا تھا تو کیا نیت کی تھی؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! چونکہ آپؐ نے بتایا نہیں تھا کہ میں کیا نیت کروں چنانچہ جس وقت میں نے احرام باندھا تھا اس وقت نیت کرتے ہوئے کہا تھا کہ یا اللہ! میں وہ احرام باندھتا ہوں جو تیرے نبی اور تیرے بندے اور تیرے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باندھا ہے۔ اس پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اے علیؓ! میں نے حج کا احرام باندھا ہے اور قربانی کے اونٹ اپنے ساتھ لایا ہوں تو اپنے احرام پر ثابت قدم رہ اور ہدی میں میرا شریک ہو۔

جب مکہ مکرمہ میں تشریف لائے ہوئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اتوار سے بدھ تک چار روز گزر گئے تو جمعرات کے دن سورج کے بلند ہونے کے بعد چاشت کے وقت منیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب منیٰ میں پہنچے تو توقف فرما کر نماز ظہر وعصر ادا فرمائی اور رات وہیں گزاری۔ دوسرے دن سورج طلوع ہونے کے بعد منیٰ سے عرفات کی طرف تشریف لے گئے عرفات کے قریب ایک مقام نمرہ پہنچے اس جگہ پر آپؐ کے حکم سے ایک خیمہ لگایا گیا آپؐ نے اس خیمہ میں نزول فرمایا۔ نمرہ کے مقام پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی سواری قصویٰ پر سوار ہوئے اور بطن وادی میں تشریف لائے اور اسی حالت میں نہایت فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا، اپنے خطبہ میں آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"لوگو! تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں قیامت تک کے لیے اسی عزت وحرمت کی مستحق ہیں جس طرح تم آج کے دن اس مہینہ اور اس شہر کی حرمت کرتے ہو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے اور آگاہ ہو جاؤ کہ جاہلیت کے طور طریقے میرے قدموں کے نیچے ہیں اور ہر وہ خون جو اسلام سے پہلے ہوا اور اس کے وارث بدلے کے درپے ہیں وہ ختم اور باطل ہے اور سب سے پہلے اپنے خاندان میں سے ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا خون باطل کرتا ہوں جو کہ میرے باپ کے بھائی کا بیٹا ہے۔ میں جاہلیت کے تمام سود باطل

Marfat.com

قرار دیتا ہوں اور سب سے پہلے اپنے خاندان میں سے عباس بن عبدالمطلب کا سود ختم کرتا ہوں۔ اپنے غلاموں کا خیال رکھو جو خود کھاؤ وہی انہیں کھلاؤ جو خود پہنو وہی انہیں پہناؤ، عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو جس طرح تمہارے حق عورتوں پر ہیں اسی طرح عورتوں کے حق تم پر ہیں۔

اے لوگو! میں تم میں وہ چیز چھوڑے جاتا ہوں جسے مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے یہ اللہ کی کتاب ہے نہ میرے بعد کوئی اور پیغمبر ہے اور نہ کوئی نئی اُمت وجود میں آنے والی ہے، خوب سن لو، اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ پنجگانہ نماز کے پابند رہو، ماہِ رمضان کے روزے رکھو، مال کی زکوٰۃ خوش دلی سے دیا کرو، خانہ خدا کا حج بجالاؤ۔ اپنے اولیائے امور کی اطاعت کرو۔ ان اعمال کی جزا یہ ہے کہ اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔"

خطبہ کے اختتام پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، قیامت میں تم سے میرے بارے میں سوال ہوگا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمہارے ساتھ کس طرح گزر بسر کی اور تبلیغ رسالت اور احکام شریعت کو کس طرح پہنچایا تو تم کیا جواب دو گے؟ عرض کیا گیا، ہم اُس روز گواہی دیں گے کہ آپؐ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا اور اپنا فرض ادا کر دیا۔ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات سنی تو اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھائی اور تین مرتبہ فرمایا، اے اللہ! تو گواہ رہنا۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا، جو اس وقت موجود ہیں وہ انہیں سنا دیں جو اس وقت موجود نہیں ہیں۔ پھر فرمایا، اے مسلمانو! تین چیزیں سینوں کو کینوں سے پاک کرتی ہیں ایک عمل میں اخلاص، دوسرے مسلمان کی خیر خواہی، تیسرے مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا۔

جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام خطبہ بیان فرمادیا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کے لیے فرمایا۔ چنانچہ حضرت بلالؓ نے اذان کہی اور اقامت کہہ کر ظہر کی نماز با جماعت ادا کی پھر اقامت کہی اور عصر کی نماز با جماعت ادا فرمائی اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی سواری پر سوار ہوئے اور دامنِ کوہ عرفات میں جسے

Marfat.com

جبل رحمت کہتے ہیں تشریف لائے اس کے نزدیک ہی کھڑے ہو کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبلہ رو ہو کر دعا مانگی اور اس جگہ پر اس قدر ٹھہرے کہ سورج غروب ہو گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے تو میں نے دیکھا کہ آپؐ نے دست مبارک اٹھائے ہوئے تھے اور ان کو اپنے چہرۂ اقدس کے نزدیک لائے ہوئے تھے اور فرماتے تھے سب سے افضل دعا جو میرے اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء کرامؑ کے نزدیک اس دن پڑھنے کے بارے میں ہے وہ یہ ہے کہ

"لاالٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریك له له الملك وله الحمد وھو علی کل شیٔ قدیر۔"

عرفہ کے دِن قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً o

ترجمہ: "آج ہم نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں تمام فرما دیں اور میں تمہارے لیے دین اسلام سے راضی ہوا۔"

روایات میں آتا ہے کہ اس دن عرفات میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس قدر ٹھہرے کہ سورج مکمل طور پر غروب ہو گیا اس کے بعد جب آپؐ نے روانگی فرمائی تو حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا ردیف بنایا اور قصویٰ کی مہار اس طرح کھینچے ہوئے تھے کہ اونٹنی کا سر اس تکیہ کے ساتھ پہنچتا تھا جو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کجاوہ کے آگے رکھا ہوا تھا اور جب بلندی پر پہنچتے تو نکیل کو ڈھیلا چھوڑ دیتے تا کہ آسانی کے ساتھ چڑھ سکے پھر فرمایا، اے لوگو! آرام سے چلو اطمینان سے رہو تیز چلنے میں نیکی نہیں ہے اور عجلت میں پرہیزگاری نہیں ہے۔ راستے میں ایک گھاٹی کے نزدیک سواری سے اُتر کر وضو فرمایا۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیا مغرب کی نماز ادا فرمانے کا ارادہ ہے؟ ارشاد فرمایا، نماز آگے ہے یعنی مزدلفہ میں عشاء کی

Marfat.com

نماز کے ساتھ ادا کریں گے۔اس کے بعد سوار ہوئے جب مزدلفہ پہنچے تو مغرب اور عشاء کی نماز ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ ادا فرمائی ۔رات کو مزدلفہ میں قیام فرمایا پھر فجر کی نماز اول وقت میں ادا فرمائی اور سواری پر سوار ہو کر مشعر حرام میں تشریف لائے اس جگہ پر قبلہ رو کھڑے ہو کر تکبیر و تہلیل اور حمد و ثناء میں مشغول ہوئے اور اس قدر توقف فرمایا کہ اچھی طرح روشنی ہوگئی طلوع آفتاب کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس جگہ سے روانہ ہوئے۔ روایات میں آتا ہے کہ عید کی رات آخری دن عرفہ میں اُمت مسلمہ کے لیے دعا کر کے بخشش طلب فرمائی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب آیا کہ میں نے ان کے تمام گناہوں کو بخش دیا سوائے ظالموں کے کیونکہ میں مظلوم کا بدلہ ظالم سے لوں گا۔اس پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زاری کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی کہ یا اللہ! اگر تو چاہتا ہے کہ مظلوم کو جنت ظالم کے ظلم کے بدلہ میں دے تو مظلوم راضی ہو جائے گا اور ظالم کو بخش دے۔اس دفعہ اس دعا کا جواب نہیں آیا جب مزدلفہ میں اس دعا کو دوبارہ مانگا گیا تو جواب آیا کہ میں نے اس دعا کو بھی قبول فرمایا۔حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام انتہائی خوش ہوئے اور تبسم فرمایا۔یہ دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اس تبسم فرمانے کا سبب کیا ہے؟ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ شیطان لعین کو جب یہ معلوم ہوا کہ میری دعا کو میری اُمت کے حق میں قبول فرما لیا گیا ہے اور ان کو بخش دیا ہے تو اُس بدبخت لعین نے اپنے سر پر خاک ڈالنا شروع کر دی اور چیخ و پکار اور واویلا کرنے لگا اس کی اس حالت کو دیکھ کر میں مسکرا دیا۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام طلوع آفتاب کے قریب منیٰ کی طرف روانہ ہوئے، اس مرتبہ آپؐ نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا ردیف بنایا اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپؐ کے ساتھ پیدل روانہ ہوئے، اثنائے راہ میں آپؐ نے حضرت فضل بن عباسؓ سے فرمایا کہ رمی جمار کے لیے کنکریاں چن لو جو چنے سے بڑی اور بادام سے چھوٹی ہوں۔حضرت فضل بن عباسؓ نے سات کنکریاں زمین سے چن کر

Marfat.com

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دیں۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی مبارک ہتھیلیوں سے ان کنکریوں سے غبار صاف کیا۔ اثنائے راہ میں ایک خوبصورت عورت سامنے آئی اور اس نے سوال کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرا باپ بہت بوڑھا ہے وہ اونٹ کی پیٹھ پر نہیں بیٹھ سکتا کیا میں اس کی طرف سے حج کرلوں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا، ہاں۔

ابھی تھوڑا سا سفر طے کیا تھا کہ راستہ میں ایک بوڑھی عورت سامنے آئی اور اس نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میری ماں بہت کمزور اور لاچار ہوگئی ہے اگر اسے اونٹ پر باندھوں تو اس کے مرنے کا ڈر ہے کیا میں اس کے بدلے میں حج ادا کرسکتی ہوں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا، اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو کیا تو اس کا قرضہ اُتارتی؟ اس نے جواب دیا کہ میں ضرور قرضہ اتارتی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا، پھر تم اپنی ماں کی طرف سے حج ادا کرو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا قرض ہے اور اس کا ادا کرنا اولیٰ ہے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بطن محسر میں پہنچے تو اپنی سواری کو تھوڑا سا تیز چلایا اور جو راستہ قریب جاتا تھا تیزی کے ساتھ اس سے روانہ ہوئے۔ اس طرح منیٰ کے اسفل وادی میں چاشت کے وقت تشریف لائے اور جمرۃ العقبہ کے سامنے پہنچے اور وادی کے درمیان کھڑے ہوئے اور سات کنکریاں پھینکیں ہر کنکری پھینکتے وقت تکبیر کہی۔ اس روز منیٰ میں خطبہ پڑھا جو عرفہ کے دن کے خطبہ کی مانند خون، مال اور عزت کی حرمت پر مشتمل تھا اور دجال کے نکلنے اور اس کی ہیبت اور دیگر پند و نصائح پر مشتمل تھا اس کے بعد فرمایا، تم پر لازم ہے کہ ان احکام کو حاضر غائب تک پہنچا دے، پھر ارشاد فرمایا، لوگو! آؤ حج کے مناسک سیکھ لو ہوسکتا ہے کہ آئندہ سال میں حج کو نہ آؤں۔ اس کے بعد آپؐ قربان گاہ کی طرف تشریف لائے یہ مقام منیٰ کے بازار کے درمیان مشہور ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قربانی کے اونٹ اور وہ اونٹ جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لے کر آئے تھے ان کی تعداد سو کو پہنچتی تھی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان میں سے اپنی عمر مبارک کے سالوں کی تعداد کے مطابق تریسٹھ اونٹ اپنے دستِ اقدس سے ذبح فرمائے باقی اونٹ

Marfat.com

ذبح کرنے کے لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ قربانی کریں اور ان کو ہدی میں شریک فرمایا پھر حکم دیا کہ ہر ایک اونٹ سے تھوڑا تھوڑا گوشت لے کر دیگ میں ڈال کر پکائیں۔ پھر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گوشت اور اس کے شوربے کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تناول فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ ان اونٹوں کو کھالوں اور گوشت کو مساکین اور غرباء میں تقسیم کریں اور قصابوں کو اس میں سے کچھ نہ دیں ان کی اُجرت اپنے پاس سے ادا کریں۔

اس کے بعد آپ ؐ نے حلاق کو طلب فرمایا حضرت معمر بن عبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُسترا ہاتھ میں پکڑ کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سرِ اقدس کے نزدیک کھڑے ہوئے تو آپ ؐ نے ان کی طرف نظر فرمائی اور ارشاد فرمایا، اے معمرؓ! اللہ تعالیٰ نے تمہیں رسول اللہ کے نرمۂ گوش پر قادر بنایا حالانکہ تمہارے ہاتھ میں استرا ہے۔ اس پر حضرت معمرؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرا یہاں کھڑا ہونا اور اس مقام کی قدرت حاصل کرنا یقیناً مجھ پر اللہ کی نعمت ہے اور مجھ پر اللہ تعالیٰ کا احسان وکرم ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، تم ٹھیک کہتے ہو۔ یہ اس کی عظیم نعمتوں میں سے ہے۔ اس کے بعد جب موئے مبارک تراشے گئے تو آپ ؐ نے اپنے نصف موئے مبارک حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرحمت فرمائے جو حضرت اُم سلیمؓ کے شوہر اور وہ حضرت انس بن مالک ؓ کی والدہ ہیں۔ دوسرے نصف موئے مبارک ازواج مطہرات اور تمام صحابہ کرامؓ میں تقسیم فرمائے ہر ایک کو ایک یا دو بال ملے اور کہا جاتا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے درخواست کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اپنی پیشانی مبارک کے موئے مبارک مجھے عنایت فرمائیں تاکہ میں ان سے برکت حاصل کروں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی درخواست کو قبول فرماتے ہوئے اپنی پیشانی اطہر کے موئے مبارک انہیں عطا فرمائے۔ اس کے بعد جب احرام سے نکلے تو سوار ہو کر مکہ مکرمہ میں آئے اور ظہر کی نماز ادا فرمائی۔

Marfat.com

اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام زمزم کے کنویں پر تشریف لے گئے اور فرمایا، اے بنی عبدالمطلب! چاہِ زمزم کے پانی کو کھینچو، اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ تم پر ہجوم کریں گے تو میں تمہارے ساتھ پانی کھینچتا۔ پھر پانی کا ایک ڈول حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا آپؐ نے اس میں سے کچھ پانی نوش فرمایا اور باقی چاہ زمزم میں ڈال دیا۔ جب حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مناسک حج سے فارغ ہوئے تو کچھ دن اور قیام فرمایا پھر مدینہ منورہ کی طرف سفر کا آغاز فرمایا۔ راستے کی مسافت طے کرتے ہوئے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع جحفہ کے نواح میں منزل غدیر خم میں پہنچے تو اس منزل میں ٹھہر کر ظہر کی نماز ادا فرمائی اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جانب رُخ انور کر کے ارشاد فرمایا، کیا میں مومنوں کے نفوس سے ان سے زیادہ قریب و محبوب نہیں ہوں۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ گویا مجھے عالم بقا میں بلایا ہے اور میں نے قبول کر لیا ہے، آگاہ ہو جاؤ کہ میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جو ایک دوسرے سے عظیم تر ہے۔ ایک قرآن مجید ہے اور دوسری میری اہل بیت۔ دیکھو میرے بعد تم ان دونوں چیزوں میں احتیاط کرنا کہ کس طرح تم ان کے ساتھ سلوک کرتے ہو اور کیسے ان کے حقوق ادا کرتے ہو یہ دونوں چیزیں میرے بعد ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ تم حوض کوثر کے کنارے مجھ سے ملو گے۔ اس کے بعد آپؐ نے ارشاد فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ میرا مولیٰ ہے اور میں تمام مومنین کا مولیٰ ہوں۔ اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا، اے اللہ! جس کا میں مولا ہوں یہ علیؓ بھی اس کے مولیٰ ہیں اے اللہ! تو بھی اسے دوست رکھ اور اس کو دشمن رکھ جو علیؓ کو دشمن رکھے۔ حجۃ الوداع سے واپسی کے وقت آپؐ نے ایک رات ذوالحلیفہ میں قیام فرمایا اور پھر مدینہ منورہ کی طرف عازم سفر ہوئے۔

(بخاری شریف، سیرت ابن ہشام، زرقانی، مدارج النبوۃ سیرت ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

......☆......

Marfat.com

سفر کے آداب

مسلم شریف میں ہے حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جبکہ ہم سفر میں تھے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک آدمی اونٹنی پر سوار آیا تو اس نے دائیں بائیں مڑ مڑ کر دیکھنا شروع کر دیا۔ تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے پاس کوئی زائد سواری ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ اپنی سواری اس شخص کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں ہے اور جس شخص کے پاس زائد کھانا ہو وہ اسے ان لوگوں کو دے دینا چاہیے جن کے پاس کھانا نہیں ہے۔

جب کوئی سفر مکمل کر کے اپنے گھر کو واپس لوٹے تو یہ دعا پڑھے:

"پلٹنا ہے، اپنے پروردگار ہی کی طرف پلٹنا ہے اور اپنے پروردگار ہی کے حضور توبہ ہے ایسی توبہ جو ہم پر گناہ کا کوئی اثر باقی نہ رہنے دے۔"

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"قوم کا سردار اُن کا خادم ہوتا ہے تو جو شخص لوگوں کی خدمت کرنے میں سبقت لے جائے تو لوگ اس سے کسی عمل کی بدولت نہیں بڑھ سکتے سوائے شہادت کے۔"

(مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص کسی جماعت یا قافلہ کے ساتھ

Marfat.com

سفر کر رہا ہو اُسے چاہیے کہ اپنے ہم سفر ساتھیوں کی خدمت کرے اور ان کا ہر طرح سے خیال رکھے کیونکہ اس کا بڑا اجر ہے اور یہ نیکی بہت بڑی ہے اس نیکی سے بڑھ کر اگر کوئی نیکی ہے تو وہ یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتا ہوا شہید ہو جائے۔

اسی طرح حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، جو عورت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اُس کے لیے جائز نہیں کہ وہ تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر تنہا کرے۔ (وہ اتنا بڑا سفر اسی وقت کر سکتی ہے جب اس کے ساتھ اس کا باپ ہو، بھائی ہو، خاوند ہو، یا اس کا اپنا بیٹا ہو یا پھر کوئی اور محرم ہو)۔ (بخاری شریف)

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، اگر لوگوں کو تنہا سفر کرنے کی وہ خرابیاں معلوم ہو جائیں جو میں جانتا ہوں تو کوئی سوار کبھی رات میں تنہا سفر نہ کرے۔

(بخاری شریف)

"ایک مرتبہ ایک آدمی دور دراز کا سفر کر کے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپؐ نے اُس مسافر سے دریافت فرمایا، تمہارے ساتھ کون ہے؟ اُس مسافر نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے ساتھ تو کوئی بھی نہیں ہے میں تنہا آیا ہوں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا، اکیلا سوار شیطان ہے اور دو سوار شیطان ہیں البتہ تین سوار سوار ہیں۔" (ترمذی شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"کچھ اونٹ شیاطین کا حصہ ہوتے ہیں، کچھ گھر شیاطین کا حصہ ہوتے ہیں شیاطین کے اونٹ تو میں نے دیکھے ہیں تم میں سے کوئی اپنے ساتھ بہت سی اونٹنیاں لے کر نکلتا ہے اور انہیں خوب موٹا تازہ کر رکھا ہے اور ان میں سے کسی پر چڑھتا نہیں ہے اور وہ اپنے بھائی کے پاس سے گزرتا ہے جو بغیر کے سواری کے ہے، تو اسے اپنی اونٹنیوں پر سوار نہیں کرتا اور رہے شیطان کے گھر تو انہیں میں نے نہیں دیکھا۔" (ابوداؤد)

حضرت ابولاس خزاعیؓ نے بیان فرمایا کہ ہم کو حضورؐ نے صدقہ کے اُونٹوں میں

Marfat.com

سے مقام لج میں ایک اونٹ پر بٹھایا ہم نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہم مناسب نہیں سمجھتے کہ آپ ہم کو اس پر بٹھائیں۔ اس پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ

''کوئی اونٹ ایسا نہیں کہ اس کے کوہان پر شیطان نہ ہو لہٰذا تم اللہ تعالیٰ کا نام پڑھ لو جب تم اس پر سوار ہو جیسا کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے پھر تم اس سے اپنی خدمت لو تو یہ اُونٹ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تم کو لادے گا۔'' (طبرانی)

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''عورت کو ایک دن اور ایک رات کی مسافت پر بھی اکیلے نہیں جانا چاہیے۔''

(بخاری ومسلم)

......☆......

Marfat.com

سفر کی دعائیں

مسلم شریف وترمذی شریف میں درج ہے کہ سفر کو روانہ ہوتے وقت جب سواری پر بیٹھ جائیں اور سواری چل پڑے تو یہ دعا پڑھیں:

ترجمہ: ''پاک و برتر ہے وہ اللہ جس نے اس کو ہمارے قابو میں کر دیا حالانکہ ہم اس کو قابو کرنے والے نہ تھے یقیناً ہم اپنے رب کی طرف لوٹ جانے والے ہیں۔ یا اللہ! ہم تجھ سے اس سفر میں نیکی اور تقویٰ کی توفیق چاہتے ہیں اور ایسے کاموں کی توفیق جو تیری خوشنودی کے ہوں اے اللہ! ہم پر یہ سفر آسان فرمادے اور اس کا فاصلہ ہمارے لیے مختصر فرما دے، اے اللہ! تو ہی اس سفر میں ساتھی ہے اور تو ہی گھر والوں میں خلیفہ اور نگہبان ہے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سفر کی صعوبتوں سے، بُرے منظر سے اور اپنے مال سے، اپنے متعلقین اور اپنی اولاد میں بُری واپسی سے اور اچھائی کے بعد برائی سے اور مظلوم کی بددعا سے۔''

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ جب سواری بلندی کی جانب چڑھے تو یہ دعا پڑھیں۔

ترجمہ: ''اے اللہ! تجھے ہر بزرگی اور بلندی پر بڑائی حاصل ہے حمد و ثناء ہر حال میں تیرا ہی حق ہے۔''

ابوداؤد شریف میں درج ہے کہ سفر کے دوران اگر کہیں رات ہو جائے تو اس دعا کو پڑھیں۔

Marfat.com

ترجمہ: ''اے زمین! میرا اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں تیرے شر سے اور ان مخلوقات کے شر سے جو تجھ میں اللہ نے پیدا کی ہیں اور ان مخلوقات کے شر سے جو تجھ پر چلتے ہیں اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیر سے رو سیاہ اژدھے سے اور سانپ بچھو سے اور اس شہر کے رہنے والوں سے اور ہر والد اور مولود کے شر سے۔''

(ابوداؤد شریف)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اے جبیرؓ! کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ جب تم سفر میں نکلو تو تم اپنے ساتھیوں سے ہیئت میں افضل اور ان سب سے توشہ میں زیادہ ہو؟ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں، جی ہوں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، تم ان پانچ سورتوں کو پڑھو۔ (اوّل) قل یا ایھاالکفرون (دوم) اِذاجاء نصر اللّٰہ والفتح (سوم) قل ھو اللّٰہ احد (چہارم) قل اعوذ برب الفلق (پنجم) قل اعوذ برب النّاس اور ہر سورۃ کو بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کرو اور اپنی قرأت کو بسم اللہ الرحمٰن سے شروع کرو۔ حضرت جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں سفر میں نکلتا سب سے خستہ ہیئت میں اور کم توشہ والا ہوتا لیکن جب سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے یہ سورتیں سکھائیں میں ان کو پڑھتا رہا حتیٰ کہ میں لوگوں سے لباس میں بھی اچھا ہو گیا اور لوگوں سے میرا توشہ بھی زیادہ ہو گیا یہاں تک کہ میں اپنے سفر سے لوٹتا۔ (ابو یعلی)

حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے سواری پر تھا کہ ہمارا اُونٹ پھسل گیا، میں نے کہا، شیطان کے لیے ہلاکت ہو۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اس طرح نہ کہہ کہ شیطان کے لیے ہلاکت ہو کیونکہ شیطان یہ سن کر اتنا پھولتا ہے کہ گھر کے برابر ہو جاتا ہے اور کہتا ہے میری طاقت کی یہ بات ہے۔ بلکہ تم کہو بسم اللہ اس لیے کہ (اس طرح) شیطان مکھی جتنا

Marfat.com

ہو جاتا ہے۔(طبرانی)

طبرانی نے اوسط میں درج کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم کسی منزل پر اُترتے تو کجاوہ کے کھولنے تک سبحان اللہ پڑھتے رہتے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب زمین کے کسی ٹیلہ پر چڑھتے تو آپؐ فرماتے:

ترجمہ: ''اے میرے اللہ! تیرے لیے بلندی ہے ہر بلند پر اور تیرے لیے تعریف ہے ہر تعریف پر۔'' (احمد، ابویعلی)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب سفر کا ارادہ کرتے تو فرماتے:

ترجمہ: ''اے میرے اللہ! تیری مدد سے میں حملہ کرتا ہوں اور تیری امداد سے میں دوڑتا ہوں اور تیری مدد سے میں چلتا ہوں۔'' (احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں سفر کا ارادہ کرتا ہوں آپؐ مجھے وصیت فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کو لازم پکڑلو اور ہر بلندی پر اللہ اکبر کہنا۔ پھر جب وہ شخص پیٹھ پھیر کر چل دیا تو آپؐ نے فرمایا،

ترجمہ: ''اے میرے اللہ! دوری کو اس کے لیے لپیٹ دے اور اس پر سفر آسان کردے۔'' (ترمذی شریف)

......☆......

Marfat.com

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواریاں

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک گھوڑا تھا جسے آپؐ نے ایک اعرابی سے خریدا تھا اس کا نام مرتجز تھا اس گھوڑے کی خریداری کے بعد جب اعرابی نے سودا طے ہو جانے کے باوجود انکار کر دیا تو حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں گواہی دی حالانکہ وہ اس سودا ہونے کے وقت موقع پر حاضر بھی نہیں تھے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے اس گواہی کے بارے میں پوچھا تو جواب دیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہم نے آپؐ کی ان باتوں کی تصدیق کی جو آسمانوں کے متعلق تھیں اور بغیر دیکھے اُن کو سچ مانا اور آج میں زمین کی ایک اَن دیکھی چیز کو کیسے سچ نہ مانوں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس بات سے اس قدر خوش ہوئے کہ آپؐ نے ان کو ذوالشہادتین کا لقب عطا فرمایا۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک گھوڑا بحر تھا وہ تین بار دوسرے گھوڑوں سے بازی لے گیا تھا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو تھپکی دیتے ہوئے فرمایا، ”تم تو سمندر ہو“ اس دن سے اس گھوڑے کا نام بحر پڑ گیا۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قصویٰ اونٹنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نوسو درہم میں خرید کر آپؐ کی خدمت اقدس میں پیش کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قصویٰ کو اُن سے خرید لیا تھا اسی اُونٹنی پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

Marfat.com

وحی آنے کی صورت میں بعض دفعہ تشریف فرما ہوتے تھے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک اُونٹنی تھی جس کا نام جدعا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک گدھا تھا جس کا نام عفیر تھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اور گھوڑا تھا جس کا نام ظرب تھا ایک گھوڑا جس کا نام ورد تھا اسے حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں ہدیہ کے طور پر پیش کیا تھا یہ گھوڑا بعد میں آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا تھا۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک اونٹنی تھی جس کا نام عضباء تھا یہ اونٹنی اتنی تیز رفتار تھی کہ کوئی اونٹنی بھی دوڑ میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ ایک مرتبہ ایک اعرابی اپنی اونٹنی لایا اور اس کی اونٹنی دوڑ میں عضباء سے آگے نکل گئی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس پر بڑی حیرت ہوئی اور آپ نے ارشاد فرمایا، آج تک کوئی ایسی چیز نہیں جو ہمیشہ بلند اور اعلیٰ رہے سوائے اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک گھوڑا تھا جس کا نام لحیف تھا اسے قردہ بن عمرو الجذامی نے ہدیہ کے طور پر پیش کیا تھا۔ آپ کے پاس ایک گدھا بھی تھا جس کا نام یعفور تھا۔ حضرت ابوہریرہ بن نیاز نے آپ کو ہدیہ کے طور پر ایک گھوڑا پیش کیا تھا جس کا نام ملاوح تھا۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک خچر بھی تھا جسے مقوقس نے آپ کو تحفہ کے طور پر بھیجا تھا مدینہ طیبہ میں قیام کے دوران آپ اسی پر سواری فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے پاس ایک گھوڑ سبحہ نامی تھا یہ دوسرے گھوڑوں سے بازی لے جاتا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر تشریف فرما ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان فرماتے۔ آپ کے پاس ایک خچر تھا جسے ابلیہ کہتے تھے اس خچر کو ابلیہ کے بادشاہ نے ہدیہ کے طور پر پیش کیا تھا۔ آپ کے پاس ایک اور خچر بھی تھا جس کا نام قفہ تھا جسے آپ نے حضرت ابوبکر صدیق

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرما دیا تھا۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک گھوڑا تھا جسے فرس کہتے۔ ایک اور گھوڑا تھا جس کا نام لزاز تھا یہ گھوڑا مقوقس قبطی نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تحفہ کے طور پر پیش کیا تھا آپ اکثر غزوات میں اسی پر سوار ہوتے تھے۔

(مواہب لدنیہ، شرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مدارج النبوۃ جلد دوم)

......☆......

Marfat.com

سفرِ آخرت

یہ ۱۱ ہجری کا آغاز تھا۔ آپؐ کے مشن کی تکمیل ہو چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کو بلاوے کے اشارے مل چکے تھے۔ آپؐ غزوہ اُحد کے آٹھ سال بعد شہدائے اُحد کی قبروں پر تشریف لے گئے۔ ان کے لیے دعائے خیر فرمائی اور رقت انگیز طریقہ سے ان کو وداع کیا۔ اس کے بعد لوگوں سے ایک تقریر فرمائی جس میں فرمایا۔

''میں تم سے پہلے حوض کوثر پر جا رہا ہوں۔ مجھے خوف نہیں کہ میرے بعد تم شرک کرو گے۔ لیکن اس سے ڈرتا ہوں کہ دُنیا میں مبتلا ہو جاؤ اور آپس میں لڑنے لگو۔ پھر تم اس طرح ہلاک ہو جاؤ جس طرح تم سے پہلے قومیں ہلاک ہوئیں۔''

نو ہجری کے آغاز میں موتہ (شام) کی طرف حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں تین ہزار کا لشکر بھجوایا۔ حضورؐ نے فرمایا تھا کہ اگر زیدؓ شہید ہو جائے تو جعفرؓ امیر لشکر ہوں گے اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہؓ۔ تقدیر خداوندی سے تینوں شہید ہو گئے۔ کفار کی تعداد ڈیڑھ لاکھ کے قریب تھی۔ ان تینوں کی شہادت کے بعد حضرت خالدؓ نے کمان سنبھالی اور دشمن سے لڑتے ہوئے اپنی فوج کو دشمن کے نرغے سے نکال لائے۔ اب حضورؐ نے زیدؓ کے نوجوان بیٹے اسامہؓ کو امیر لشکر بنا کر جن کی عمر اس وقت صرف سترہ سال تھی بھیجا۔ ان کے جھنڈے کو اپنے ہاتھ سے باندھا لیکن حضورؐ کی بیماری خطرناک صورت اختیار کر گئی اور یہ لشکر پھر حضورؐ کے وصال کے بعد روانہ ہو سکا۔ اس لشکر میں اسامہؓ کی قیادت میں حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ جیسے کبار صحابہ بھی تھے۔ آپؐ کی

Marfat.com

بیماری کی تفصیل یہ ہے کہ اٹھارہ یا انیس صفر ۱۱ھ بمطابق مئی ۶۳۲ء آپ مسلمانوں قبرستان جنت البقیع میں تشریف لے گئے۔ واپسی پر طبیعت ناساز ہوگئی۔ سر میں درد پھر شدید تپ نازک صورت اختیار کر گیا۔ ساتویں دن کچھ افاقہ ہوا۔ سر پر پٹی باندھ کر مغرب کی نماز کے لیے تشریف لائے۔ عشاء کی نماز کے وقت پھر غنودگی طاری ہوگئی۔ بدن پر سات مشکیزے پانی کے باری باری ڈلوائے۔ اُٹھنا چاہا تو جسم میں سکت نہ تھی۔ فرمایا، ابوبکرؓ کو کہو نماز پڑھا دیں۔ چنانچہ اس کے بعد تین روز تک ابوبکرؓ ہی نماز پڑھاتے رہے۔ چوتھے روز ظہر کی نماز کے وقت طبیعت میں کچھ سکون تھا۔ پانی کے سات مشکیزے تپ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے جسم پر ڈلوائے۔ پھر حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کا سہارا لے کر مسجد میں تشریف لائے۔ حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ آہٹ پا کر انہوں نے پیچھے ہٹنا چاہا۔ لیکن آپؐ نے اشارے سے وہیں رہنے کا ارشاد فرمایا اور خود ان کے پہلو میں بیٹھ کر نماز ادا کی۔ اس کے بعد ایک مختصر سی تقریر فرمائی، خدا کی حمد وثنا کے بعد فرمایا۔

''مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم اپنے نبی کی موت سے ڈرتے ہو۔ کیا مجھ سے پہلے کوئی نبی زندہ رہا کہ میں رہوں۔ سنو میں اپنے خدا کے پاس جانے والا ہوں۔ اور پھر تم بھی مجھے ملو گے۔ میں تمہیں مہاجرین سے حسن سلوک کی تاکید کرتا ہوں اور مہاجرین کو بھی کہتا ہوں کہ باہم محبت سے رہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ میں زمانہ کو بطور شہادت کے پیش کرتا ہوں کہ انسان گھاٹے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائیں اور اعمال صالحہ بجا لائیں اور صداقت اور صبر کی ایک دوسرے کو تاکید کریں۔ اور سنو تمام کام خدا کے حکم کے تحت ہی ہوتے ہیں۔ اگر کسی معاملہ میں دیر ہی ہو تو اسے جلدی نہ چاہو کہ خدا کسی کی جلدی کی وجہ سے جلدی نہیں کرتا اور جو خدا پر غالب آنا چاہے گا اس پر خدا غالب ہوگا۔ اور جو خدا کو دھوکا دینا چاہے گا خدا اسے دھوکے کی سزا دے گا۔ دیکھو زمین پر فساد نہ کرنا، اور رشتہ داروں سے قطع تعلق نہ کرنا۔''

اس کے بعد انصار کے بارے میں فرمایا ''اور میں تمہیں انصار سے نیکی کرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ وہی ہیں جنہوں نے (مدینہ منورہ میں) ہجرت کے گھر میں ٹھکانہ

Marfat.com

بنایا ہے اور تم سے پہلے ایمان لائے ہیں، تم ان سے احسان کرو، کیا انہوں نے تمہارے لیے پھلوں کو دو حصے نہیں کیا؟ کیا انہوں نے اپنے گھروں کو تمہارے لیے وسیع نہیں کیا؟ کیا انہوں نے خود پر تمہیں ترجیح نہیں دی حالانکہ وہ خود تنگدست تھے۔ باخبر رہو جو شخص اس بات کا والی بنایا جائے کہ وہ دو آدمیوں میں فیصلہ کرے پس چاہیے کہ وہ ان کے نیک کو قبول کرے اور ان کے بُرے سے درگزر کرے۔ باخبر ہو جاؤ ان پر خود کو ترجیح نہ دو۔ باخبر رہو میں تمہارے سے پہلے جانے والا ہوں اور تم مجھے ملنے والے ہو، باخبر رہو تمہارے اترنے کی جگہ میرا حوض ہے، میرا حوض شام کے شہر بصرہ اور صنعاء یمن کے درمیان فاصلہ کے برابر ہے، اس میں کوثر کے پرنالہ سے ایسا پانی انڈیلا جاتا ہے جو دُودھ سے زیادہ سفید، مکھن سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، جس نے اس سے پی لیا وہ کبھی بھی پیاسا نہیں ہوگا، اس کی کنکریاں موتیوں کی اور اس کی زمین مشک کی ہے، کل کھڑے ہونے کے دن جو اس سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا۔ باخبر ہو جاؤ جو یہ پسند کرتا ہے کہ کل میرے پاس آئے اسے چاہیے کہ وہ ناجائز باتوں سے اپنی زبان اور ہاتھ کو روکے۔"

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! قریش کے لیے وصیت فرمایئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں قریش کو اس بات کے لیے وصیت کرتا ہوں کہ لوگ قریش کے تابع ہیں، ان کا بھلا ان کے بھلے کے لیے اور ان کا بُرا ان کے بُرے کے لیے ہے۔ اے آلِ قریش! لوگوں کے ساتھ بھلائی کرو، اے لوگو! گناہ نعمتوں کو تبدیل کر دیتے ہیں اور قسمت کو بدل دیتے ہیں لہٰذا جب لوگ نیک ہوتے ہیں تو ان کے حاکم بھی نیک ہوتے ہیں اور جب لوگ نافرمانیاں کرتے ہیں تو وہ نافرمان قرار پاتے ہیں یعنی ان کے حاکم ظالم ہوتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "اور اسی طرح ہم بعض ظالموں کو بعض ظالموں کا ولی بنا دیتے ہیں بسبب ان کے اعمال کے۔"

اسی حوالے سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اے ابوبکر

Marfat.com

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! پوچھو! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! وقت قریب آ گیا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں وقت قریب آ گیا ہے اور بہت ہی قریب آ گیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! جو کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے آپ کو مبارک ہو، کاش ہم اپنے ٹھکانے کو جانتے۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کی طرف، سدرۃ المنتہیٰ کی طرف، پھر جنت الماویٰ کی طرف پھر فردوس اعلیٰ کی طرف، شرابِ طہور سے بھرے ہوئے پیالے اور رفیق اعلیٰ کی طرف، مبارک زندگی اور حفظ الٰہی کی امان میں۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ کے غسل کا انتظام کون کرے گا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے قریبی، پھر ان کے قریبی۔ انہوں نے عرض کیا، کن کپڑوں کا کفن ہم آپ کو دیں؟ فرمایا، میرے ان کپڑوں، یمنی چادر اور سفید مصری چادر میں۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا، ہم آپ پر کیسے نماز پڑھیں؟ (یہ سن کر) ہم رو پڑے اور وہ بھی رو دیے۔ پھر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، چھوڑو، اللہ تعالیٰ تمہیں بخشے اور تمہارے نبی سے تمہیں بہتر جزا عطا فرمائے جب تم مجھے غسل دے لو، کفن پہنا لو تو مجھے میرے اسی گھر میں میرے بستر پر میری قبر کے کنارے رکھ دینا پھر تم کچھ دیر کے لیے مجھے تنہا چھوڑ کر باہر نکل جانا سب سے پہلے اللہ رب العزت مجھ پر رحمت بھیجے گا وہ جو تم پر رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے تمہارے لیے بخشش طلب کرتے ہیں، پھر فرشتوں کو مجھ پر دُورد پاک پڑھنے کی اجازت دی جائے گی اور سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئیں گے اور وہ مجھ پر دُرود پڑھیں گے۔ پھر میکائیل علیہ السلام پھر اسرافیل علیہ السلام اور پھر ایک کثیر جماعت کے ساتھ حضرت

Marfat.com

عزرائیل علیہ السلام درود پاک پڑھیں گے پھر تمام فرشتے آئیں گے اور اس کے بعد تم جماعت در جماعت مجھ پر داخل ہونا اور جماعت کی صورت میں مجھ پر صلوٰۃ پڑھنا اور خوب سلام بھیجنا اور آوازیں بلند کر کے چیخ و پکار سے مجھے تکلیف نہ دینا اور چاہیے کہ تم میں سے امام سب سے پہلے آئے اور میرے قریبی گھر والے، پھر ان سے قریب والے، پھر عورتوں کی جماعتیں اور پھر بچوں کی جماعتیں آئیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ کو قبرِ انور میں کون اتارے گا؟ فرمایا، میرے انتہائی قریبی گھر والوں کی جماعت، پھر ان سے قریبی، فرشتوں کی کثیر تعداد کے ساتھ، تم انہیں نہیں دیکھتے ہو مگر وہ تمہیں دیکھتے ہیں۔ کھڑے ہو جاؤ اور میرے بعد آنے والوں تک پہنچا دو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جس دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وصال فرمایا، لوگوں نے دن کے ابتدائی حصہ میں آپ کی طبیعت کو ہلکا پایا چنانچہ وہ خوشی خوشی اپنے گھروں اور کاموں کے لیے لوٹ گئے اور آپ کو عورتوں کے درمیان تنہا چھوڑ گئے، ہم اسی طرح خوشی و مسرت میں تھے کہ اتنی خوشی ہمیں پہلے کبھی نہیں ملی تھی، اچانک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تم سب عورتیں باہر چلی جاؤ کیونکہ یہ فرشتہ مجھ سے اندر داخل ہونے کی اجازت مانگ رہا ہے۔ چنانچہ گھر سے میرے سوا سب عورتیں باہر چلی گئیں اور آپ کا سر مبارک میری گود میں تھا، آپ بیٹھ گئے اور میں گھر کے ایک کونے میں ہو گئی۔

اس فرشتے نے طویل سرگوشی کی، پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور اسی طرح سر مبارک میری گود میں رکھ دیا اور عورتوں سے فرمایا کہ اندر آ جاؤ، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے یہ آہٹ جبرائیل کی نہیں لگتی تو آپ نے فرمایا، ہاں عائشہ! یہ ملک الموت تھا جو میرے پاس آیا تھا اور اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے

Marfat.com

اور فرمایا ہے کہ میں آپ کی اجازت کے بغیر آپ کے پاس نہ آؤں، اگر آپ اجازت دیں تو اندر آؤں، اور اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بھی حکم دیا ہے کہ آپ کی اجازت کے بغیر روحِ مقدس کو قبض نہ کروں۔ اب آپ کی کیا رائے ہے؟ چنانچہ میں نے کہا ابھی ٹھہرو تا آنکہ میرے پاس جبرائیل آجائیں، یہ جبرائیل کے آنے کا وقت ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم پر ایسا امر وارد ہوا کہ جس کے بارے میں ہمارے پاس کوئی جواب نہ ملتا تھا اور نہ ہی اس بارے میں کوئی رائے تھی، ہم سب خوفزدہ ہو کر خاموش تھی، گویا اہلِ بیت میں سے کوئی ایک بھی اس عظیم امر کی وجہ سے بول نہیں سکتا تھا، اس کی ہیبت نے ہمارے جسموں کو خوف سے بھر دیا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس ساعت میں جبرائیلِ امین حاضر ہوئے، میں نے ان کی آہٹ کو پہنچالیا، گھر والے باہر نکل گئے، جبرائیل اندر داخل ہوئے اور عرض کی، اے نبی! اللہ آپ پر سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں حالانکہ وہ آپ کے متعلق آپ سے زیادہ جانتا ہے لیکن اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ آپ کی عزت ووقار میں اضافہ فرمائے اور مخلوق پر آپ کی عزت ووقار پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے اور آپ کی، امت میں مثال ہو جائے۔

آپ نے فرمایا کہ میں رنج ودرد پاتا ہوں۔ جبرائیل نے عرض کی آپ کو خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ آپ کو ان انعامات میں پہنچائے جو اس نے آپ کے لیے تیار کیے ہیں۔ آپ نے فرمایا، جبرائیل! ملک الموت نے مجھ سے اجازت چاہی اور مجھے بات بتلا گیا ہے۔ جبرائیل نے عرض کی، اے محمد! آپ کا رب آپ کے دیدار کا مشتاق ہے، کیا اس نے آپ کو نہیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ آپ سے کس چیز کا ارادہ فرماتا ہے، بخدا ملک الموت نے ہرگز کسی سے کبھی بھی اجازت طلب نہیں کی اور نہ ہی وہ آئندہ کسی سے اجازت

Marfat.com

طلب کرے گا، باخبر ہو جایئے! اللہ تعالیٰ آپ کے عز و شرف کو پورا فرمانے والا ہے اور وہ آپ کا مشتاق ہے۔

آپ نے فرمایا، تب تو میں اس وقت تک چین نہیں پاؤں گا جب تک اللہ تعالیٰ کے حضور نہ پہنچ جاؤں، آپ نے عورتوں کو اندر آنے کی اجازت دے دی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا، میرے قرب آؤ، چنانچہ وہ آپ پر گر گئیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے سرگوشی فرمائی۔ جب انہوں نے سر اٹھایا تو ان کی آنکھیں نمناک تھیں اور وہ شدتِ غم سے کلام نہ کر سکتی تھیں، پھر فرمایا، اپنا سر میرے قریب کرو چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پھر آپ سے لپٹ گئیں، آپ نے ان سے سرگوشی فرمائی اور جب انہوں نے سر اٹھایا تو ہنس رہی تھیں اور بات کرنے کی تاب نہ تھی۔

ہم نے جب یہ عجیب بات دیکھی تو ہم نے بعد میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب یہ خبر دی کہ میں آج وصال کرنے والا ہوں تو میں رو دی اور پھر جب فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ تجھے میرے گھر والوں میں سے سب سے پہلے مجھ سے ملائے گا اور تمہیں میرے ساتھ رکھے گا تو میں ہنس پڑی۔

پھر آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کے دو بیٹوں کو بلایا اور انہیں پیار کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر ملک الموت آئے، انہوں نے اجازت مانگی تو آپ نے اسے اجازت دے دی۔ ملک الموت نے عرض کی کہ میرے لیے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے اب میرے رب کے پاس لے چلو۔ ملک الموت نے عرض کی کہ آج (آپ کی اجازت سے) ایسا ہی ہوگا اور آپ کا رب آپ کا مشتاق ہے اور میں نے آپ کے سوا کسی اور کے پاس بار بار آمد و رفت نہیں کی اور نہ آپ کے سوا مجھے کسی کے پاس جانے

Marfat.com

کے لیے اجازت لینے کا حکم ملا لیکن آپ کی ساعت آپ کے سامنے ہے اور وہ نکل گئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر جبرائیل علیہ السلام آئے اور عرض کی السلام علیک یا رسول اللہ! یہ آخری پیغامات تھے جو زمین پر بھیجے گئے، اب ہمیشہ کے لیے سلسلۂ وحی منقطع کر دیا گیا ہے اور دنیا لپیٹ دی جائے گی اور زمین میں میرے لیے آپ کے بغیر اور کوئی حاجت نہیں اور زمین میں آپ کے پاس آنا ہی میری ضرورت تھی اور اب میں اپنے مقام پر رہوں گا اور وہاں سے کہیں نہیں جاؤں گا، بخدا جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور آپ کا سرِ انور اپنے سینہ پر رکھ کر اسے تھام لیا اور آپ پر غنودگی سی طاری ہونے لگی اور آپ کی پیشانی مبارک سے پسینہ ٹپکنے لگا۔ میں نے ایسا پسینہ کسی انسان کی پیشانی پر نہیں دیکھا، پھر یہ پسینہ مبارک بہنے لگا اور میں نے اس سے زیادہ عمدہ خوشبو کسی چیز میں نہیں پائی، پس میں کہنے لگی جونہی آپ کو افاقہ ہوا میرے ماں باپ اور جان و گھر آپ پر قربان ہوں، آپ کی پیشانی مبارک سے پسینہ کیوں جاری ہے؟ آپ نے فرمایا، اے عائشہ! مومن کا نفس پسینہ میں نکلتا ہے اور کافر کی جان دونوں باچھوں سے گدھے کی طرح نکلتی ہے۔ پھر ہم لوگ گھبرا گئے اور اپنے گھر والوں کی طرف آدمی بھیجے، پس سب سے پہلا آدمی جو ہمارے پاس آیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ پایا، میرا بھائی تھا جسے میرے باپ نے میری طرف بھیجا تھا، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے آنے سے قبل وصال فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے مردوں کو اس لیے روک دیا تھا کہ اس وقت جبرائیل و میکائیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے، گویا آپ کو اختیار دیا جا رہا تھا اور جب آپ کلام کرتے تو فرماتے، نماز، نماز تم ہمیشہ ایک دوسرے کے معاون رہو گے جب تک تم سب پڑھتے رہو

Marfat.com

گے نماز، نماز، گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ وصیت کرتے ہوئے جہان سے تشریف لے گئے کہ نماز نہیں چھوڑنا۔

مروی ہے کہ اتوار کے روز آپ ؐ کی تکلیف بڑھ گئی، اور جب بارہ ربیع الاوّل سوموار کا دن آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گھبراہٹ شدت اختیار کر گئی۔ حضرت عائشہ کی گود میں آپ ؐ کا سر تھا۔ حضرت عائشہؓ کے بھائی آئے۔ وہ مسواک کر رہے تھے۔ حضورؐ نے ان کی طرف دیکھا۔ حضرت عائشہؓ سمجھ گئیں۔ مسواک لے کر اسے نرم کر کے حضور کو دی۔ آپؐ نے دانت اور منہ صاف کیا۔ حضرت اسامہؓ پاس تھے اُن کو بلایا۔ ان کے سر پر ہاتھ رکھا اور پھر آسمان کی طرف ہاتھ بلند کرتے تھے۔ گویا اس یتیم کو آسمانی آقا کے سپرد فرما رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا، ”مسلمانو! نماز کا خیال رکھنا اور غلاموں سے حسن سلوک کرنا۔“ زبان پر لا الہ الا اللہ کا ورد تھا اور آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے فرماتے رہے ”اے اللہ! اے بلند و برتر ساتھی“ یہ کہتے کہتے ہاتھ ڈھلک گیا اور صادق و امین کی رُوح امانت کا حق ادا کر کے قفسِ عنصری سے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف پرواز کر گئی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا تو لوگ ٹوٹ پڑے اور ان کے رونے کی آوازیں بلند ہونے لگیں اور فرشتوں نے دو کپڑوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لپیٹ دیا۔ لوگوں نے بہت اختلاف کیا بعض نے آپ کی موت کو جھٹلایا اور بعض لوگ گونگے بن کر رہ گئے اور طویل مدت کے بعد بولنے لگے اور بعض کی حالت خلط ملط ہوگئی اور انہوں نے بغیر کسی بیان کے باتیں کرنا شروع کیں اور بعض اپنی عقول لے کر بیٹھ گئے اور دوسروں کو بھی بٹھا دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے آپ کی موت کا انکار کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بیٹھنے والوں میں سے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جو گونگے ہو کر رہ گئے۔

Marfat.com

مسلمانوں میں سے کسی ایک کا حال بھی حضرت ابوبکر اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما جیسا نہیں تھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق مرحمت فرمائی اور گفتار و کردار کی راستی بخشی اور لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قول سے بہت گھبرا گئے یہاں تک کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ آئے اور کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے البتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کا ذائقہ چکھ لیا ہے اور آپ نے تمہیں اپنی موجودگی میں کہہ دیا تھا:

"تحقیق تو بھی فوت ہونے والا ہے اور تحقیق وہ بھی مرنے والے ہیں، پھر تحقیق تم قیامت کے دن اپنے رب کے نزدیک جھگڑو گے۔"

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی درانحالیکہ وہ بنو الحارث بن الخزرج کے ہاں تھے، وہ آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس داخل ہوئے، آپ کی طرف دیکھا پھر آپ کی طرف دیکھا اور آپ پر جھک گئے، چوما اور عرض کیا، یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کو دو مرتبہ موت کا ذائقہ نہیں چکھائے گا پس البتہ بخدا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما گئے ہیں، پھر آپ لوگوں کی طرف آئے اور کہا:

"اے لوگو! جو محمدؐ کی عبادت کرتا تھا وہ سن لے محمدؐ فوت ہو گئے۔ لیکن جو خدا کی عبادت کرتا تھا وہ یاد رکھے کہ خدا زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ پھر یہ آیت پڑھی کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ آپؐ سے پہلے تمام انبیاء فوت ہو چکے ہیں۔ اگر وہ فوت ہو جائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں پر پھر جائے گا وہ خدا کو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور اللہ شکر کرنے والوں کو عنقریب جزا دے گا۔"

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ آیتیں سنیں تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے آج ہی اُتری ہیں اور میری ٹانگیں لڑکھڑا گئیں اور میں زمین پر گر گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی تو وہ

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر داخل ہوئے درانحالیکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج رہے تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، ان کی ہچکی بندھی ہوئی تھی جیسے پانی سے بھرا ہوا گھڑا اچھلتا ہے اور انہوں نے اس کے باوجود قول وفعل میں صبر کا دامن نہ چھوڑا، پس وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک گئے اور آپ کے چہرۂ انور سے کپڑا ہٹایا، آپ کی پیشانی اور رخساروں کو چوما، آپ کے چہرۂ اقدس پر ہاتھ پھیرا اور رونا شروع ہوگئے اور کہنے لگے، میرے ماں باپ، جان اور گھربار آپ پر قربان ہوں، آپ زندگی اور موت دونوں میں طاہر و پاکیزہ ہیں، آپ کے وصال سے وہ سلسلہ منقطع ہوگیا ہے جو دیگر انبیائے کرام سے منقطع نہیں ہوا تھا آپ ہر وصف سے بالاتر اور رونے دھونے سے برتر ہیں، آپ تسلی کا باعث ہوگئے، آپ کا وجود کرم سب کو عام ہے، اگر آپ کا وصال آپ کے اپنے ایثار سے نہ ہوتا تو ہم مرجاتے اور اگر ہمارے رونے سے کچھ ہوسکتا تو ہم آپ پر اپنی آنکھوں کا پانی خشک کردیتے۔ بہرحال ہم جس چیز کو اپنے سے الگ نہیں کرسکتے وہ غم اور آپ کی یاد ہے جو ہمیشہ برقرار نہیں رہیں گے، اے اللہ! ہمارا یہ پیغام اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچا دے۔

بارہ ربیع الاوّل کو آپ ؐ کا وصال ہوا تھا۔ حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں ہی لوگ آکر جنازہ پڑھتے رہے۔ چودہ کو خلیفہ کے انتخاب کے بعد رات کے وقت آپ ؐ کی تدفین ہوئی۔ حضرت علیؓ اور عباسؓ نے لحد میں جسد مبارک رکھا۔ زمین سے ایک بالشت اُبھری ہوئی آپ ؐ کی قبر بنائی گئی۔ قبر تیار ہونے پر حضرت بلالؓ نے اس پر پانی چھڑکا۔

(بخاری شریف، ابن ماجہ، سیرت ابن ہشام، زرقانی، مواہب لدنیہ، مکاشفۃ القلوب، مدارج النبوۃ جلد دوم)

......☆......

Marfat.com